سہ ماہی نئی دہلی

خبرنامہ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

جلد نمبر:۳ اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۸ء شمارہ نمبر:۱

ایڈیٹر

(مولانا) سید نظام الدین

خط وکتابت کا پتہ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

76A /1، مین مارکیٹ اوکھلا گاؤں، جامعہ نگر، نئی دہلی-۲۵

Tel:. 011-26322991, Telefax:. 011-26314784

E-mail:aimplboard@vsnl.net

ایڈیٹر پرنٹر و پبلیشر سید نظام الدین نے اصیلہ آفسیٹ پرنٹرس دریا گنج نئی دہلی-۲ سے چھپوا کر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ 76A /1، مین مارکیٹ اوکھلا گاؤں، جامعہ نگر، نئی دہلی-۲۵ سے شائع کیا

فہرست مضامین

صفحہ	اسمائے گرامی	مضامین	نمبر شمار
۳	(حضرت) مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	پیغام	۱
۵	(حضرت) مولانا سید نظام الدین	اداریہ	۲
۸-۲۳		● بورڈ کی سرگرمیاں	
۸	محمد وقارالدین لطیفی ندوی	مرکزی دفتر بورڈ کی سرگرمیاں (مختصر رپورٹ)	۱
۲۰	محمد کامل قاسمی	سہ روزہ دارالقضاء کیمپ کی رپورٹ	۲
۲۴-۳۶		● تعارف وتاریخ بورڈ	
۲۴	ادارہ	آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ ایک نظر میں	۱
۲۶	ادارہ	بورڈ کی مجالس عاملہ تاریخ وموضوعات کے آئینہ میں	۲
۳۵	ادارہ	بورڈ کے اجلاس عام تاریخ وموضوعات کے آئینہ میں	۳
۳۷-۴۹		● اصلاح معاشرہ	
۳۷	مولانا محمد اسعد اعظمی	اصلاح معاشرہ کیوں اور کیسے	۱
۴۰	پروفیسر ڈاکٹر محمد سعود عالم قاسمی	موجودہ معاشرتی چیلنج اور قرآنی تعلیمات	۲
۴۶	اے امیر النساء	چنئی کی مسلم خواتین کی سماجی خدمات	۳
۴۸	غزالہ احمد	اسلام میں خواتین	۴
۵۰-۷۲		● متفرق مضامین	
۵۰	مولانا سید محمد ولی رحمانی	ایک اہم انٹرویو	۱
۵۲	ڈاکٹر محمد منظور عالم	مقاصد بورڈ کی روشنی میں نئی منصوبہ بندی کی ضرورت	۲
۵۵	مولانا محمد الیاس بھٹکلی ندوی	قیدیوں کے حقوق کا اسلامی منشور	۳
۵۷	مولانا محمد اسلم قاسمی	امن عالم سیرت نبویؐ کی روشنی میں	۴
۶۰	مفتی محمد ارشد فاروقی	فساد وافساد کے تئیں اسلام کا موقف	۵
۶۴	میمونہ محمد ادریس	قرآن سرچشمہ ہدایت ہے	۶
۶۹	مولانا محمد الیاس بھٹکلی ندوی	بھٹکل دینی، علمی اور سماجی سرگرمیوں کے آئینہ میں	۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیغام

(حضرت مولانا) سید محمد رابع حسنی ندوی
صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

الحمد لله رب العالمين ، و الصلاة و السلام علىٰ سيد المرسلين و خاتم النبيين سيدنا محمد ، و علىٰ آله و صحبه أجمعين ، أما بعد :

اللہ رب العالمین نے اپنے آخری نبی حضرت محمد (ﷺ) کے ذریعہ ہم انسانوں کو جو شریعت عطاء فرمائی ، اس میں انسانوں کی زندگی کی واقعی ضرورتوں اور تقاضوں کا پورا لحاظ رکھا ، اور اس کو آنے والے زمانوں اور دنیا کے مختلف علاقوں کے لحاظ سے بھی قابل عمل بنایا ، اسی لیے اس شریعت کو زندگی کے صرف عبادتی پہلو تک محدود نہیں رکھا ، بلکہ اس میں زندگی کے تمام پہلوؤں اور انسانی تقاضوں کی رعایت رکھی ، اسی کے ساتھ اس کو انسان کی خود غرضی اور نفسانی خواہشات کو کنٹرول کرنے والا بنایا ، تاکہ انسان اس زمین پر ایک دوسرے کے ساتھ آپسی میل جول اور خیر پسندی کے ساتھ زندگی گذار سکے ، اور اس پر عمل کرنے میں ایسی سہولت رکھی کہ مختلف انسانی حالات میں وہ قابل عمل ہو ، چنانچہ گذشتہ چودہ سو سال کے دوران انسانی زندگی پر جو مختلف دور گذرے ان میں اسلامی شریعت پر عمل کرنے میں کوئی دشواری یا پریشانی پیش نہیں آئی ، اس شریعت کو ماننے اور اس پر چلنے والوں کو حکومت کی ذمہ داریوں سے بھی گذرنا ہوا ، اور کبھی اکثریت میں اور طاقت میں ہونے کے حالات سے اور کبھی اقلیت میں ہونے اور کمزور ہونے کے حالات سے گذرنا ہوا ، کبھی ناخواندہ معاشرہ کا بھی حصہ بنے ، اور تعلیم یافتہ ماحول بلکہ علوم وفنون کی سرپرستی کرنے کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کا بھی موقع ملا ، ان سب حالات میں اسلامی شریعت پر عمل کرنے اور اس کو زندگی کے مختلف پہلوؤں میں جاری وساری رکھنے میں دشواری نہیں ہوئی ، اس شریعت کو اقتدار کے شخصی دور میں بھی دشواری نہیں ہوئی ، اور اب دنیا میں جمہوری نظام کے عام ہو جانے پر بھی دشواری نہیں ، بلکہ یہ صورت حال خاصی حد تک سازگار رہے ۔

اس شریعت کی یہ وہ بڑی خوبی ہے جس کی بناء پر ہر زمانہ اور ہر معاشرہ میں اس پر عملدرآمد آسان رہا ہے اور اس کی تلقین کی جاتی رہی ہے ، اور چونکہ یہ شریعت انسانوں کی بنائی ہوئی نہیں ہے ، بلکہ اس ارض وسماء اور اس کی مخلوقات کے خالق اللہ رب العالمین کی طرف سے مقرر کردہ ہے ، اور وہ انسان کی طاقت عمل اور ضرورت کو سب سے زیادہ جانتا ہے ، اس لیے یہ قانون شریعت انسان کی فطرت کے بالکل مطابق ہے ، اسی لیے دین اسلام کو ''دین فطرت'' سے بھی تعبیر کیا گیا ہے ، اور چونکہ یہ شریعت اسی ذات اعلیٰ واجلّ کی مقرر کردہ ہے اس لیے

اس کی مخلوق میں سے کسی کو بھی اس میں کسی ترمیم وتغییر کا حق نہیں ہے، اس کو اسی طرح عمل میں لانا ہوگا جس طرح وہ مقرر کی گئی ہے، اور اس ذات مقدس خالق انس وجن نے اپنے بندوں پر یہ لازم کر دیا کہ وہ اپنی زندگیوں میں اس کی پابندی کریں اور اپنے کردار اور طریقۂ زندگی میں اس کے خلاف نہ جائیں، قرآن مجید میں فرمایا ﴿ فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ، ثم لا يجدوا في أنفسهم حرجاً مما قضيت ، و يسلموا تسليماً ﴾ (سورة النساء : ٦٥) (ترجمہ) (سنئے، توجہ کیجئے) قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایمان والے نہ ہوں گے جب تک ان میں یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کراویں، پھر آپ کے اس تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں، اور پورے طور پر تسلیم کرلیں)۔

شریعت اسلامی کی یہ اہمیت ہوتے ہوئے ہندوستان میں جب یہ بات سامنے آنے لگی کہ اس شریعت میں کسی طرح کے تغیر کا کوئی ارادہ پیش نظر لایا جارہا ہے تو مسلمانوں نے اس بات کو واضح کر دیا کہ یہ صورت قابل قبول نہیں ہوسکتی، اور جب ہندوستانی دستور مسلمانوں کو اپنی شریعت یعنی مذہبی احکام پر عمل کرنے کی اجازت بھی دے چکا ہے تو اس کو روکنے یا کسی طرح کا تغیر کرنے کی کیسے اجازت دی جاسکتی ہے!!!۔

لہذا مسلم پرسنل لا کی حفاظت کی فکر کرنے کے لیے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ قائم ہوا، اور اس نے اپنی گذشتہ ۳۸ سالہ مدت میں اس سلسلہ کی اپنی ذمہ داریاں نبھائیں جو مسرت کی بات ہے، اور بورڈ اس سلسلہ میں مسلمانوں کا متحدہ پلیٹ فارم رہا، یہ مزید خوشی کی بات ہے، لیکن اس خوشی کی بات کے ساتھ ہم پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ اس شریعت کی حفاظت صرف غیروں سے ہی کرانا نہیں ہے، بلکہ ہم کو اس بات کا بھی خیال رکھنا ہے کہ اس کی حفاظت خود ہماری زندگیوں میں بھی پابندی سے ہو، لہذا ہم کو اپنی زندگیوں کا برابر جائزہ بھی لیتے رہنا ہے کہ ہم اپنے خالق و مالک رب العالمین کے مقرر کردہ احکام پر کس حد تک عمل کررہے ہیں، اور اس سلسلہ میں جو کوتاہی ہے اس کو دور کرنے کے لیے ہم کیا تدبیریں اختیار کررہے ہیں۔

لہذا بورڈ نے اس کے لیے بھی فکر اپنے پروگرام میں رکھی ہے، چنانچہ شریعت پر عمل کرنے میں کوتاہی کو دور کرانے کے لیے اصلاح معاشرہ کمیٹی قائم کی گئی ہے، شریعت کے مطابق فیصلے حاصل کرنے کے لیے دار القضاء کا انتظام کیا گیا ہے، اس کے لیے کمیٹی ہے جو اس کا انتظام کرتی ہے، شریعت کے احکام کی وضاحت کے لیے تفہیم شریعت کمیٹی قائم ہے، اور عدالتی معاملات کے لیے قانون شریعت کمیٹی ہے، اور الحمد للہ یہ کمیٹیاں اپنا اپنا کام انجام دے رہی ہیں۔ ضرورت ہے کہ سب مسلمان احکام الٰہی کی فرمانبرداری کی فکر رکھیں، اور بورڈ کی ان کمیٹیوں کے ساتھ تعاون کریں اور ان سے حسب ضرورت فائدہ اٹھائیں۔

مسلمانوں کی یہ امت زندہ اور تابندہ امت ہے، اس کو اپنی خصوصیات اور تشخصات کو برقرار رکھنے کی برابر فکر رکھنا ہے، اور احکام الٰہی کو پورے طور پر جاری اور قائم رکھنا ہے، اسی کے ذریعہ یہ امت رب العالمین کے دربار میں سرخرو اور کامیاب ہوگی، اور اپنے رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) کو روز قیامت مسرور وشادماں کرے گی۔

❁ ❁ ❁

اداریہ

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

سید نظام الدین
جنرل سکریٹری بورڈ

اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے **ان الدین عندا للہ الاسلام،** اسلام کے سوا کوئی دوسرا طریقۂ زندگی اللہ کے یہاں مقبول نہیں ''**ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ**'' تمام انبیاء کرامؑ کا دین اسلام رہا ہے۔اسی دین کی رہنمائی کے لئے ہر دور میں اللہ کے نبی اور رسول آتے رہے اور انسانیت کو رشد و ہدایت کا پیغام سناتے رہے، یہی خدا کا بھیجا ہوا نظام حیات ہے جس کو ہم شریعت اسلامی یا اسلامی قانون کہتے ہیں جو ایک متوازن، معتدل اور فطرت انسانی سے ہم آہنگ ہے، دنیا کا ہر نظام و قانون وقت اور حالات کے تناظر میں تغیر پذیر ہوتا رہا مگر قانون الٰہی میں کسی طرح کی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی کیوں کہ یہ خالق کائنات کا بھیجا ہوا دستور حیات ہے لا تبدیل لکلمات اللہ جو لوگ دنیا میں اس ہدایت کو اپنے سینہ سے لگا لیتے ہیں ان پر اس دنیا میں بھی اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور آخرت میں بھی وہ خدا کی ابدی رحمت سے سرفراز ہوں گے۔للہ تعالیٰ نے انسان کی رہنمائی اور رہبری کے لئے انبیاء و رسول بھیجے، کتابیں اور صحیفے نازل کئے، چنانچہ اس طرح انسان کے پاس ایک ایسی ہدایت بھیجی جس سے اس کی زندگی ایک نظام کے تحت رب کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق اس طرح گذرتی ہے کہ وہ خود نیک بنتا ہے، نیکی کو پھیلاتا ہے اور پورے معاشرے کو نیک بنانے کی کوشش کرتا ہے جس کے نتیجہ میں انسان کی زندگی سے بگاڑ دور ہوتا ہے اور اس کی جگہ خیر و صلاح در آتا ہے، اللہ تعالیٰ نے جو انسانوں کے درمیان انبیاء کے ذریعہ رہنمائی کا سلسلہ قائم کیا اور جس میں حضرت آدمؑ سے لے کر آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک آئے سب نے انسانوں کو رب سے جوڑنے اور رب کی تعلیمات پر چلنے، اچھے اخلاق و اطوار کو اپنانے کی تعلیم دی نیز برائی کے محور شیطان، خواہشات نفس، اتباع ہوا اور سرکشی سے بچنے اور دور رہنے اور اس کے مقابلہ میں اللہ کی مدد سے جمے رہنے کی تعلیم دی۔

چنانچہ پوری انبیائی تاریخ و تحریک میں یہ بات نظر آتی ہے کہ انسانوں کو نیک، صالح اور متقی و خدا ترس بنانے کی جو کوشش کی گئی، وہ کوشش پائدار و مستحکم اور بہت طاقتور تھی اسی لئے قرآن کے نازل ہونے کے بعد نبی آخر الزماںؐ نے یہ پیغام سنایا کہ اصل دین اسلام ہی ہے اور اس کے علاوہ کوئی راہ نجات نہیں اس لئے جن لوگوں کو حقیقی کامیابی حاصل کرنی ہے انہیں ہر حال میں اس دین کو مکمل طور پر اختیار کرنا ہوگا، اس میں کسی طرح کی کوئی کانٹ چھانٹ اور کوئی کمی بیشی نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی اسے حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، جب یہ بات بتائی گئی کہ دین کیا ہے اور دین کی بنیادیں کیا ہیں اور دین کا قانون و ضابطہ کیا ہے تو اس کی تشریح اور تفصیل بھی خود نبیؐ نے بیان فرمادی۔ اور اس پر صحابہ کرامؓ نے عمل کر کے بھی دکھادیا، یہی وہ صحابہ ہیں جن کے ذریعہ ہم دین کو جانتے اور پہچانتے ہیں اور جن کے ذریعہ ہمیں اسلام جیسا امن و سکون اور سکینت بخشنے والا نظام ملا۔قرآن و سنت کی تشریح کرنے کا کام فقہاء نے انجام دیا اور جنہوں نے پورے اسلامی نظام حیات کو انسانی زندگی کی مختلف ضروریات و مصالح اور تقاضوں کے اعتبار سے اصول کی روشنی میں نہایت ہی مفصل انداز سے مرتب کر دیا اور پھر مجتہدین نے انفرادی و اجتماعی طور پر اسلامی قوانین کی تشریح اور اس کو منضبط انداز میں پیش کرنے کا کام جاری رکھا۔

انسانی زندگی کا ایک حصہ اس کی فطری ضروریات، طبعی تقاضوں کی تکمیل سے بھی متعلق ہے جس میں نکاح کرنا، ازدواجی زندگی گذارنا اور

ہونے والی نسل کی تعلیم و تربیت، دیکھ ریکھ اور خرچ برداشت کرنے کی ذمہ داری کے علاوہ شوہر و بیوی کے حقوق و معاملات کی تفصیلات بھی شامل ہیں۔

اسلام میں انسان کی انفرادی و عائلی زندگی اور ازدواجی زندگی کے بارے میں جو ہدایات و تعلیمات، قوانین و ضابطے موجود ہیں ان کا مقصد زندگی میں پاکیزگی، خوشی، خوشحالی، نیکی، سعادت اور عدل وانصاف، جذبۂ خیر، ایک دوسرے کا احترام اور محبت و خلوص پیدا کرنا ہے تاکہ زندگی امن وسکون سے ہمکنار ہوسکے۔ کیونکہ اگر عائلی و ازدواجی زندگی کسی مرحلہ میں انتشار واضطراب کا شکار ہوئی اور اس میں خلل ونقص پیدا ہوا تو پھر اس کے اثرات سماج پر بھی مرتب ہوں گے۔ اس لیے اسلام میں نکاح، طلاق، وراثت، حقوق زوجین، حقوق والدین، جنین کے حقوق، بچے کی پرورش و پرداخت کے حقوق، بچوں کی تعلیم و پرورش کی ذمہ داری، بیوی کو بنیادی سہولتیں فراہم کرنے، نان ونفقہ، رہائش، علاج ومعالجہ کی سہولتیں دینے کی تفصیلات، اختلاف کی صورت میں مصالحت کی کوششیں اور مصالحت نہ ہونے کی صورت میں علیحدگی اور تفریق کی شکلیں، حرام وحلال رشتوں کی نشاندہی اور رشتوں کی پاکیزگی وعظمت کے بارے میں اسلامی قانون میں تمام تفصیلات بیان کردی گئی ہیں۔ شوہر کے مال کمانے اور مال خرچ کرنے کے طریقوں نیز بیوی کے مال خرچ کرنے اور مال جمع کرنے سے متعلق امور، خاندان کے ساتھ حسن سلوک اور اچھے روابط کے بارے میں بھی تمام ہدایات درج ہیں۔

اسلامی قانون کا یہ حصہ مسلم پرسنل لا یا احوال شخصیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اسی نظام شرعی کو مسلمانوں کی عملی زندگی میں نافذ کرنے کی تحریک چلا رہا ہے کہ پہلے خود ہم اپنے کردار وعمل سے دنیا کو یہ تاثر دیں کہ اسلام دین رحمت ہے، اس کے تمام قوانین فطرت انسانی کے مطابق ہیں، بورڈ اصلاح معاشرہ تحریک کے ذریعہ عائلی ومعاشرتی زندگی کو سنت اور شریعت کے سانچے میں ڈھالنے، نکاح اور شادی کے موقع پر سادگی اختیار کرنے اور اصراف سے گریز کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ بورڈ کا نظریہ یہ ہے کہ طلاق کا راستہ اسی وقت اختیار کیا جائے جب کہ نباہ کرنا انتہائی مشکل بلکہ ناممکن ہوجائے۔ اور ہر صوت میں اسلام نے جو اصول مقرر کئے ہیں ان کی پابندی کی جائے، اور جو حقوق عائد کئے ہیں ان کو ادا کیا جائے۔ معاشرہ اور سماج کا ایسا ذہن بنائیں کہ وہ اپنے عائلی تنازعات کو کبھی سرکاری عدالتوں میں نہ لے جائیں بلکہ جہاں دارالقضاء قائم ہیں وہاں اس اسلامی ادارے سے رجوع ہوکر تصفیہ کروائیں۔ ایسا ذہن بنانے کے لئے مسلمانوں کے عمائدین قائدین اور سماجی کارکنوں کو حرکت میں آنا چاہئے۔ یعنی یہ کہ اصلاح معاشرہ کے محاذ پر اجتماعی طور پر کام کرنا ہوگا اور ایک ایسے صالح معاشرہ کی تعمیر وتشکیل کرنا ہے جس میں کسی کو اللہ کے حکم سے بغاوت کرنے کی ہمت نہ ہو، بورڈ نے قانون ساز اداروں کے ذریعہ مسلم پرسنل لا میں مداخلت کو روکنے کی ہر مؤثر تدبیر اختیار کی۔ اس کے لئے مستقل لیگل سیل کمیٹی بنی ہوئی ہے جو عدالتوں کے ذریعہ ہو رہے خلاف شریعت فیصلوں کے لئے قانونی چارہ جوئی کرتی ہے۔ کبھی کبھی ملکی عدالتیں شعوری یا غیر شعوری طور پر قانون شریعت کے خلاف ایسے ایسے فیصلے صادر کرتی ہیں جن کا قانون اسلامی سے دور دور کا بھی واسطہ نہیں رہتا۔ ہمارے وکلاء اور قانون داں حضرات ان فیصلوں کا باریک بینی سے جائزہ لیتے ہیں اور اس کی اپیلیں کرتے ہیں۔ جو فیصلے ناواقفیت کی بنیاد پر ہوتے ہیں ہمارے وکلاء حضرات عدالتوں کو صحیح صورتحال سے واقف کراتے ہیں اس لئے بورڈ نے تفہیم شریعت کے نام پر ایک کمیٹی بنائی ہے جو علماء اور وکلاء کے درمیان شرعی احکام پر مذاکرات کے ذریعہ اپنا موقف واضح کرتی ہے۔ آخر میں ہم یہ واضح کردینا چاہتے ہیں کہ ہمارا دین اور ہماری شریعت جان سے زیادہ عزیز ہے۔ ہم اس کے ایک جز سے بھی دست بردار ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہندوستان جیسے ملک میں خاص طور پر آزادی کے بعد مسلم پرسنل لا سے متعلق اسلامی قوانین کی تطبیق وتنفیذ اور شریعت کی تشریح اور اس کی حفاظت ودفاع کے لیے مسلم پرسنل لا بورڈ وجود میں آیا جو مسلسل اس بات کے لیے کوشاں رہا کہ ہندوستانی مسلمان کسی بھی حال میں اپنی زندگی سے اسلامی قوانین کے اس حصہ کو الگ نہ ہونے دیں اور نہ ہی اس

میں کسی طرح کی تبدیلی و ترمیم کی کوشش کامیاب ہونے دیں جس کی تصریحات وتفصیلات قرآن وسنت سے ماخوذ وثابت ہیں کیونکہ موجودہ حالت میں شریعت کا تحفظ اور شرعی قوانین پرعمل درآمد مسلم اقلیت کی تہذیبی وثقافتی شناخت نیز اس سے اسلامی تشخص کے لیے بہت ضروری اور لازمی ہے۔آج بھی مسلم پرسنل لا بورڈ ہرسطح پر اس بات کے لیے متحرک ہے کہ ہندوستانی مسلمان اپنے شعائر کی ادائیگی آزادانہ طور پر کرسکیں۔خاص طور پر شریعت نے جو سہولتیں مہیا کی ہیں، ان پر کسی قدغن کو گوارہ نہ کریں۔اگر شریعت نے نکاح کو آسان بنایا ہے تو اسے مشکل نہ بننے دیں اور اگر شریعت نے طلاق کو آسان بنایا ہے تو اسے بھی مشکل نہ بننے دیں۔ گویا اسلامی شریعت نے عائلی زندگی کے لیے جو دائرے مقرر کیے ہیں اور فرد کی انفرادی آزادی کے لیے جو ضابطے بنائے ہیں، ان میں کسی مداخلت کو داخل نہ ہونے دیا جائے۔موجودہ دور فتنوں اور سازشوں کا عہد ہے۔ اس میں ثقافتی وتہذیبی یلغار بھی ہے اور دوسروں کو ان کے حقوق سے محروم کرنے کی کوشش بھی ہے۔اس میں اسلام کے عطا کردہ امتیازات وخصوصیات کو مٹانے اور ان کی حیثیت کو کم کرنے اور ان کے وزن کو گھٹانے کی سعی بھی ہے۔ یہ دائرہ محدود بھی ہے اور غیر محدود بھی۔ اس لیے مسلم اقلیت کی ذمہ داری ہے کہ وہ باخبر اور متدین علمائے حق سے وابستہ رہیں اور دینی اور ملی مراکز سے اپنے آپ کو جوڑے رکھیں نیز بورڈ کی دینی قیادت کی باتوں کو توجہ اور غور کے ساتھ سن کر اس پرعمل کرنے کی کوشش کریں۔

سچی بات یہ ہے کہ اگر ہندوستانی مسلمان اپنے آپ کو قرآن و سنت سے جوڑ دیں اور نبیؐ کے اسوہ کو اختیار کرنے اور اس پر اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوششیں شروع کردیں تو ان کی زندگی میں امن وسکون کے ساتھ صلاح وفلاح اور ترقی وخوشحالی آئے گی اور ہدایت بھی ملے گی کیونکہ اسلام مؤمن ومسلم کو سرخ روئی عطا کرنے کا ضامن بھی ہے۔

آج معاشرہ میں اگر کوئی خرابی یا کمزوری پائی جاتی ہے تو اس کا اصل بنیادی سبب شریعت اسلامیہ سے ناواقفیت، بدعملی یا اس کے اصولوں سے انحراف ہے، یہ انحراف و دوری جتنی زیادہ ہوگی اسی قدر انفرادی و اجتماعی معاشرہ بربادی سے دوچار ہوگا، اس لئے اپنے بچوں، بچیوں اور اہل خانہ، خاندان کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنے، اس پر گامزن رہنے، اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کی تلقین وتبلیغ جاری رکھیں، مسلم پرسنل لا بورڈ کی اصلاح معاشرہ تحریک، تفہیم شریعت تحریک کو مضبوط بنانے کی کوشش کریں، مطبوعات کی اشاعت و تیاری اور ہندوستان کی مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے کا نظام، نئے اسلامی واصلاحی لٹریچر کی تیاری، مختلف ریاستوں میں بورڈ کے تحت دورے اور سیمینار و اجلاس منعقد کرنے کا کام ارکان بورڈ اور عوام دونوں سے مسلسل توجہ اور تعاون چاہتا ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں کو بورڈ کے تحت مختلف صوبوں اور علاقائی زبانوں میں نئے لٹریچر کی تیاری، نئے ویب سائٹ آغاز کرنا چاہئے تاکہ اس طرح بورڈ کا پیغام ہر جگہ پہونچے۔

صدر بورڈ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے اس اقتباس پر ہم اپنی بات ختم کرتے ہیں۔

''ہم اس کی بالکل اجازت نہیں دے سکتے کہ ہمارے اوپر کوئی دوسرا نظام معاشرت، نظام تمدن اور عائلی قانون مسلط کیا جائے۔ہم اس کو دعوت ارتداد کہتے ہیں اور ہم اس کا اسی طرح مقابلہ کریں گے جیسے کہ دعوت ارتداد کا کرنا چاہئے۔ یہ ہمارا شہری، آئینی، جمہوری اور دینی حق ہے اور ہندوستان کا دستور اس جمہوری ملک کا آئین نہ صرف اس کی اجازت دیتا ہے بلکہ اس کی ہمت افزائی کرتا ہے اور شریعت اسلامی یا شعائر اسلامی سے ہماری شناخت بنتی ہے، ہم خود اپنے عمل سے اور اپنی دینی غیرت وحمیت سے اس کی حفاظت کرسکتے ہیں۔اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس اہم مسئلہ پر پوری طرح متحد ہوں! الحمدللہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اس اتحاد کی بہترین مثال ہے جو ہندوستان کے مسلمانوں کا ایک باوقار مستحکم پلیٹ فارم ہے۔اللہ ہم سب کو شریعت اسلامی پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔آمین

و ما علینا الا البلاغ۔

مرکزی دفتر بورڈ کی سرگرمیاں (مختصر رپورٹ)

محمد وقارالدین لطیفی ندوی

مرکزی دفتر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی طرف سے حالیہ دنوں میں انجام پانے والے کاموں اور کارکردگی پر مشتمل ایک مختصر رپورٹ حسب ذیل ہے۔

دارالقضاء کمیٹی:

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب نے ملک بھر میں قائم دارالقضاء کی تفصیل طلب کرنے کی بابت دارالقضاء کے تمام قاضیوں کی خدمت میں ۳۰/اگست ۲۰۰۸ء کو درج ذیل خط ارسال فرمایا:

محترمی ومکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ بعافیت ہوں گے۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کو آپ کے دارالقضاء کی معلومات درکار ہیں، اس سلسلہ میں ذیل میں کچھ سوالات دئے گئے ہیں، آپ سے گذارش ہے کہ مفصل جواب جلد سے جلد عنایت فرمائیں۔

(۱) نام قاضی (۲) دارالقضاء کا پتہ

(۳) تاریخ قیام دارالقضاء

(۴) سال بہ سال مقدمات کی تعداد از آغاز دارالقضاء تا ۲۰۰۷

(۵) مقدمات کی نوعیت ان کی مفصل کیفیت

(۶) کیا کوئی مقدمہ دوسری جگہ بھی منتقل ہوا؟

(۷) کیا کسی فیصلے کے خلاف کوئی اپیل ہوئی؟

(۸) آپ کے دارالقضاء میں ابتداء سے ابتک جتنے قاضی مقرر ہوئے ان کے نام اوران کے عہد میں کئے گئے فیصلوں کی تعداد۔

(۹) آپ کے دارالقضاء میں نظام قضاء سے متعلق کتابوں کی تعداد؟

(۱۰) کیا آپ کے دارالقضاء میں تمام ضروری فارم مطبوعہ ہیں؟

(سوال ۵ خصوصی توجہ چاہتا ہے)۔

اس کے بعد بورڈ کی دارالقضاء کمیٹی کے کنوینر مولانا عتیق احمد بستوی صاحب نے ملک بھر میں قائم دارالقضاء کے قاضیوں کے نام دارالقضاء کی تفصیلات طلب کرنے کی غرض سے مورخہ ۲۲/ستمبر ۲۰۰۸ء کو حسب ذیل خط ارسال فرمایا:

مکرم ومحترم! زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بعافیت ہوگا

آپ سے یہ بات مخفی نہیں کہ پورے ملک میں دارالقضاء کا قیام اور استحکام آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے اہم ترین مقاصد میں سے ہے اور یہ بات بھی واضح ہے کہ ہندوستان میں تحفظ شریعت کی مہم نظام قضاء کے بغیر کامیاب نہیں ہوسکتی اسی لئے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ذمہ داروں نے اس کام کو اولیت واہمیت دی، لیکن یہ کام جس قدر ضروری ہے اتنا ہی نازک بھی ہے، اس لئے دارالقضاء کی مہم میں جب تک آپ جیسے بیدار مغز، فکرمند، اور مخلص حضرات کی بھرپور عملی شرکت نہ ہوگی یہ مہم آگے نہیں بڑھ سکتی ہے، اس میں آپ کا ہر نوع کا تعاون از حد ضروری ہے۔

اس وقت آپ کی خدمت چند سوالات پیش کیے جارہے ہیں، ہمیں امید ہے کہ آپ جلد از جلد ان کے جوابات سے نوازیں گے، ان شاء اللہ تعالی آپ کے جوابات اور مشوروں کی روشنی میں دارالقضاء کمیٹی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ بہتر منصوبہ بندی اور عملی اقدامات کرسکے گی۔

(۱) کیا آپ کے علاقہ میں مسلمانوں کے تنازعات (خصوصا عائلی

تنازعات) کو شرعی بنیادوں پر حل کرنے کا کوئی نظام کسی بھی نام سے (دارالقضاء، محکمہ شرعیہ، شرعی پنچایت، وغیرہ) موجود ہے

(۲) اگر موجود ہے تو اس کے ذمہ داروں کا نام اور پتہ نیز فون نمبر تحریر فرمائیں

(۳) اگر ایسا کوئی نظام موجود ہے تو اس کی کارکردگی سے آپ کس قدر مطمئن ہیں اور کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے آپ کے ذہن میں کیا مشورے ہیں

(۴) اگر ایسا کوئی نظام موجود نہیں ہے تو اسے کس طرح قائم کیا جا سکتا ہے، اس کے قیام میں کون کون سے افراد اور ادارے تعاون کر سکتے ہیں، ان کے نام اور پتے تحریر فرمائیں، خود آپ اس کام میں کیا تعاون کر سکتے ہیں

(۵) دارالقضاء کی تحریک کو طاقتور اور وسیع بنانے کے لئے آپ کے ذہن میں اگر کچھ مشورے اور خیالات ہوں تو انہیں ضرور تحریر فرمائیں، ان شاء اللہ اس سے ہمیں روشنی ملے گی اور اس کار خیر میں آپ کا گراں قدر حصہ ہوگا

تربیتی کیمپ:

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی دارالقضاء کمیٹی کی طرف سے جامعہ اسلامیہ امام ولی اللہ پھلت، مظفر نگر، (یوپی) میں ایک سہ روزہ تربیت قضاء کا کیمپ مؤرخہ ۸/تا ۱۰/ذی قعدہ ۱۴۲۹ھ ہجری مطابق ۸/تا ۱۰/نومبر ۲۰۰۸ء روز ہفتہ تا پیر منعقد ہوا جس کی رپورٹ علیحدہ سے اس شمارہ میں شامل ہے ملاحظہ فرمائی جا سکتی ہے۔ اس سہ روزہ کیمپ میں حسب ذیل علماء نے شرکت کی اور خطاب بھی فرمایا:

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب مظفر پوری، قاضی عبدالجلیل صاحب قاسمی، مولانا عتیق احمد بستوی صاحب، مفتی عبیداللہ اسعدی صاحب اور مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب۔

بورڈ کی طرف سے دو دارالقضاء کا قیام:

۱۰/نومبر ۲۰۰۸ء بروز پیر بعد نماز مغرب جامعۃ الامام ولی اللہ اسلامیہ پھلت کی مسجد میں اجلاس عام ہوا۔ اس اجلاس میں بورڈ کی طرف سے پھلت میں دارالقضاء قائم ہوا اور مفتی محمد عاشق صاحب صدیقی کو دارالقضاء پھلت کے لئے قاضی مقرر کیا۔

۱۱/نومبر ۲۰۰۸ء بروز منگل دوپہر میں جامعۃ الامام احمد السرہندی عیدگاہ سونی پت کی مسجد میں اجلاس عام ہوا۔ اس اجلاس میں بورڈ کی طرف سے سونی پت میں دارالقضاء قائم ہوا۔ اور مفتی محمد ارشاد صاحب ندوی کو قاضی مقرر کیا گیا۔

ان دونوں جگہ دارالقضا کے قیام کے موقع سے اجلاس میں نظام قضاء کی اہمیت، ضرورت، فضیلت اور ہندوستان میں نظام قضاء کی ضرورت پر مولانا عتیق احمد صاحب بستوی، قاضی عبدالجلیل صاحب، مفتی عبیداللہ اسعدی صاحب اور مولانا محمد قاسم صاحب مظفر پوری صاحب نے خطاب کیا۔

تفہیم شریعت کمیٹی

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے کمیٹی کی پہلی میٹنگ مؤرخہ ۹/اگست ۲۰۰۸ء روز ہفتہ کو بعد نماز مغرب آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے مرکزی دفتر (دہلی) میں رکھی جس میں تفہیم شریعت کے کام کو پورے ملک میں عموماً اور دہلی میں خصوصاً بڑھانے کے لئے دہلی کے ارکان بورڈ کے ساتھ ایک خصوصی نشست ہوئی، اس نشست میں درج ذیل حضرات شریک ہوئے:

حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب	(جنرل سکریٹری بورڈ)
مولانا احمد علی قاسمی صاحب	(رکن اساسی بورڈ)
مولانا عمید الزماں کیرانوی صاحب	(رکن اساسی بورڈ)
ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری صاحب	(رکن اساسی بورڈ)
ڈاکٹر قاسم رسول الیاس صاحب	(رکن اساسی بورڈ)
جناب امین عثمانی صاحب	(رکن اساسی بورڈ)
جناب فیروز خاں ایڈوکیٹ صاحب	(مدعو خصوصی)
جناب بہارالدین برقی صاحب ایڈوکیٹ	(رکن بورڈ)
مولانا محمد یعقوب خان صاحب	(رکن بورڈ)
مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب	(کنوینر کمیٹی)

حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب نے اس نشست کی صدارت فرمائی، ڈاکٹر قاسم رسول الیاس صاحب کی تلاوت سے نشست کا آغاز ہوا، کنوینز کمیٹی نے اپنی تمہیدی گفتگو میں کہا کہ بورڈ کا بنیادی مقصد قانون شریعت کا تحفظ ہے جس کے لئے سیاسی اور قانونی سطح پر مسلسل کوششیں ہورہی ہیں اور عدالتوں میں زیر دوراں مقدمات کے سلسلہ میں لیگل سیل کمیٹی بحمد اللہ بہتر طور پر کام کررہی ہے، بورڈ کا ایک مقصد خود مسلمانوں میں قانون شریعت پر عمل کے جذبہ کو ابھارنا اور انہیں رضا کارانہ طور پر اس کے لئے آمادہ کرنا ہے، چنانچہ عوامی سطح پر اس مقصد کے لئے اصلاح معاشرہ کمیٹی کام کررہی ہے اور مرکزی اور ریاستی سطح پر اس کے لئے کمیٹیاں قائم ہیں جو بہتر طور پر اصلاح معاشرہ کے لئے کوشاں ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری تھا کہ امت کے خواص، وکلاء اور قانون دانوں کو قانون شریعت سے آگاہ کیا جائے، قانون شریعت جس میں حکمت و مصلحت اور فطرت انسانی سے ہم آہنگی ہے اسے واضح کیا جائے، نیز شرعی قوانین کے بارے میں جو غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں انہیں دور کیا جائے، اسی مقصد کے پیش نظر ۲۹، ۳۰/اپریل و یکم مئی ۲۰۰۵ء اجلاس بھوپال میں تفہیم شریعت کمیٹی بنائی گئی تا کہ اس کام کو منظم طور سے وسیع پیمانہ پر کیا جائے، آج کی اس نشست کا مقصد یہی ہے کہ اس کو مؤثر بنانے سے متعلق غور وخوض ہو اور خاص کر دہلی میں اس کی مرکزی حیثیت کے پیش نظر اس کام کو بڑھایا جائے۔

اس کے بعد کنوینر نے تفہیم شریعت پروگرام کے سلسلہ میں کچھ تجاویز پیش کیں اور حاضرین سے درخواست کی کہ ان تجاویز میں جو اضافہ، کمی یا ترمیم و تبدیلی کی ضرورت محسوس ہو اسے پیش فرمائیں۔ تجاویز حسب ذیل ہیں:

<u>تفہیم شریعت پروگرام کے سلسلہ میں تجاویز</u>

۱- تفہیم شریعت کے دو پہلو ہیں: ایک قانون دانوں اور دانشوروں کو قانون شریعت اور خاص کر مسلم پرسنل لا کے بارے میں واقف کرانا، دوسرے قانون شریعت کے بارے میں جو غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں، ان کو دور کرنا۔

۲- ان دونوں پہلوؤں کے لئے دو طریقہ کار اختیار کیا جاسکتا ہے: ایک زبانی تفہیم کا، دوسرے ان موضوعات پر لٹریچر کی تیاری کا۔

۳- زبانی تفہیم کی صورت یہ ہے کہ

(الف) اسلامی قوانین کے مختلف پہلوؤں پر توسیعی خطبات رکھے جائیں اور ان میں مسلمان اور غیر مسلم قانون دانوں اور دانشوروں کو خاص طور پر مدعو کیا جائے، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پہلے اس طرح کے اجتماعات مسلمانوں کے لئے رکھے جائیں اور دوسرے مرحلہ میں مشترک اجتماعات رکھے جائیں۔

(ب) بعض وہ مسائل - جنہیں ذرائع ابلاغ میں اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے لئے ابھارا جاتا ہے، -ان پر مذاکرہ (سمپوزیم) رکھا جائے اور اسلام کی مؤثر نمائندگی کرنے والی شخصیتوں کو اسپیکرس میں اہمیت دی جائے۔

(ج) ایسے خطبات کے لئے خاص طور پر ایسے شہروں کا انتخاب کیا جائے، جہاں ہائی کورٹ یا اس کی بنچ موجود ہو، تا کہ اونچی سطح پر لوگوں تک شریعت کا حقیقی پیغام پہنچ سکے۔

(د) سمپوزیم دہلی، ممبئی اور کلکتہ میں رکھنے کی کوشش کی جائے، تا کہ ذرائع ابلاغ تک رسائی میں سہولت ہو اور میڈیا کے غیر حقیقت پسندانہ رویہ کا میڈیا ہی کے ذریعہ جواب دیا جاسکے۔

۴- خطبات میں درج ذیل موضوعات کو مع ان کے ذیلی عناوین کے اہمیت دی جائے:

<u>اسلام کے اصول قانون - اجمالی تعارف</u>

سرچشمہ قانون - اسلام کی نظر میں، قانون شریعت کے بنیادی مصادر، قانون شریعت کے مختلف شعبے، مسلم پرسنل لا کی شرعی حیثیت۔

<u>نکاح</u>

اسلام کا تصور نکاح، ارکان نکاح، شرائط نکاح، موانع نکاح، مہر، متعہ، نکاح باطل و فاسد، ولایت و کفاءت، حکم نکاح، نکاح بیوگاں، تعدد ازدواج اور اس کی شرائط و مصالح، نکاح پر مرتب ہونے والے اثرات۔

<u>نفقہ</u>

نفقہ میں شامل سہولتیں، نفقہ کی مقدار، نفقۂ زوجیت، نفقۂ اولاد، نفقۂ والدین، نفقۂ اقارب، جن صورتوں میں نفقہ ساقط ہوجاتا ہے، نفقۂ عدت، نفقۂ مطلقہ اور شرعی نقطۂ نظر

<u>قانون طلاق</u>

طلاق کے بارے میں اسلامی تصور، الفاظ کے اعتبار سے طلاق کی قسمیں، طلاق کی مختلف قسموں کے احکام، کن لوگوں کی طلاق واقع ہوتی ہے، یعنی اہلیت طلاق، کن پر طلاق واقع ہوسکتی ہے؟ یعنی طلاق کا محل ہونا، طلاق سے پہلے جن تدابیر کا اختیار کرنا بہتر ہے، طلاق اور تحکیم، مردوں ہی کو طلاق کا اختیار کیوں؟ تفویض طلاق، طلاق کے اثرات: نفقۂ عدت، نفقۂ اولاد، حضانت اور اجرت حضانت۔

قانون خلع وتفریق

خلع کا مقصد اور اس کے احکام، ایلا، ظہار، اسباب فسخ نکاح، متارکہ، حرمت مصاہرت، ارتداد۔

نسب سے متعلق قوانین

اسلام میں حفاظت نسب اور شناخت کی اہمیت، ثبوت نسب کے اصول، تبنیت- اسلامی نقطۂ نظر، تبنیت کے سماجی ونفسیاتی اثرات، عدت اور اس کے احکام، لقیط کا حکم۔

قانون میراث

تقسیم دولت کے اسلام کا بنیادی تصور، قانون میراث کے بنیادی اصول، مختلف حالتوں میں عورتوں کا حق میراث، یتیم پوتے کی میراث کا مسئلہ۔

قانون وصیت، ہبہ وغیرہ

وصیت مالی کے معتبر ہونے کی شرطیں، موانع وصیت، ہبہ کے احکام، ورثاء کے درمیان غیر عادلانہ ہبہ، مرض وفات میں ہبہ، ولی کی طرف سے وصی کا تقرر۔ وقف کا اسلامی تصور، وقف مساجد، دیگر اوقاف، وقف علی الاولاد، وقف کی تولیت، وقف کا استبدال۔

مسلم اور غیر مسلم تعلقات

اسلام میں انسانی وحدت کا تصور، مذہبی رواداری، عبادت گاہوں اور مذہبی شخصیتوں کا احترام، غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم، آیات جہاد کا مصداق اور غلط فہمیاں۔

۵- ایسے مختصر رسائل منتخب یا مرتب کئے جائیں، جن میں مسلم پرسنل لا کے بعض مسائل - تعدد ازدواج، مردوں کا حق طلاق، میراث میں بعض حالتوں میں مردوں اور عورتوں کے حصہ میں فرق، یتیم پوتے کی میراث، پردہ، عورتوں کی شہادت، عورتوں کی دیت، حرمت مصاہرت، تبنیت وغیرہ-- کے سلسلہ میں اسلامی نقطۂ نظر کی وضاحت اور انسانی فطرت اور مصالح سے اس کی ہم آہنگی پر روشنی ڈالی جائے، ان تمام موضوعات پر-- جیسا کہ اشارہ کیا گیا-- از سر نو لکھانے کی ضرورت نہیں، بلکہ جن موضوعات پر پہلے سے تحریریں موجود ہیں، یا بورڈ کا مطبوعہ لٹریچر اس سلسلہ میں کفایت کرتا ہے، تو ان ہی سے فائدہ اٹھایا جائے۔

۶- کچھ ایسے لٹریچر تیار کئے جائیں، جس میں پرسنل لا سے متعلق قوانین-- قانون نکاح، قانون طلاق، قانون وراثت وغیرہ-- کے بارے میں شریعت کے احکام اور ان کی حکمتیں ساتھ ساتھ ذکر کی جائیں اور اختصار سے کام لیا جائے، تاکہ ان قوانین کا پس منظر، ان کی روح، ان کے مقاصد، فطرت انسانی سے ان کی مطابقت اور عقل سے ان کی ہم آہنگی نیز ان کا باہمی ارتباط واضح ہوجائے، اس طرح کی ایک مفید کوشش پڑوسی ملک میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسیٹی اسلام آباد کے شعبہ شریعہ اکیڈمی نے کی ہے اور یہ لٹریچر وکلاء اور قانون دانوں کے لئے تیار کیا گیا ہے، ہم اس سے بھی فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔

۷- اوپر جن موضوعات کا ذکر کیا گیا ہے، ان سے متعلق تحریروں کا انگریزی اور ہندی میں ترجیحی بنیاد پر اور دوسری زبانوں میں حسب سہولت ترجمہ بھی کرایا جائے، تاکہ برادران وطن اور اردو سے نابلد نئی نسل تک اس لٹریچر کی رسائی ہوسکے۔

۸- تفہیم شریعت کے پیغام کو ملک کے مختلف حصوں تک پہونچانے کے لئے ان تمام شہروں میں- جہاں ہائی کورٹ یا اس کی بنچ موجود ہو- تفہیم شریعت کی چند رکنی کمیٹی بنادی جائے، جس میں شہر کے مقتدر عالم اور کسی نمایاں مسلمان وکیل کی نمائندگی ضرور ہو اور بورڈ کے کچھ مقامی ارکان سے بھی اس سلسلہ میں تعاون لیا جائے۔

۹- تفہیم شریعت کی مہم کو تیز کرنے کے لئے ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ جیسے

مختلف جماعتیں اصلاح معاشرہ کا ہفتہ یا عشرہ مناتی ہیں، اسی طرح بورڈ کے تحت تفہیم شریعت کا عشرہ منایا جائے اور مختلف شہروں میں بورڈ کے ذمہ داران وارکان، دیگر علماء اور قانون دانوں سے استفادہ کیا جائے۔

ان تجاویز کی خواندگی کے بعد گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب نے فرمایا کہ اس کام میں تسلسل کو برقرار رکھنے کے لئے علماء اور قانون دانوں کے درمیان رابطہ ضروری ہے، پیش کردہ تجاویز میں جن موضوعات کا ذکر تھا، ان میں ایک مسلم وغیر مسلم تعلقات کا عنوان بھی تھا، آپ نے فرمایا کہ چونکہ یہ موضوع براہ راست مسلم پرسنل لا سے متعلق نہیں ہے، اس لئے اسے اس میں شامل نہیں ہونا چاہئے، وقف کے موضوع کو وصیت و ہبہ کے ساتھ ملا کر رکھا گیا تھا۔ آپ نے رائے دی کہ وقف کے موضوع کو مستقل رکھا جائے، ایک تجویز یہ پیش کی گئی تھی کہ تفہیم شریعت کا ہفتہ وعشرہ منایا جائے، آپ نے فرمایا کہ اس کی ضرورت نہیں ہے، چنانچہ وقف کو الگ موضوع بنادیا گیا، باقی دونوں تجاویز حذف کردی گئیں۔

ڈاکٹر قاسم رسول الیاس صاحب نے تفہیم شریعت کے کاموں کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں اس عنوان کے تحت تین طرح کے کام کرنے چاہئیں، اول مسلم وکلاء اور قانون دانوں کی میٹنگ، دوسرے اہم موضوعات پر غیر مسلموں کو بھی مدعو کرتے ہوئے خصوصی پروگرام، تیسرے مسلم پرسنل لا سے متعلق جو نئے مسائل سامنے آئیں ان پر مسلمان وکلاء کے ساتھ تبادلہ خیال کی نشست۔ آپ نے یہ بھی رائے دی کہ دہلی میں ہر ماہ ایک پروگرام رکھنے کی کوشش کی جائے، آپ نے نکاح کے زیر عنوان غیر مسلموں سے نکاح کے مسئلہ کو بھی شامل کرنے کی بات کہی، چنانچہ اسے شامل کرلیا گیا۔

جناب فیروز خاں غازی ایڈوکیٹ نے اس بات پر تشویش ظاہر کی کہ عدالتوں میں ازدواجی زندگی سے متعلق مقدمات بڑھتے جارہے ہیں اور دارالقضاء کم ہوتے جارہے ہیں، آپ نے توجہ دلائی کہ فسخ نکاح کے موجودہ قانون میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ یہ مقدمات کس سطح کی عدالت میں دائر کئے جائیں، جناب بہار برقی ایڈوکیٹ نے کہا کہ وکلاء کو اس طرح بورڈ سے جوڑا جائے کہ جب بھی مسائل پیدا ہوں وہ بورڈ سے رجوع کریں، آپ نے رائے دی کہ دہلی میں دو ماہ پر تفہیم شریعت کا پروگرام رکھا جانا چاہئے۔

مولانا عمید الزماں کیرانوی نے کہا کہ تفہیم شریعت کے پروگراموں میں تسلسل ہونا چاہئے، آپ نے کہا کہ توسیعی خطبات کی ریکارڈنگ اور طباعت واشاعت بھی ہونی چاہئے، ڈاکٹر عبدالحق انصاری صاحب نے ان تجاویز سے اتفاق کیا، اور انہوں نے خطبات کے مجوزہ موضوعات میں سے پہلے موضوع: ''اسلام کے اصول قانون کے تحت مقاصد شریعت'' کا عنوان بڑھانے کا مشورہ دیا، جسے قبول کیا گیا- بہر حال تفہیم شریعت پروگرام کے سلسلہ میں پیش کردہ تجاویز کو بھی شرکاء نے بہت مناسب اور بہتر قرار دیا اور خواہش کی کہ اس کو پوری طرح روبہ عمل لایا جائے-

اخیر میں حسب ذیل باتیں طے پائیں:

۱۔ دہلی میں ہر دو ماہ پر تفہیم شریعت کا پروگرام رکھا جانا چاہئے۔

۲۔ کوشش کی جائے کہ یہ پروگرام مہینے کے پہلے شنبہ کو چار بجے دن سے ہو، تاکہ وکلاء حضرات عدالتوں سے سیدھے پروگرام میں شریک ہوں۔

۳۔ خطبات پینتالیس منٹ کے ہوں، اتنا ہی وقت سوال و جواب کے لئے دیا جائے، نیز تلاوت وصدارتی کلمات کو لے کر پورا پروگرام دو گھنٹے میں مکمل کرنے کی کوشش کی جائے۔

۴۔ نئے ابھرنے والے مسائل میں وکلاء سے تبادلہ خیال کی نشستیں چونکہ کم افراد پر مشتمل ہوں گی اس لئے ان کا نظم بورڈ کے دفتر میں رکھا جائے، توسیعی خطبات کا درج ذیل مقامات میں سے کہیں رکھنا زیادہ مناسب ہوگا:

(الف) کانسٹی ٹیوشن کلب، رفیع مارگ (ب) راجندر بھون
(ج) انڈین لا سوسائٹی (د) انڈیا اسلامک کلچرل سنٹر

۵۔ دہلی کے لئے تفہیم شریعت کمیٹی اور کنوینر کا تعین مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب (کنوینر مرکزی کمیٹی) محترم جنرل سکریٹری صاحب کے مشورہ سے کریں گے۔

۶ رمضان المبارک کے بعد اکتوبر یا نومبر میں تفہیم شریعت کا پہلا پروگرام، اور دسمبر یا جنوری میں دوسرا پروگرام رکھنے کی کوشش کی جائے۔

۷۔ مذکورہ دونوں پروگراموں میں سے پہلے کا موضوع متبنّٰی کا مسئلہ ہوا اور دوسرے کا قانون طلاق۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کنویز تفہیم شریعت کمیٹی نے صوبائی سطح پر کمیٹی کی ایک میٹنگ یکم نومبر ۲۰۰۸ء بروز ہفتہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں بورڈ کے ارکان لکھنؤ کے ساتھ رکھی جس میں صدر بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب، حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب جنرل سکریٹری بورڈ، جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب معاون جنرل سکریٹری بورڈ، جناب ظفریاب جیلانی ایڈوکیٹ صاحب، جناب مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب، مولانا سید سلمان الحسینی ندوی صاحب، مولانا خالد رشید فرنگی محلی صاحب، مولانا عتیق احمد بستوی صاحب، مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب اور مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی صاحب نے شرکت کی۔ جس میں درج ذیل تجویز منظور کی گئی۔

اس نشست میں تفہیم شریعت کی افادیت کے موضوع پر تبادلہ خیال ہوا اور محسوس کیا گیا کہ علماء و وکلاء کے درمیان مذاکرات کے دائرہ کو ریاستی سطح تک وسیع کیا جائے تا کہ اس کی افادیت عام ہو سکے، اس لئے مشرقی یوپی کے لئے بھی بورڈ کی طرف سے اس طرح کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے، چنانچہ تفہیم شریعت کمیٹی کے کل ہند کنویز مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کی تجویز پر شرکاء مجلس نے درج ذیل اصحاب پر مشتمل تفہیم شریعت کمیٹی برائے مشرقی یوپی تشکیل دی۔

سرپرست کمیٹی: حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب صدر بورڈ

کنویز: جناب ظفریاب جیلانی صاحب ایڈوکیٹ

معاون کنویز: مولانا عتیق احمد بستوی صاحب

ارکان کمیٹی: (۱) مولانا سید سلمان الحسینی ندوی صاحب لکھنؤ، (۲) مولانا خالد رشید فرنگی محلی لکھنؤ، (۳) جناب عبدالقدیر ایڈوکیٹ (الہ آباد) (۴) مولانا حمید الحسن صاحب لکھنؤ (۵) ڈاکٹر نعیم حامد صاحب (کان پور) (۶) مولانا محمد اقبال قادری صاحب لکھنؤ (۷) مولانا محمد ادریس بستوی صاحب۔ (بستی)

یہ کمیٹی علماء اور وکلاء کے تعاون سے سال میں کم از کم تین چار بار شہر کان پور لکھنؤ، الہ آباد، گورکھپور اور بنارس کے علماء اور وکلاء کے درمیان مذاکرات کی مجلس منعقد کرانے کی کوشش کرے گی اور اس کے لئے موضوعات و مقامات اجتماع کا بھی انتخاب کرے گی اور اس پر ہونے والے مصارف کو مقامی حضرات کے تعاون سے پورا کرے گی۔ ساتھ ہی یہ بھی طے ہوا کہ فی الحال مارچ میں ایک نمائندہ اجتماع بلایا جائے۔

اسی دن بعد نماز مغرب امیر الدولہ اسلامیہ ڈگری کالج لال باغ لکھنؤ میں صدر بورڈ کی صدارت میں تفہیم شریعت کے موضوع پر ایک بڑا اجتماع ہوا جس میں بورڈ کے ذمہ داروں، شہر لکھنؤ کے اصحاب افتاء و قضاء اور ہائی کورٹ و سول کورٹ کے مسلم وکلاء نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اس اجتماع کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

بحیثیت مسلمان ہم سب کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بھی پیدا کیا ہے اور اس پوری کائنات کو بھی، وہ انسان کے نفع و نقصان اور اس کی مصلحتوں اور مضرتوں سے خود اس سے زیادہ واقف ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو زندگی کا جو قانون دیا گیا ہے وہی انسانیت کے لئے اور اس کی فطرت و ضرورت کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہے، قرآن مجید میں اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا گیا: الا لہ الخلق و الامر یعنی خالق بھی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اسی کا احکام بھی کائنات میں چلیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ایک ایسی شریعت عطا کی ہے جو زندگی کے تمام مسائل میں ہماری رہنمائی کرتی ہے، اس نے جہاں ہمیں عبادت کا طریقہ بتایا ہے وہیں سماجی و معاشرتی زندگی، کسب معاش کے احکام اور مختلف طبقات کے باہمی تعلق کے بارے میں بھی ہمیں روشنی دکھائی ہے، چنانچہ قانون شریعت کا ایک اہم شعبہ معاشرتی مسائل یا پرسنل لا سے متعلق مسائل ہیں، جس کے تحت نکاح و طلاق، فسخ و تفریق، ولایت وحضانت، میراث، وصیت، ہبہ اور والدین، اولاد و زوجین کے حقوق وغیرہ آتے ہیں، جن کو اصطلاح میں مسلم پرسنل لا کہا جاتا ہے۔

یہ قوانین پوری طرح سماجی مصالح اور حکمتوں پر مبنی ہیں، اور

طویل عرصہ تک ان کی افادیت کا تجربہ کیا جا چکا ہے، اور آج بھی عقل اور تجربہ ان قوانین کی افادیت و موزونیت پر گواہ ہے، لیکن بد قسمتی سے قوانین شریعت کو جدید تعلیم یافتہ حضرات تک اس کی روح کے ساتھ پہنچایا نہیں جا سکا، جس کے نتیجہ میں بعض غلط فہمیاں بھی پیدا ہوئی ہیں، اسی سلسلہ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے ایک مستقل شعبہ تفہیم شریعت کا قائم کیا ہے، جس کا مقصد فقہاء اور وکلاء کا اسلامی قوانین پر باہمی مذاکرہ اور مشترک طور پر قانون شریعت کی معقولیت کو سمجھنے کی کوشش کرنا ہے۔

اس شعبہ کے تحت ایک مرکزی کمیٹی پہلے سے موجود ہے، اب مشرقی یوپی کے لئے لکھنؤ میں ایک ریاستی کمیٹی قائم کی جارہی ہے، جو مسلم پرسنل لا سے متعلق مسائل پر علماء و وکلاء اور دانشوروں کے اجتماعات رکھا کرے گی اور اس سلسلہ میں مرکزی کمیٹی کی طرف سے حاصل ہونے والے لٹریچر کو خاص قانون دانوں تک پہونچائے گی، اسی طرح اگر ذرائع ابلاغ میں مسلم پرسنل لا کے متعلق کسی خاص مسئلہ کو ہدف بنایا گیا ہو تو اس کے بارے میں شرعی نقطۂ نظر اور مسلم پرسنل لا کے موقف سے وکلاء اور دانشوروں کو آگاہ کرے گی اور شریعت کا جو موقف ہے اس کی معقولیت اور مصلحت سے ہم آہنگی کو سمجھائے گی، چنانچہ اس سلسلہ میں تفہیم شریعت کمیٹی مشرقی اترپردیش کی تشکیل مؤرخہ یکم نومبر کو عمل میں آئی ہے، یہ کمیٹی حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی سرپرستی میں اور جناب ظفریاب جیلانی صاحب ایڈوکیٹ کے کنوینر شپ میں کام کرے گی۔

اصلاح معاشرہ کمیٹی

ندوۃ العلماء لکھنؤ میں مولانا علی میاں ندوی اصلاحی فاؤنڈیشن کے روح رواں جناب شیراز الدین صاحب کے زیر اہتمام دو روزہ اصلاح معاشرہ تربیتی پروگرام مؤرخہ ۲۳/۲۴/ اکتوبر ۲۰۰۸ء کو حسن وخوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہو گیا۔ یہ تربیتی پروگرام چار نشستوں میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی تحریک اصلاح معاشرہ کے تحت مولانا معین اللہ ندوی ہال ندوۃ العلماء لکھنؤ میں ہوا۔ اس موقع پر اصلاح معاشرہ تربیتی پروگرام کی صدارت تحریک اصلاح معاشرہ کمیٹی کے کل ہند کنوینر حضرت مولانا سید محمد ولی صاحب رحمانی سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر نے فرمائی۔ افتتاحی تقریر کرتے ہوئے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن صاحب اعظمی ندوی نے کہا کہ مدارس اسلامیہ کے طلبہ اسلامی زندگی کا نمونہ پیش کریں۔ انہوں نے فرمایا کہ ضروری ہے کہ فرد کی تربیت ہو، فرد اچھا ہوگا تو پورا معاشرہ اچھا ہوگا۔ مدارس کے طلبہ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں کہ وہ دنیا میں کیوں بھیجے گئے ہیں۔ اگر وہ بے حسی اور بے شعوری اور دین سے غفلت برتیں گے تو معاشرہ بگڑ جائے گا۔ ندوۃ العلماء کے استاذ مولانا سید سلمان حسینی ندوی صاحب نے معاشرہ کی خرابی کے لئے میڈیا کی خراب ذہنیت اور اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ کو ذمہ دار قرار دیتے ہوئے کہا کہ قلم بک چکے ہیں، ایسے لوگوں کے ہاتھ سے قلم چھین کر ان ہاتھوں میں دینے کی ضرورت ہے جو اصلاح معاشرہ کی تحریک کے لئے اٹھے ہوں۔ انہوں نے کہا کہ حقوق نسواں کی تحریکات کے اس دور میں خواتین کو نشانہ بنانے والوں میں ڈاکٹر اور پالیسی ساز ادارہ ذمہ دار ہیں۔ مولانا خالد رشید فرنگی محلی رکن بورڈ نے بہت اہم باتیں ائمہ حضرات کے سامنے پیش کیں، انہوں نے کہا کہ اللہ نے آپ کو ایک مخصوص مقصد کے لئے منتخب کیا ہے، امام کا کام صرف نماز پڑھانا نہیں ہے، بلکہ مسلمانوں کے تمام مسائل کا حل نکالنے کے لئے ان کی مدد کرنا بھی ہے۔ صدر نشست حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب نے اپنے صدراتی خطاب میں فرمایا کہ اصلاح معاشرہ کی تحریک اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ شر سے خیر کی طرف آیا جائے اور پیغام ہدایت کو دل سے قبول کیا جائے۔ اور وہ طریقہ اختیار کیا جائے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ یہ تحریک انہیں بنیادوں پر مبنی ہے اور انہیں بنیاد پر آگے بڑھ سکتی ہے۔ انہوں نے افسوس ظاہر کیا کہ سارا مسلم سماج دوسرے سماج کی برائیاں اپنے اندر لے رہا ہے، جیسے ذات پات کی اونچ نیچ، علاقہ واریت، طبقہ واریت، روپئے پیسے کی دوڑ اور دولت کی بنا پر عظمت حاصل کرنا وغیرہ۔ مولانا نے ائمہ حضرات سے کہا کہ اصلاحی کاموں کی ابتدا مسجد کے ممبروں اور جمعہ کے خطبوں سے ہوتی ہے۔ ائمہ حضرات جمعہ کے خطبہ کو پہلے سے تیار کریں۔ انہوں نے طلبہ کو ایک

دینی مدرسہ کے طالب علم کی حیثیت سے ان کی ذمہ داری یاد دلائی۔صدر بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب نے افسوس ظاہر کرتے ہوئے فرمایا کہ آج ہم اسراف کے ذریعہ خود کو مصیبتوں میں ڈال رہے ہیں اور قرضوں میں ڈوبے جارہے ہیں۔انہوں نے مشورہ دیا کہ ہر طرح کے اسراف سے بچیں اور یہ رقم غرباء،مساکین،غریب رشتہ داروں،دوستوں اور ہمسایوں کے حقوق اور دیگر انسانی فلاحی کاموں میں استعمال کریں۔اس موقع پر مولانا عبدالعلیم فاروقی صاحب نے بھی خطاب فرمایا۔اس پروگرام کی آخری نشست میں حسب ذیل تجاویز منظور کی گئیں:

(۱) ملت کے باصلاحیت افراد کو معاشرہ کی اصلاح کے کام کے لئے تیار کرنا۔

(۲) دعوت کے کام میں جرأت و بے باکی اختیار کی جائے اور حکمت سے کام لیا جائے۔

(۳) علماء حضرات اپنے حلقوں میں درس قرآن وحدیث کا نظم کریں۔

(۴) ان مسلم طلباء پر بھی توجہ دی جائے جو اسکولوں ،کالجوں، اور یونیورسیٹیوں میں زیر تعلیم ہیں

(۵) ائمہ حضرات اپنا مطالعہ وسیع کریں

(۶) طلبہ اصلاح معاشرہ تحریک سے وابستگی کے ساتھ ساتھ دینی استعداد پر خصوصی توجہ دیں

(۷) اسراف وفضول خرچی کی روک تھام کے لئے مؤثر اقدام کیا جائے۔

(۸) ہر مدرسہ میں اصلاح معاشرہ کا شعبہ قائم کیا جائے۔

مجموعہ قوانین اسلامی ترتیب نو کمیٹی:

بورڈ کی مجلس عاملہ نے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کی کنویزشپ میں مجموعہ قوانین اسلامی ترتیب نو کمیٹی کے نام سے ایک کمیٹی تشکیل دی جس کے ذمہ یہ کام سپرد کیا گیا کہ وہ مسلک شافعی ،اہل حدیث اور اثناعشری کے مسائل کو اس کتاب کے حاشیہ میں مرتب کرایا جائے،اس کام کے لئے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کنویز کمیٹی نے مسلک اثنا عشری کے مسائل کو مرتب کرنے کے لئے بورڈ کے نائب صدر حضرت مولانا ڈاکٹر سید کلب صادق صاحب کو اس سلسلہ میں ایک خط لکھا،اس خط کے بعد محترم نائب صدر بورڈ نے یہ کام بورڈ کے رکن مولانا عقیل الغروی صاحب کے سپرد کیا جو اس وقت تکمیل کے مرحلہ میں ہے۔اسی طرح مسلک شافعی کے مسائل کو جمع کرنے کا کام جامعہ اسلامیہ بھٹکل کے مہتمم مولانا عبدالباری ندوی صاحب کے سپرد کیا اور انہوں نے بورڈ کی طرف سے دی گئی اس ذمہ داری کو قبول کرتے ہوئے علماء شافعی پر مشتمل ایک کمیٹی بنا کر یہ کام ان کے ذمہ کر دیا ہے جو تقریبا تیاری کے آخری مرحلہ میں ہے اور اسی طرح مسلک اہل حدیث کے لئے بورڈ کے رکن مولانا اصغر علی مہدی سلفی صاحب کو اس کی ذمہ داری دی گئی انہوں نے بھی اس کام کے لئے علماء اہل حدیث کی ایک کمیٹی بنا کر اس کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے انہوں نے اپنی تازہ ترین رپورٹ میں لکھا ہے کہ کام آخری مرحلہ میں ہے اور امید ہے کہ آئندہ مارچ میں بورڈ کے حوالہ کر دیا جائیگا۔

بورڈ کے سابق صدر حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحبؒ نے مجموعہ قوانین اسلامی کا انگریزی ترجمہ کرواکر بیک وقت اردو اور انگریزی ایک ساتھ شائع کروایا تھا مگر انگریزی ترجمہ میں بعض نقائص کی بنیاد پر بورڈ نے یہ طے کیا کہ ملک کے مشہور قانون داں اور سپریم کورٹ آف انڈیا کے سابق چیف جسٹس سید شاہ محمد قادری صاحب کو مجموعہ کے انگریزی ترجمہ کے لئے تیار کیا جائے بورڈ کی کوشش پر شاہ قادری صاحب نے اس کی ذمہ داری قبول فرمائی اور انہوں نے مجموعہ کے بعض اہم نکات پر بورڈ کے لوگوں کے ساتھ کئی نشستیں بھی کیں جس کے بعد مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے مؤرخہ ۵/نومبر ۲۰۰۸ء کو شاہ قادری صاحب کے ذریعہ تیار کئے گئے نوٹس ، مجموعہ قوانین اسلامی کے ساتھ حسب ذیل خط بورڈ کی لیگل سیل کمیٹی کے تمام ارکان کی خدمت میں بھیجا،لیکن افسوس ہے کہ ابھی تک کسی کی

طرف سے دفتر کو کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔

مکرمی ومحترمی! زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج گرامی بعافیت ہو

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے مسلم پرسنل لاء کی نسبت سے جو ''مجموعۂ قوانین اسلامی'' مرتب کیا ہے، وہ ایک بڑا علمی وفقہی کارنامہ ہے، گو پہلے بھی اس کا انگریزی ترجمہ ہوا تھا لیکن محسوس کیا جا رہا تھا کہ دوبارہ اس کا ترجمہ ہونا چاہئے، جو پوری طرح کتاب کے متن کے مطابق ہو، چنانچہ یہ ذمہ داری جسٹس شاہ محمد قادری صاحب سابق جج سپریم کورٹ کے حوالہ کی گئی، انہوں نے ترجمہ سے پہلے اس پوری کتاب کا حرفاً حرفاً مطالعہ کیا، اور ان کی خواہش ہوئی کہ بورڈ کے کسی نمائندہ کے ساتھ وہ اس پر گفتگو کریں، چوں کہ وہ حیدرآباد میں مقیم ہیں؛ اس لئے محترم جناب عبدالرحیم قریشی صاحب اور یہ حقیر ان کے ساتھ بیٹھے، اس سلسلہ میں پانچ چھ نشستیں ہوئیں۔

گفتگو سے محسوس ہوا کہ ماشاءاللہ انہوں نے گہری نظر کے ساتھ پوری کتاب کا مطالعہ کیا ہے، چنانچہ ان کے خیالات کو اشارات کی شکل میں اصل کتاب کے حاشیہ پر لکھ لیا گیا، پھر اس حقیر نے اسے چارٹ کی شکل میں مرتب کر لیا اور اسے جسٹس صاحب اور محترم قریشی صاحب کو پیش کیا تا کہ یہ حضرات دیکھ لیں کہ ان کے خیالات کی صحیح ترجمانی ہوئی ہے یا نہیں؟ چنانچہ جسٹس قادری صاحب نے چارٹ میں ایک دو جگہ کچھ تبدیلیاں بھی کی ہیں، اب وہی چارٹ کمپوزنگ کے بعد آپ کی خدمت میں ارسال ہے تا کہ آپ اسے ملاحظہ فرمالیں، اس کے بعد لیگل کمیٹی کی میٹنگ ہو اور اس میں ان نکات پر گفتگو کی جائے۔

اس میں جتنی باتیں لکھی گئی ہیں، وہ بنیادی طور پر جسٹس صاحب کے خیالات کی ترجمانی ہے، اس میں اس حقیر کا یا محترم قریشی صاحب کا مشورہ شامل نہیں ہے، اس میں کچھ ترمیمات کا تعلق عبارت کی تسہیل سے ہے، کچھ تبدیلیاں عبارت کو مزید واضح کرنے کے لئے ہیں، بعض تبدیلیاں ایسی بھی ہیں، جن کا مقصد عبارت کو زیادہ محتاط بنانا ہے تا کہ عدالتیں اس کا غلط استعمال نہ کریں، بعض عبارتوں میں ظاہری طور پر کچھ تضاد محسوس ہو رہا ہے، ان کو دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے، لیکن بعض مسائل وہ ہیں جو علماء اور ارباب افتاء سے قابل استفسار ہیں، جن میں خاص طور پر نکاح فاسد اور نکاح باطل کی تعریف، احکام کے اعتبار سے دونوں میں فرق اور عارضی موانع نکاح کی وجہ سے نکاح کے فاسد یا باطل ہونے کا مسئلہ ہے، آں محترم اس نقشہ کو ملاحظہ فرما کر اور اصل کتاب سے اس کا مقابلہ کر کے تحریری طور پر اپنی رائے ارسال فرمائیں تا کہ لیگل کمیٹی کی اس سلسلہ میں کوئی میٹنگ رکھی جا سکے، اور اگر ذمہ داران بورڈ مناسب سمجھیں تو جسٹس قادری صاحب کو بھی مدعو کریں اور اس پر گفتگو ہو۔

امید کہ آپ اپنا جواب رجسٹری ڈاک کے ذریعہ بورڈ کے دفتر کے پتہ پر ارسال فرمائیں گے، ----دعاء خیر کا خواستگار ہوں۔

مجلس عاملہ کا اجلاس:

یکم نومبر ۲۰۰۸ء کو لکھنؤ میں منعقد عہدیداران بورڈ کی ایک اہم مشاورتی نشست میں آئندہ ۷؍فروری ۲۰۰۹ء کو بورڈ کی مجلس عاملہ کا ایک اہم اجلاس جامعہ اسلامیہ بھٹکل میں طے کیا گیا ہے جس کے لئے محترم جنرل سکریٹری صاحب کی طرف سے تمام ارکان عاملہ کی خدمت میں دوبارہ حسب ذیل خط ایجنڈہ کے ساتھ مؤرخہ ۱۹؍دسمبر ۲۰۰۸ء کو بھیجا گیا۔

مکرم ومحترم زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج گرامی بعافیت ہو۔

اس سے قبل جناب والا کی خدمت میں اطلاعی دعوت نامہ بھیجا گیا، امید ہے کہ مل گیا ہوگا، دوبارہ عرض ہے کہ صدر بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب مدظلہ کی ہدایت پر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ کا ایک اہم اجلاس مؤرخہ ۷؍فروری ۲۰۰۹ء بروز سنیچر بوقت ساڑھے نو بجے صبح جامعہ اسلامیہ بھٹکل کرناٹک میں طلب کیا گیا ہے۔

اجلاس کا ایجنڈا آپ کی خدمت میں بھیجا جا رہا ہے، ایجنڈے کی اہمیت

کے پیش نظر اس اجلاس میں آپ کی شرکت ضروری ہے۔

براہ کرم اپنے پروگرام سے ذیل کے پتوں پر مطلع فرمائیں۔ تاکہ انتظامات میں سہولت ہو۔

نوٹ: **انشاء اللہ بعد نماز عشاء ایک اجلاس عام بھی ہوگا، اس میں بھی شرکت کی درخواست ہے۔**

ایجنڈا

۱۔ تلاوت کلام پاک　　۲۔ تجاویز تعزیت

۳۔ سابقہ کارروائی کی تصدیق

۴۔ بورڈ کی مختلف کمیٹیوں کی کارکردگی رپورٹ کا خلاصہ اور آئندہ کے پروگرام کی ترتیب

۵۔ ملک کے مختلف ہائی کورٹ میں ہونے والے خلاف شریعت فیصلوں کا جائزہ اور اس کے تدارک کی تدبیر پر غور

۶۔ بورڈ کے دستور اساسی کی بعض دفعات میں ترمیم پر غور

۷۔ مجموعہ قوانین اسلامی کے انگریزی ترجمہ کا مسئلہ

(الف) اصلاح معاشرہ کمیٹی　(ب) دارالقضاء کمیٹی

(ج) تفہیم شریعت کمیٹی　(د) بابری مسجد کی حقیت اور اس کے انہدام کیس کی تازہ صورت حال　(ہ) مسلم پرسنل لا سے متعلق سپریم کورٹ میں زیر سماعت مقدمات کا جائزہ　(و) نکاح کے لازمی رجسٹریشن کا مسئلہ

۸۔ ارکان بورڈ کے لئے ضابطۂ اخلاق کے مسودہ پر غور وخوض

۹۔ ملکی سطح پر بورڈ کے اہم ارکان کے دوروں کا پروگرام، علاقے اور اشخاص کا حتمی تعین

۱۰۔ بورڈ کے اکیسویں اجلاس عام کے لئے مقام اور تاریخ پر غور

۱۱۔ دیگر امور باجازت صدر

رابطہ کا پتہ:

(۱) **دفتر مجلس استقبالیہ بھٹکل:** حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی اسلامک اکیڈمی

پوسٹ بکس نمبر ۳۰، بھٹکل کرناٹک 581320

فون نمبر 08385-226381 فیکس نمبر:223784

موبائل: 09343410190

E-mail: nadviacademy@hotmail.com

(۲) **مرکزی آفس بورڈ:** آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، 76A/1، اوکھلا گاؤں، مین بازار، جامعہ نگر، نئی دہلی۔ ۱۱۰۰۲۵

فون نمبر:011-26322991 ٹیلی فیکس نمبر:011-26314784

(۳) جنرل سکریٹری آفس پٹنہ: امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

فون نمبر:0612-2555351 فیکس نمبر: 2555280

وفیات:

اس دوران بورڈ کے کئی اہم ارکان ہم سے جدا ہو گئے اور ہمیں ان کی جدائیگی کا غم بھی جھیلنا پڑا جس میں خاص طور پر ملک کے مشہور و معروف جرأت مند، بے باک ونڈر سیاستداں، قوم وملت کی فلاح و بہبود کی خاطر ہمہ وقت سرگرم رہنے والے اور شروع دن سے ہی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے بنیادی رکن محترم جناب سید سلطان صلاح الدین اویسی صاحب قائد مجلس اتحاد المسلمین ۳۰ رستمبر ۲۰۰۸ کو مالک حقیقی سے جا ملے۔ دوسرے ملت کے بڑے ہمدرد وخیر خواہ کلکتہ کی معروف شخصیت جناب الحاج محمد منظور علی صاحب بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور مشہور قانون داں جناب منظور عالم ایڈوکیٹ صاحب جے پور بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے اللہ ان سب کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

دیگر:

بورڈ کی مالیہ کے تعلق سے مؤرخہ ۱۴ راگست کو جنرل سکریٹری صاحب کی طرف سے درج ذیل خط دوبارہ بھیجا گیا:

مکرمی ومحترمی/ مکرمہ ومحترمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خدا کرے مزاج گرامی بعافیت ہو!

سب سے پہلے ہم آپ کو آنے والے رمضان المبارک کی مبارک باد دینا چاہتے ہیں کہ حق تعالیٰ اس مہینہ کے فیوض و برکات سے آپ کو ہر طرح

مستفید ہونے کا موقع دے اور اپنی رحمتوں سے نوازے۔ آپ کے صیام و قیام کو قبول فرمائے۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ پورے ملک کے مسلمانوں کی جملہ تنظیموں مختلف مسالک کے لوگوں علماء و قانون دانوں اور دوسرے طبقوں کے بااثر لوگوں کا ایک متحدہ و متفقہ پلیٹ فارم ہے۔ جس کا مقصد شریعت اسلامی اور شعائر اسلامی کا تحفظ ہے

یہ بورڈ ۷۳۔۱۹۷۲ء میں قائم ہوا اور الحمدللہ آج تک یہ اپنی بنیادی ذمہ داری کو پورا کر رہا ہے۔ ملک کے مختلف بڑے شہروں میں اس کے ۲۰ (بیس) بڑے اجلاس اور اس کی عاملہ کے ۷۷/اجلاس ہو چکے ہیں نیز اس کی ...کتابیں/کتابچے مختلف زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ رمضان المبارک کی مناسبت سے یہ آپ سے گذارش ہے کہ اپنے علاقہ میں اپنے حلقہ کے علماء و ائمہ کو شخصی طور پر متوجہ کریں کہ وہ جمعہ کے خطبہ میں شریعت اسلامی کی اہمیت اور مسلم پرسنل لا سے متعلق مسائل و ضروریات عوام کے سامنے بیان کریں۔ نکاح میں سادگی سے کام لینے، طلاق میں جلدی کرنے، وراثت میں لڑکیوں کو حصہ دینے کے شرعی احکام کو بطور خاص بیان کریں۔ مہر نقد ہو یا نقد نہ ہو دونوں صورتوں کا اس کے جلد ادا کرنے کی تاکید کی جائے۔ اسلام میں عورتوں کے جو حقوق بیان کئے گئے ہیں اور مردوں کی جو ذمہ داریاں ہیں ان کو بیان کیا جائے۔ ایک صالح مسلم معاشرہ کیسے وجود میں آسکتا ہے جس میں والدین سے لے کر تمام بھائی، بہنوں، بیوی بچوں، رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے حقوق محفوظ ہیں۔ ان تمام موضوعات پر ائمہ مسلسل وعظ کہیں اور خطبات دیں۔

ایک بات یہ ضرور بتائی جائے کہ اگر میاں بیوی یا دیگر اہلِ خاندان کے درمیان کوئی جھگڑا پیدا ہو جائے تو اس کو سرکاری عدالت میں لے جانے کے بجائے آپس میں علماء کے مشورہ سے یا دارالقضاء میں قاضی شریعت کے سامنے پیش کر کے فیصلہ کرالیں، یہ آسان ہے اور اس میں مسلمانوں کی عزت بھی قائم رہتی ہے۔

ہمارے مسلم پرسنل لا بورڈ کے ارکان اور مدعوئین کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ مسلک، برادری یا علاقہ کی بنیاد پر مسلمانوں کو آپس میں تفریق پیدا کرنے سے روکیں اور کلمہ واحدہ کی بنیاد پر متحد و منظم رہنے کی مسلسل جدوجہد کرتے رہیں۔ ایک اور بات جس کا بالواسطہ مسلم پرسنل لا کے مسئلہ سے گہرا تعلق ہے وہ دینی تعلیم ہے۔ ہمارے صرف پانچ فی صد بچے ہی مدرسوں اور دینی مکاتب میں پڑھتے ہیں۔ باقی بچے اور بچیاں اسکول میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور ان کے والدین خاص کر انگلش میڈیم اسکول اور عیسائی مشنریوں کے اسکولوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس لئے اگر خصوصیت کے ساتھ تمام بچوں کو چھ سال سے گیارہ سال کی عمر کے درمیان دینی تعلیم سے آراستہ نہیں کیا گیا تو وہ شریعت اسلامی سے واقف ہی نہیں ہوں گے اور وہ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود دینی تعلیم سے قطعی محروم رہ جائیں گے۔ جیسا کہ آپ بہت سارے مسلم مرد و عورتوں کو جو صرف جدید تعلیم یافتہ ہی ہیں دیکھ رہے ہیں کہ وہ محض چند رسمی عبادتوں کو ہی اسلام سمجھتے ہیں اور ان کی پوری زندگی پر غیر اسلامی تہذیب چھائی ہوئی ہوتی ہے۔

الحمدللہ اس کا احساس ملک میں پایا جا رہا ہے۔ مگر ہم چاہتے ہیں کہ ارکان بورڈ و مدعوئین کرام اور دوسرے علماء کرام، مسلمانوں میں دینی شعور کی بیداری کے لئے کام کرنے والے حضرات زیادہ متوجہ ہوں۔

ہمارے سامنے ایک اہم مسئلہ بورڈ کے مالی استحکام کا ہے۔ بورڈ کے سامنے ملک کے مختلف علاقوں میں اہم ارکان بورڈ اور علماء کا دورہ ضروری ہے۔ بورڈ کے مقاصد کی اشاعت اور اصلاح معاشرہ سے متعلق ضروری و مفید لٹریچر کی تیاری اور اسے پورے ملک میں بھیجنا، ملک کے مختلف شہروں میں دارالقضاء کا قیام اور باصلاحیت قاضی کا تقرر نہایت ضروری ہے تاکہ مسلمانوں کے خانگی مسائل ان کے اپنے ماحول میں ہی طے پا جائیں۔

مختلف عدالتوں جیسے ہائی کورٹس و سپریم کورٹ میں ہمارے خلاف دائر ہونے والے رٹ پٹیشن اور دوسرے مقدمات کا دفاع بھی ایک لازمی کام ہے۔ بورڈ کے ذمہ داروں کو کبھی کبھی مرکزی و ریاستی حکمرانوں اور سیاست دانوں سے بھی رابطہ پیدا کرنا پڑتا ہے اس کے لئے وفود بھی ترتیب دیئے جاتے ہیں۔ ملک کے مختلف شہروں میں تفہیم شریعت تحریک کے تحت علماء اور وکلاء کے مشترک اجتماعات منعقد کرنا تاکہ فقہ اسلامی اور جدید قانون پر باہمی مذاکرات اور تبادلۂ خیال ہو سکے۔ یہ بھی ایک بہت ہی مفید اور لازمی کام ہے۔

ان سب امور کو منظم اور منصوبہ بند طریقہ پر چلانے کے لئے ایک بڑے

سرمایہ کی ضرورت ہے جب کہ آپ کے اور اہلِ خیر حضرات کے گرانقدر عطیات کے سوا بورڈ کے لئے آمدنی کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہے۔اس لئے میری آپ سے اور دیگر ارکان بورڈ سے درخواست ہے کہ رمضان المبارک میں اپنے حلقہ اثر کے اہل منتخب اور اہل خیر حضرات کے گرانقدر عطیات حاصل کرنے کی جدو جہد کریں، اہل خیر سے رابطہ قائم کریں اور بورڈ کے متنوع پروگراموں، منصوبوں، کاموں کی اہمیت وضرورت اور مقاصد سے واقف کرا کران سے بورڈ کے مالیات کو مستحکم کرنے کی گذارش کریں۔

رمضان کے اس مبارک مہینہ میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے دلوں کو نرم کر دیتا ہے اور ہر مسلمان خیر و نیکی کی طرف مائل ہوجاتا ہے۔اس لئے آپ اپنی تھوڑی کوشش سے جہاں مسلم گھرانوں، خاندانوں میں آپسی تعلقات کو سدھارنے کی کوشش کریں، وہاں مسلمان مرد وخواتین کو بورڈ کے مالی استحکام میں بھرپور حصہ لینے کی جانب بھی متوجہ فرمائیں،اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں کا بہتر اجر آخرت میں عطا فرمائے۔

چیک یا ڈرافٹ اس نام سے بنوائیں

All India Muslim Personal Law Board

Payable New Delhi

اوراس پتہ پر بھیجیں

76A/1, Main Market, Okhla Vill. Jamia

Nagar, New Delhi - 25

Ph.: 011-26322991, 26314784

اس کے علاوہ ۲۷/دسمبر ۲۰۰۸ء کو مختلف عدالتوں سے مسلم پرسنل لا کے خلاف صادر ہوئے فیصلوں کے نقول کی فراہمی کے لئے بورڈ کے بعض ارکان کی خدمت میں محترم جنرل سکریٹری صاحب نے درج ذیل خط بھیجا مگر اب تک دفتر کو کوئی جواب نہیں ملا ہے۔

مکرمی ومحترمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج گرامی بعافیت ہو۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ روز اول سے ہی ''مسلم پرسنل لا'' کے تحفظ اور شریعت ایکٹ کے نفاذ کو قائم اور باقی رکھنے کے لئے مؤثر تدابیر اختیار کرنے، بالواسطہ، بلاواسطہ یا متوازی قانون سازی جس سے قانون شریعت میں مداخلت ہوتی ہو، عام از یں کہ وہ قوانین پارلیمنٹ یا ریاستی قانون ساز میں وضع کئے جا چکے ہوں یا آئندہ وضع کئے جانے والے ہوں یا اس طرح کے عدالتی فیصلے جو مسلم پرسنل لا میں مداخلت کا ذریعہ بنتے ہوں انہیں ختم کرانے، مسلمانوں کو ان سے مستثنیٰ قرار دئے جانے کی جدو جہد کرتا رہا ہے۔

اس وقت جس اہم کام میں آپ کے تعاون کی اشد ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ **گذشتہ ایک سال کے اندر مسلم پرسنل لا کے کسی بھی جز کے خلاف (مثلاً نکاح، نفقہ، سکنی، حضانت، وراثت، طلاق، رضاعت وغیرہ) مختلف عدالتوں میں جو بھی مقدمات فیصل ہوئے ہوں اس کی نقل اور اس سے متعلق دیگر تفصیلات دفتر بورڈ کو روانہ فرمائیں۔**

امید ہے کہ آپ اس اہم کام کی جانب توجہ فرمائیں گے،ادارہ آپ کے اس تعاون کے لئے شکر گذار ہوگا۔

اس کے بعد بورڈ کی متوقع مجلس عاملہ ۷/فروری ۲۰۰۹ء جامعہ اسلامیہ بھٹکل میں کارکردگی رپورٹ پیش کرنے کی غرض سے محترم جنرل سکریٹری صاحب نے بورڈ کی تمام کمیٹیوں کے کنوینزوں کی خدمت میں مؤرخہ ۲۰/دسمبر ۲۰۰۸ء کو حسب ذیل خط بھیجا گیا۔

محترمی ومکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ آپ بعافیت ہوں گے۔

آپ کے علم میں یہ بات ہوگی کہ سات فروری ۲۰۰۹ء کو بھٹکل میں ان شاء اللہ بورڈ کی عاملہ کا اجلاس منعقد ہوگا، جس کے لئے ۴/فروری تک ہم سب روانہ ہو چکے ہوں، اس لئے اس سے قبل دارالقضاء کمیٹی کی مفصل رپورٹ (جسے آپ وہاں پیش فرمائیں گے) دفتر بورڈ میں آجانی چاہئے تاکہ اس کی کاپیاں تیار کی جاسکیں اور ارکان عاملہ کو بروقت دی جاسکیں۔

جناب والا سے التماس ہے کہ اپنی کمیٹی کی رپورٹ جلد از جلد تیار کر کے بھیجنے کی کوشش فرمائیں۔

پھلت میں سہ روزہ تربیت قضاء کا کیمپ

محمد کامل قاسمی

قاضی دارالقضاء- دہلی

اللہ تعالی نے انسان کو پیدا کیا اسے اپنی اطاعت وفرماں برداری کرنے کا حکم دیا۔ اسی حکم کے تحت اس نے اپنے بندوں کے حقوق ادا کرنے، ان کے ساتھ عدل وانصاف کرنے کا انسان کو مکلّف بنایا اوران پر ظلم وزیادتی کرنے سے منع فرمایا۔اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ ہر حقدار کواس کا حق مل جائے اور کسی پر ذرہ برابر ظلم وزیادتی نہ ہو۔لیکن انسان کی طبیعت میں حرص اور خودغرضی پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے لئے زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کا حریص ہوتا ہے اوردوسروں کی حق تلفی کرتا ہے۔

اس سے حق تلفی اور ظلم وزیادتی کی مختلف صورتیں معاشرہ میں وجود میں آتی ہیں اور یہ ظلم وزیادتی انسان کو باہمی نزاع اور اختلاف سے دوچار کرتی ہے۔ ایسے موقع پر ضرورت ہوتی ہے کہ اس معاملہ کو کسی ایسی شخصیت یا ادارہ کے سامنے پیش کیا جائے جواس کی تحقیق کر کے حق اور ناحق کومتعین کردے اور دونوں فریق پر اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے مطابق حق کو نافذ کر کے نزاع کو ختم کردے۔ وہ نظام جس کے ذریعہ اللہ تعالی کے اتارے ہوئے قانون کے مطابق باہمی تنازعات کا فیصلہ کیا جاتا ہے اسے شریعت کی اصطلاح میں ''قضا'' کہتے ہیں اور جو شخص اس منصب پر فائز ہو اسے ''قاضی'' اور جس جگہ اس نظام کو چلایا جاتا ہے اسے ''دارالقضاء'' (شرعی عدالت) کہتے ہیں۔ پس معاشرہ میں عدل وانصاف قائم کرنے کے لئے نظام قضاء یعنی شرعی عدالتوں کا ہونا ضروری ہے۔

اس نظام کی اہمیت وضرورت کو دیکھتے ہوئے ہمارے اکابر ہمیشہ سے اسے قائم کرنے اوراسے پھیلانے کے لئے فکر مندرہے ہیں اوراس کے لئے کوشش بھی کرتے رہے ہیں۔اسی کا ایک حصہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ جو ہندوستانی مسلمانوں کا متفقہ پلیٹ فارم اورمعتمد ترین ادارہ ہے) کا یہ فیصلہ ہے کہ قضاء کے نظام کو کل ہند پیمانہ پر وسعت دی جائے اور تمام صوبوں اوراہم مقامات میں قاضی مقرر کئے جائیں جو مسلمانوں کے تمام نزاعات خصوصا عائلی جھگڑوں کا تصفیہ کریں اورمسلمانوں کے اندر اسلامی قوانین واحکام پر عمل آوری کا جذبہ پیدا کریں۔ تجویز برائے دارالقضاء اجلاس مونگیر ۲۰۰۳ء شق ۴ کا آخری حصہ ہے، اس سے پہلے بورڈ کے اجلاس کلکتہ ۱۹۸۵ء، اجلاس جے پور ۱۹۹۳ء اور اجلاس حیدرآباد ۲۰۰۲ء میں بھی دارالقضاء سے متعلق جامع تجاویز منظور کی گئیں۔

بورڈ کے اس فیصلہ کے مطابق نظام قضاء کی توسیع کے لئے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی طرف سے جامعہ امام ولی اللہ اسلامیہ پھلت، مظفرنگر، (یوپی) میں ایک سہ روزہ تربیت قضاء کا کیمپ مؤرخہ ۸/تا ۱۰/ذی قعدہ ۱۴۲۹ ہجری مطابق ۸/تا ۱۰/نومبر ۲۰۰۸ء روز ہفتہ تا پیر منعقد ہوا۔اس سہ روزہ تربیت قضاء کیمپ کے پہلے دن قرآن وحدیث اور کتب فقہ کے حوالہ سے نظام قضاء کی اہمیت، ضرورت، فضیلت اور ہندوستان میں نظام قضاء کے قیام پر مولانا محمد قاسم صاحب مظفر پوری، قاضی عبدالجلیل صاحب، مولانا عتیق احمد بستوی صاحب، مفتی عبیداللہ اسعدی صاحب اورمولانا محمد کلیم صدیقی صاحب دامت برکاتہم نے خطاب کیا۔

کیمپ کے دوسرے دن کارروائی مقدمہ یعنی ایک فریق کے دارالقضاء سے رجوع کرنے، عرضی دعوی پیش کرنے، اس کا اندراج کرنے مختلف احکام لکھنے، ان کی اطلاع فریقین کو بھیجنے اور فیصلہ ہونے تک کی کارروائی اورمسل کی ترتیب کا طریقہ بندہ نے پیش کیا۔

دعوی کی تعریف، کون سا دعوی قابل سماعت ہے اور کون سا دعوی قابل سماعت نہیں ہے، ذرائع اثبات دعوی اور شہادت پر قاضی عبدالجلیل صاحب کا محاضرہ ہوا۔

دعوی کے صحیح اور قابل سماعت ہونے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ دعوی معلوم ومتعین ہو، مجہول دعوی قابل سماعت نہیں ہے، اسی طرح اگر دعوی میں تضاد ہے تو یہ بھی قابل سماعت نہیں ہے۔

قاضی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ قاضی کے دو کام ہیں۔

۱- فریقین اور گواہوں کے بیانات نیز دیگر ذرائع سے صورت واقعہ کی تعیین کرنا۔

۲- صورت واقعہ پر حکم شرعی کی تطبیق کرنا۔

اگر قاضی کے فیصلہ پر کسی فریق کو اعتراض ہے تو اس کے خلاف اسے اپیل کرنے کا اختیار ہے۔ البتہ اپیل کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس بات کی صراحت کرے کہ قاضی صاحب سے صورت واقعہ کی تعیین میں غلطی ہوئی ہے یا صورت واقعہ پر حکم شرعی کی تطبیق میں۔ اس بات کی بھی صراحت ہو کہ قاضی صاحب سے کیا غلطی ہوئی ہے اور صحیح کیا ہے۔

قاضی صاحب نے بتایا کہ دعوی کے ثابت ہونے کے کئی ذرائع ہیں۔

۱- مدعا علیہ کا اقرار۔

۲- مدعی کا گواہ پیش کرنا۔

۳- نکول عن الحلف۔

۴- قرائن قویہ۔

نکول عن الحلف کی وضاحت کرتے ہوئے قاضی صاحب نے فرمایا کہ مدعی کے گواہ پیش نہ کرسکنے کی صورت میں مدعی کے مطالبہ پر مدعا علیہ کا مجلس قضاء میں حاضر ہوکر قسم کھانے سے انکار کرنا نکول عن الحلف ہے۔

اگر مدعا علیہ قاضی کی مجلس میں حاضر ہونے اور رفع الزام کرنے سے گریز کررہا ہے تو یہ بھی نکول عن الحلف (قسم کھانے سے انکار کرنے) کے حکم میں ہے۔

شہادت کے متعلق تفصیل بیان کرتے ہوئے قاضی صاحب نے فرمایا کہ شہادت ظن غالب کی بنیاد پر نہیں دی جاسکتی ہے بلکہ شہادت علم الیقین کی بنیاد پر دی جاتی ہے۔

علم الیقین حاصل کرنے کے ذرائع:

۱- صورت واقعہ کو براہ راست آنکھوں سے دیکھنا یا کانوں سے سننا۔

۲- خبر متواتر

۳- خبر مستفیض

البتہ جہاں پر علم الیقین حاصل کرنا ناممکن ہو وہاں ظن غالب کی بنیاد پر شہادت دی جاتی ہے۔ جیسے ایک آدمی بھیک مانگ رہا ہے، پھٹے پرانے کپڑے ہیں، اس آدمی کے بارے میں یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ غریب ہی ہے۔ اس لئے کہ ہوسکتا ہے کہ اس کے پاس بہت سا مال کہیں پر ہو لیکن اس نے ازخود اپنی ایسی حالت بنارکھی ہے۔ یا یہ کہ اس میت کے وارث فلاں فلاں ہیں ان کے علاوہ نہیں ہیں یہ بھی یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا ہے، اس لئے کہ کوئی گواہ ایسا نہیں ہے کہ جو ہر وقت اس کے ساتھ رہا ہو، ہوسکتا ہے کہ اس نے کسی اور جگہ نکاح کرلیا ہو، اس سے اس کی اولاد ہوں اور ان کے متعلق پیشی کے گواہ نہ جانتے ہوں۔

سماعی شہادت معتبر نہیں ہے البتہ چار چیزوں میں احناف کے یہاں متفق علیہ طور پر سماعی شہادت دینا معتبر ہے۔

۱-نکاح، ۲-نسب، ۳-موت، ۴-ولایت قضاء۔

یعنی اگر ایک آدمی نکاح میں شریک نہیں تھا اور اسے کسی نے بتایا کہ فلاں کا نکاح فلاں سے ہوا ہے۔ یہ آدمی شہادت دیتا ہے کہ فلاں کا نکاح فلاں سے ہوا ہے اور اپنی شہادت میں وہ اس بات کی وضاحت نہیں کرتا ہے کہ میں نکاح میں شریک نہیں تھا مجھے فلاں آدمی نے اس نکاح کے متعلق بتایا ہے تو یہ شہادت دینا بالاتفاق معتبر ہے۔ اور اگر گواہ نے اپنی شہادت میں اس بات کی وضاحت کردی کہ میں نکاح میں شریک نہیں تھا تو پھر یہ شہادت قابل

قبول نہیں ہے۔

شہادت کے قبول ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ شہادت دعوی کے مطابق ہو، اور شہادت شہادت کے مطابق ہو۔ یا دعوی سے کم درجہ کی ہو۔ شہادت دعوی سے اعلی درجہ کی ہوتو قابل قبول نہیں ہے یا شہادت اور دعوی میں اختلاف ہوتو شہادت قابل قبول نہیں ہے۔ البتہ شہادت اور دعوی میں جو اختلاف ہے اس میں تطبیق کی شکل نکل سکتی ہوتو پھر شہادت قابل قبول ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ شہادت فعل پر بھی دی جاتی ہے اور قول پر بھی۔

فعل پر دی ہوئی شہادت میں زمان یا مکان کا اختلاف قبول شہادت کے لئے مانع ہے، جیسے ایک آدمی گواہی دیتا ہے کہ اتوار کو چوری کی ہے اور دوسرا گواہ کہتا ہے کہ پیر کو چوری ہوئی ہے تو یہ اختلاف زمان قبول شہادت سے مانع ہے۔ اس لئے کہ فعل میں تکرار نہیں ہوسکتا ہے۔ قول پر دی ہوئی شہادت میں زمان ومکان کا اختلاف قبول شہادت کے لئے مانع نہیں ہے اس لئے کہ قول میں تکرار ہوسکتا ہے۔ جیسے طلاق۔ یہ ممکن ہے کہ طلاق دینے میں تکرار ہوا ہو اور مختلف وقتوں اور مختلف مکانوں میں طلاق دی ہو۔

البتہ فقہاء نے نکاح کو اس سے مستثنی کیا ہے یعنی نکاح کی گواہی میں زمان ومکان یا دونوں کا اختلاف ہوتو یہ گواہی قابل قبول نہیں ہوگی جیسے ایک آدمی گواہی دیتا ہے کہ نکاح جمعرات کو ہوا دوسرا کہتا ہے کہ جمعہ کو ہوا۔ یا ایک گواہی دیتا ہے کہ نکاح پھلت میں ہوا اور دوسرا کہتا ہے کہ کھتولی میں ہوا ہے تو یہ گواہی قابل قبول نہیں ہے۔

مولانا محمد قاسم صاحب نے فیصلہ لکھنے کے تعلق سے بتایا کہ فیصلہ پورے اطمینان وسکون کی حالت میں لکھا جائے، غصہ، پیشاب، پاخانہ، اور بھوک کے تقاضہ کے وقت نہ لکھا جائے، ذہن پر کسی طرح کا بوجھ یا پراگندگی ہوتو اس حالت میں بھی فیصلہ نہ لکھا جائے فیصلہ تفصیلی لکھا جائے، مختصر یا مبہم نہیں۔

فریقین کے نام و پتے لکھنے کے بعد فیصلہ لکھنے کا آغاز اس طرح کیا جائے کہ مقدمہ فلاں تاریخ کو دائر ہوا۔ اس مقدمہ میں بر بنائے مفقود الخبر ی زوج مدعیہ نے مدعا علیہ سے اپنا نکاح فسخ کرانے کا مطالبہ کیا ہے اور فلاں تاریخ کو مقدمہ ہذا کی کارروائی ختم ہوگئی۔

اس کے بعد کارروائی مقدمہ لکھی جائے۔ پھر فریقین کے بیانات لکھے جائیں۔ فریقین کے بیانات لکھنے کے بعد عنوان لگایا جائے ''مسلمات فریقین''

فریقین کے مسلمات پر شہادت کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ ثبوت دعوی کے لئے مدعا علیہ کا اقرار کافی ہے۔ البتہ مسلمات فریقین پر بطور تائید گواہوں کے بیانات کو لکھا جاسکتا ہے۔ اس گواہی کا لکھنا بطور ثبوت نہیں بلکہ بطور تائید ہوگا۔

اس کے بعد ہر فریق کے ان دعاوی کو لکھا جائے جن کا دوسرے فریق نے انکار کیا ہے ان سے متعلق گواہوں کی گواہی درج کی جائے اور بحث کی جائے کہ یہ دعاوی عندالقضاء ثابت ہیں اور یہ ثابت نہیں ہیں، اس طرح صورت واقعہ کی تعیین کرکے اس پر حکم شرعی کی تطبیق کردی جائے۔ فیصلہ کے اخیر میں واللہ احکم الحاکمین لکھے۔

موجودہ حالات میں فیصلہ کو نافذ کرنے کے طریقے پر مولانا عتیق احمد صاحب بستوی نے خطاب کیا۔

مولانا نے فیصلہ کو نافذ کرنے کے متعدد طریقے بیان کئے۔

۱- ایمان کے جذبہ کو ابھارنا

۲- ماحول سازی

الف:- ماحول سازی کے لئے عوام کے سامنے قضاء کی اہمیت وضرورت کو رکھا جائے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرماں برداری کے فوائد اور نافرمانی کے نقصانات کو بیان کیا جائے۔

ب:- ماحول سازی کے لئے ائمہ مساجد کی خدمت حاصل کی جائے۔

ج:- جن برادریوں میں پنچایت کے ذریعہ آپس کے معاملات کو حل کرنے کا معمول ہے ان سے رابطہ کیا جائے اور فیصلہ کو نافذ کرنے کے لئے

ان کی مدد لی جائے، اور یہ بھی کوشش کی جائے کہ وہ پنچایت کے ذریعہ غیر شرعی فیصلہ نہ کریں۔

د:- سماجی کارکن اور وکلاء سے رابطہ کیا جائے۔

ہ:- وقفہ وقفہ سے چھوٹے بڑے اجلاس کرنا۔

و:- پمفلیٹ اور چھوٹے چھوٹے کتابچے شائع کرنا۔

مولانا محمد قاسم صاحب مظفر پوری نے قاضی کے اوصاف پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ مجلس قضاء میں بیٹھنے کے بعد قاضی کو فریقین کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ کرنا چاہئے، حضرت والا نے تاکید کے ساتھ فرمایا کہ قاضی کو ثالث ہونا چاہئے کبھی بھی فریق نہیں بننا چاہئے۔

اس سہ روزہ تربیت قضاء کے کیمپ میں غازی آباد، میرٹھ، مظفر نگر، بجنور، سہارنپور، دہرادون، جمنا نگر، وغیرہ اضلاع سے قریب ۶۰ ؍علماء و مفتیان کرام نے برائے تربیت شرکت کی۔ ان شرکاء کو سہ روزہ تربیت قضاء کی سند بھی تفویض کی گئی۔

بورڈ کی طرف سے پھلت میں دارالقضاء کا قیام

۱۰؍نومبر ۲۰۰۸ء بروز پیر بعد نماز مغرب جامعۃ الامام ولی اللہ اسلامیہ پھلت کی مسجد میں اجلاس عام ہوا۔ اس اجلاس میں بورڈ کی طرف سے پھلت میں دارالقضاء قائم ہوا۔ حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی دامت برکاتہم (صدر بورڈ) کے نمائندہ کی حیثیت سے حضرت مولانا عتیق احمد صاحب بستوی قاسمی نے مفتی محمد عاشق صاحب صدیقی ولد جناب مسعود الرحمٰن صاحب صدیقی ساکن، پھلت، ضلع : مظفر نگر کو دارالقضاء پھلت کے لئے قاضی مقرر کیا۔ انہیں ابھی فریقین کے مابین صلح کرانے اور فریقین کے مابین مصالحت نہ ہونے کی صورت میں ان کے اور گواہوں کے بیانات لینے اور مقدمہ کے فیصلہ کے مرحلہ تک پہنچنے کی کارروائی کرنے کا اختیار دیا گیا۔ مقدمہ کی کارروائی مکمل ہونے کے بعد فیصلہ کے لئے مسل دارالقضاء جنوبی دہلی میں قاضی محمد کامل قاسمی کے پاس بھیجنے کی ہدایت کی گئی۔ اجلاس میں قرآن وحدیث اور کتب فقہ کے حوالہ سے نظام قضاء کی اہمیت، ضرورت، فضیلت اور ہندوستان میں نظام قضاء کی ضرورت پر مولانا عتیق احمد صاحب بستوی، قاضی عبدالجلیل صاحب، مفتی عبیداللہ اسعدی صاحب، مولانا محمد قاسم صاحب مظفر پوری اور بندہ نے خطاب کیا، حضرت مولانا محمد کلیم صاحب نے اپنے صدراتی خطاب میں فرمایا کہ آج ہم ایک اہم دینی فریضہ کی ادائیگی کا اقدام کر رہے ہیں جو ہم پر فرض کفایہ کی حیثیت سے لازم اور ضروری ہے، اس کے لئے ہم سب کو اللہ تعالی کا شکر گزار ہونا چاہئے، مولانا نے فرمایا کہ ہماری عدالت کوئی مساوی نظام نہیں ہے بلکہ ایک حیثیت سے اس کا مقصد حکومت کے نظام کا تعاون کرنا اور عدالتوں سے ان کا بوجھ ہلکا کرنا ہے۔ اجلاس میں پھلت، کھتولی اور مظفر نگر وغیرہ سے اہم شخصیات کے علاوہ عوام کثیر تعداد میں موجود تھے۔

بورڈ کی طرف سے سونی پت میں دارالقضاء کا قیام

۱۱؍نومبر ۲۰۰۸ء بروز منگل دوپہر میں جامعۃ الامام احمد السرھندی عیدگاہ سونی پت کی مسجد میں اجلاس عام ہوا۔ اس اجلاس میں بورڈ کی طرف سے سونی پت میں دارالقضاء قائم ہوا۔ حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی دامت برکاتہم کے نمائندہ کی حیثیت سے مولانا عتیق احمد بستوی صاحب قاسمی نے مفتی محمد ارشاد صاحب ندوی ولد جناب محمد کامل صاحب ساکن، کوٹھڑی بہلول پور، ضلع سہارنپور کو دارالقضاء سونی پت، ہریانہ کے لئے بحیثیت قاضی مقرر کیا۔ انہیں ابھی فریقین کے مابین صلح کرانے اور فریقین کے مابین مصالحت نہ ہونے کی صورت میں ان کے اور گواہوں کے بیانات لینے اور مقدمہ کے فیصلہ کے مرحلہ تک پہنچنے کی کارروائی کرنے کا اختیار دیا گیا۔ مقدمہ کی کارروائی مکمل ہونے کے بعد فیصلہ کے لئے مسل دارالقضاء جنوبی دہلی میں بھیجنے کی ہدایت کی گئی۔ اجلاس حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب دامت برکاتہم کی صدارت میں ہوا۔ اجلاس میں قرآن وحدیث اور کتب فقہ کے حوالہ سے نظام قضاء کی اہمیت، ضرورت، فضیلت اور ہندوستان میں نظام قضاء کی ضرورت پر متعدد علماء کرام کے اہم اور مفید خطاب ہوئے۔ اجلاس میں سونی پت اور اطراف کے علماء کرام اور عوام نے شرکت کی۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ ایک نظر میں

ترتیب وپیشکش: محمد وقارالدین لطیفی ندوی

۱۔آغازِ تحریک : ۲۷/۲۸ر دسمبر ۱۹۷۲ء

۲۔سن قیام : ۷/۸/اپریل ۱۹۷۳ء

۳۔اہم عہدیداران :

صدر:

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب (لکھنؤ)

نائبینِ صدر:

۱۔ حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب (دیوبند)

۲۔ مولانا ڈاکٹر سید کلب صادق صاحب (لکھنؤ)

۳۔ مولانا محمد سراج الحسن صاحب (رائچور)

۴۔ مولانا کاکا سعید احمد عمری صاحب (عمرآباد)

۵۔ مولانا سید شاہ فخر الدین اشرف صاحب (امبیڈکرنگر)

جنرل سکریٹری:

حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب (پٹنہ)

اسسٹنٹ جنرل سکریٹری وترجمان بورڈ

۱۔ جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب (حیدرآباد)

سکریٹریز:

۱۔ حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب (مونگیر)

۲۔ جناب عبدالستار یوسف شیخ صاحب (تھانے)

خازن:

۱۔ پروفیسر ریاض عمر صاحب (دہلی)

۴۔تاریخ رجسٹریشن بورڈ : ۲۰ر فروری ۲۰۰۶ء

۵۔رجسٹریشن نمبر : S-54919-of 2006

۶۔تعداد ارکان اساسی بورڈ : ۱۰۲

۷۔تعداد ارکان میقاتی بورڈ : ۱۴۹

۸۔تعداد ارکان عاملہ : ۴۱

۹۔خواتین ارکان بورڈ کی تعداد : ۳۰

۱۰۔۱۹۷۳ء تا ۲۰۰۸ء تعداد اجلاس عاملہ : ۷۸

۱۱۔۱۹۷۳ء تا ۲۰۰۸ء تعداد اجلاس عام : ۲۰

۱۲۔کمیٹیوں کی تعداد : ۹

۱۳۔تعداد مطبوعات : ۲۹

۱۴۔تعداد خبرنامہ : ۹

۱۵۔کمیٹیوں کے نام اور کنوینر:

۱۔اصلاح معاشرہ کمیٹی کنوینر حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب

۲۔تفہیم شریعت کمیٹی کنوینر مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

۳۔دارالقضاء کمیٹی کنوینر مولانا عتیق احمد بستوی صاحب

۴۔لازمی نکاح رجسٹریشن کمیٹی کنوینر ڈاکٹر قاسم رسول الیاس صاحب

۵۔لیگل سیل کمیٹی کنوینر یوسف حاتم مچھالہ صاحب ایڈوکیٹ

۶۔جدید فقہی مسائل کمیٹی کنوینر حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب

۷۔بابری مسجد کمیٹی کنوینر ڈاکٹر قاسم رسول الیاس صاحب

۸۔بابری مسجد برائے مقدمات کنوینر ظفریاب جیلانی صاحب ایڈوکیٹ

۹۔مجموعہ قوانین اسلامی ترتیب نو کمیٹی کنوینر مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

۱۶۔مطبوعات:

۱۔مجموعہ قوانین اسلامی (اردو، انگریزی) ترتیب آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

۲۔ نظام قضاء کا قیام (اردو) مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ

۳۔ یونیفارم سیول کوڈ (اردو، انگریزی) مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ

۴۔ قانون شریعت کے مصادر اور نئے مسائل کا حل (اردو) // //

۵۔ نکاح اور طلاق (اردو، ہندی) مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ

۶۔ مسلم پرسنل لا (اردو) مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ

۷۔ خاندانی منصوبہ بندی (اردو) مولانا منت اللہ رحمانی

۸۔ مسلم پرسنل لا کی صحیح نوعیت واہمیت (اردو) مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

۹۔ مسلم پرسنل لا کا مسئلہ تعارف وتجزیہ

(اردو، انگریزی، ہندی، بنگلہ، تمل، کنڑ اور تیلگو) قاضی مجاہد الاسلام القاسمی

۱۰۔ دستور ہند اور یونیفارم سول کوڈ (اردو) محمد عبدالرحیم قریشی صاحب

۱۱۔۔۔مسلم پرسنل لا بورڈ سرگرمیوں کا خاکہ (اردو) محمد عبدالرحیم قریشی صاحب

۱۲۔ اصلاح معاشرہ (اردو) مولانا محمد برہان الدین سنبھلی

۱۳۔ یونیفارم سول کوڈ مسلم پرسنل لا اور عورت کے حقوق (اردو) مولانا محمد برہان الدین سنبھلی

۱۴ خواتین کے مالی حقوق۔۔۔۔(اردو) مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

۱۵۔ طلاق کے استعمال کا طریقہ (اردو، ہندی) مولانا صغیر احمد رحمانی

۱۶۔ وراثت میں پوتے کا حصہ (اردو) مولانا زبیر احمد قاسمی صاحب

۱۷۔ اسلام کا نظام میراث (اردو) مولانا عتیق احمد بستوی صاحب

۱۸۔ ہندوستان اور نظام قضا (اردو) مولانا عتیق احمد بستوی صاحب

۱۹۔ نظام قضاء کا قیام اہمیت اور ضرورت (اردو) مولانا عتیق احمد بستوی صاحب

۲۰۔ اسلامی پردہ کیا اور کیوں؟ (اردو) ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی

۲۱۔ رہنمائے دارالقضاء (اردو) مولانا عبدالصمد رحمانی صاحبؒ

۲۲۔ تقریبات کا لین دین اور اس کے مفاسد (اردو) مولانا محمد عبیداللہ الاسعدی

۲۳۔ طلاق کیوں اور کیسے (اردو) ڈاکٹر مفتی فہیم اختر ندوی صاحب

۲۴۔خواتین کی عظمت اور ان کے حقوق۔۔۔۔(اردو) مفتی محمد خالد حسین نیموی قاسمی

۲۵۔ مسائل نکاح (اردو) مولانا سراج الدین قاسمی

۲۶۔ خطبات جمعہ (اردو) ترتیب مسلم پرسنل لا بورڈ

۲۷۔ مسلم پرسنل لا سے متعلق پارلیمنٹ سے منظور شدہ متفرق ایکٹ

(اردو) آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

۲۸۔ مسلم پرسنل لا اور عدالتوں کے فیصلے (اردو) ترتیب مسلم پرسنل لا بورڈ

۲۹۔ مسلم پرسنل لا بورڈ خدمات اور سرگرمیاں (اردو) ترتیب مسلم پرسنل لا بورڈ

۱۹۔تعداد ارکان بورڈ باعتبار صوبہ:

صوبہ	اساسی	میقاتی	کل
دہلی	۱۷	۱۵	۳۲
اتر پردیش	۲۷	۲۶	۵۳
مہاراشٹر	۱۱	۱۷	۲۸
آندھرا	۱۰	۱۰	۲۰
پردیش	۱۰	۸	۱۸
بہار	۲	۱۳	۱۵
مغربی بنگال	۶	۸	۱۴
کرناٹک	۲	۸	۱۰
گجرات	۴	۸	۱۲
تامل ناڈو	۲	۴	۶
آسام	۳	۳	۶
راجستھان	۱	۶	۷
کیرالا	۲	۴	۶
جموں وکشمیر	۱	۱	۲
پنجاب	۱	۷	۸
مدھیہ پردیش	۱	۴	۵
جھارکھنڈ	۱	۱	۲
اڑیسہ	•	۱	۱
چھتیس گڑھ	•	۱	۱
منی پور	•	۱	۱
ہریانہ	•	۲	۲
اتراکھنڈ	•	۱	۱
ہماچل			
پردیش			
کل ارکان	۱۰۱	۱۴۹	۲۵۰

بورڈ کی مجالس عاملہ تاریخ وموضوعات کے آئینہ میں

ترتیب وپیشکش: محمد وقارالدین لطیفی ندوی

نمبر	تاریخ	مقام	زیر بحث آئے موضوعات
۱	۸/اپریل ۱۹۷۳ء	اورینٹ پیلیس حیدرآباد	بورڈ کے ارکان کا انتخاب، دستور کی روشنی میں عہدیداران کا انتخاب
۲	۴/۵/جولائی ۱۹۷۳ء	قیام گاہ جناب بشیر احمد صاحب ایڈوکیٹ ۳۳/اے پرشوتم دوس ٹنڈن روڈ، الہ آباد	پورے محمڈن لا کا شریعت اسلامی کی روشنی میں جائزہ لینے کی بات۔ پرسنل لا سے متعلق کتابچوں کی تیاری اور طباعت پر غور۔ Adoption of Children Bill-27 (متبنیٰ بل ۱۹۷۲ء) دفعہ ۱۲۵/نیو کریمنل پروسیجر کوڈ ۱۹۷۳ء۔ (New Criminal Procedure Code-73)فینانشیل ایکٹ (جدید)Financial Act. (New)
۳	۱۰/اگست ۱۹۷۴ء	قیام گاہ جناب کرنل عبدالقیوم صاحب متصل موتی مسجد، بھوپال	نیو کریمنل پروسیجر کوڈ ۱۹۷۳ء دفعات ۱۲۵/ و ۱۲۷/۔ Adoption of Children Bill-72 (موت ٹیکس) Death Duty یعنی مہر کو دیگر قرضوں کی طرح مستثنیٰ نہ کیا جانا۔ نفقہ اور Indian Majority Act.
۴	۲۳/فروری ۱۹۷۵ء	ہوٹل ہندوستان گاندھی نگر، بنگلور، کرناٹک	ہندوستان میں نافذ محمڈن لا کا اسلامی قانون سے جائزہ لینا، خالی نشستوں پر ارکان کا انتخاب، یوم تحفظ مسلم پرسنل لا منانے کی بابت
۵	۳۰/نومبر ۱۹۷۵ء	مہاراشٹر کالج بلاسٹی روڈ بمبئی	قانون تحدید اراضی مہاراشٹر ۱۹۶۱ء مرحمہ ۱۹۷۲ء کی دفعہ ۴۷/ اور قانون اوقاف ہند ۱۹۵۴ء
۶	۱۷/۱۸/اپریل ۱۹۷۶ء	مسجد درگاہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدثؒ مہندیان (خواجہ میر درد روڈ، نئی دہلی)	یکساں سول کوڈ خاندانی منصوبہ بندی۔ آبادی کے بحران کا مسئلہ اور جبری نس بندی۔

۷	۱۰؍جولائی ۱۹۷۷ء	ویسٹرن کورٹ نئی دہلی	لازمی جبری نس بندی۔ متبنیٰ بل۔ نفقہ مطلقہ۔ سی آر پی سی دفعہ ۱۲۵؍اور ۱۲۷؍۔(ترمیم شدہ) اصلاح معاشرہ۔
۸	۶؍۷؍مئی ۱۹۷۸ء	مسلم مسافر خانہ چار باغ لکھنؤ	دفعہ ۱۲۵؍ نیو سی آر پی سی۔ متبنیٰ بل ۱۹۷۳ء۔ دستور ہند کے رہنما اصول کی دفعہ ۴۴؍۔ اصلاح معاشرہ۔
۹	۱۷؍دسمبر ۱۹۷۸ء	ویسٹرن کورٹ نئی دہلی	معابد، مساجد ومقابر کی حفاظت کا مسئلہ۔ اوقاف۔ دستور ہند کی دفعہ ۳۱؍اور حصول اراضیات Land Aequeieter
۱۰	۱۸؍مارچ ۱۹۸۰ء	بچوں کا گھر دریا گنج نئی دہلی	سی آر پی کی دفعہ ۱۲۵؍و ۱۲۶؍ نیز لینڈ ایکوزیشن ایکٹ۔ مسلم پرسنل لا کی تحریک کو عام کیا جائے۔ شریعت ایپلکیشن ایکٹ ۱۹۳۷ء۔ دستور ہند کے رہنما اصول کی دفعہ ۴۴؍۔ متبنیٰ بل ۱۹۷۲ء۔ نفقہ مطلقہ۔ مسلم پرسنل لا میں ترمیم اور یکساں سول کوڈ۔ اوقاف۔ وزارت قانون کے تحت ایک مسلم سیل کی تشکیل پر غور۔
۱۱	۲۰؍نومبر ۱۹۸۰ء	ویسٹرن کورٹ نئی دہلی	بل ۸۱۔۱۹۸۰ء کلکتہ ٹھیکہ ٹینینسی (ایکوزیشن اینڈ ریگولیشن) اصلاح معاشرہ۔ اوقاف۔ ایگری کلچر لینڈ۔ سیلنگ ایکٹ گجرات۔ نفقہ مطلقہ۔ مسئلہ مساجد ومقابر۔
۱۲	۶؍دسمبر ۱۹۸۱ء	ویسٹرن کورٹ نئی دہلی	دفعہ ۱۲۵؍ ۱۲۷؍ ضابطہ فوجداری سے متعلق سپریم کورٹ میں زیر سماعت مقدمہ ۱۹۸۰؍۲۳۶۵ میں فریق بننے پر غور۔ انکم ٹیکس کے قانون کے نفاذ پر۔ نفقہ مطلقہ۔ اوقاف۔ نکاح کا رجسٹریشن۔ دستور بورڈ کی دفعہ ۹؍کی ترمیم۔ یوپی زمین داری رہائش ایکٹ ۱۹۵۰ء کی دفعات ۱۶۹؍تا ۱۷۵ پر غور۔
۱۳	۶؍نومبر ۱۹۸۲ء	بچوں کا گھر دریا گنج، نئی دہلی	نفقہ مطلقہ۔ مہاراشٹر۔ اپلیک ٹرسٹ ایکٹ۔ اوقاف کی جائداد پر انکم ٹیکس۔ نکاح کا رجسٹریشن۔ یوپی زمینداری ابالیشن ایکٹ بابت ۱۹۵۱ء سیلنگ ایکٹ۔ مہاراشٹر میں نافذ قانون تحفظ جانور۔
۱۴	۱۹؍اگست ۱۹۸۳ء	ویسٹرن کورٹ نئی دہلی	بورڈ کے صدر اول کی تعزیت۔ نفقہ مطلقہ۔ نکاح کا رجسٹریشن۔ یوپی زمینداری رہائش ایکٹ۔ سینٹرل وقف ایکٹ۔ قانون تبنیت۔ دستور ہند کی دفعہ ۴۴۔
۱۵	یکم مارچ ۱۹۸۴ء	دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ	دستور بورڈ کی روشنی میں بورڈ کے عہدیداران کی نامزدگی کی بابت، شہناز شیخ کا مقدمہ، نفقہ مطلقہ۔

۱۶	۲۴؍اگست ۱۹۸۴ء	ویسٹرن کورٹ نئی دہلی	نیشنل پریس۔(مسلم پرسنل لا کے خلاف مختلف مضامین) خاص مقصد کے تحت شائع کئے جاتے ہیں اس پر غور۔(مقدمہ شہناز بیگم۔وقف ایکٹ۔طلاق کا حق کس کو؟۔
۱۷	۱۴؍مئی ۱۹۸۵ء	بچوں کا گھر دریا گنج نئی دہلی	یونیفارم سول کوڈ۔دفعہ ۱۲۷محمد احمد خان بنام شاہ بانو۔ضابطہ فوجداری ۱۹۷۳ء کی دفعہ ۱۲۵؍ ۱۲۷؍۳ (ب) کریمنل پروسیجر کوڈ۔ دستور ہند دفعہ ۴۴؍شریعت ایپلکیشن ایکٹ۔ یونیفارم سول کوڈ۔ یوم تحفظ شریعت منانے پر غور۔ قانون وقف۔ نفقہ مطلقہ۔
۱۸	۱۸؍اگست ۱۹۸۵ء	بچوں کا گھر دریا گنج نئی دہلی	ملک بھر میں یوم تحفظ شریعت پروگرام کرنے کی بابت
۱۹	یکم تا ۴؍دسمبر ۱۹۸۵ء	بچوں کا گھر دریا گنج نئی دہلی	پٹنہ میں یوم تحفظ شریعت کے پرامن جلوس پر پولیس فائرنگ پر اظہار رنج وغم۔ صوبائی ایکشن کمیٹیوں۔اصلاح معاشرہ۔شاہ بانو کیس۔
۲۰	۲؍فروری ۱۹۸۶ء	بچوں کا گھر دریا گنج نئی دہلی	کریمنل پروسیجر کوڈ کی دفعہ ۱۲۵؍کے سلسلہ میں وزیر اعظم سے ملاقات وگفتگو۔ یوم تحفظ شریعت۔نفقہ مطلقہ ومہر وغیرہ کے سلسلہ میں مرکزی وزیر قانون اور دیگر ارکان پارلیمنٹ سے ملاقات ومیمورنڈم۔
۲۱	۲۳؍فروری ۱۹۸۶ء	بچوں کا گھر دریا گنج نئی دہلی	بابری مسجد کا مسئلہ۔مسلم مطلقہ کے حقوق،اصلاح معاشرہ۔
۲۲	۱۳؍جولائی ۱۹۸۶ء	بچوں کا گھر دریا گنج نئی دہلی	نفقہ مطلقہ بل۔ اصلاح معاشرہ۔شریعت اسلامی کے قانون کی نئے طرز پر تدوین۔
۲۳	۴؍نومبر ۱۹۸۶ء	بچوں کا گھر دریا گنج نئی دہلی	یونیفارم سول کوڈ۔سپریم کورٹ میں زیر سماعت رٹس سے متعلق۔ ہفتہ تحفظ شریعت بسلسلہ یونیفارم سول کوڈ۔
۲۴	۱۴؍دسمبر ۱۹۸۶ء	صابوصدیق مسافر خانہ بمبئی	یونیفارم سول کوڈ کے سلسلے میں ہفتہ دفاع شریعت۔نفقہ مطلقہ۔ یونیفارم سول کوڈ۔

۲۵	یکم مارچ ۱۹۸۷ء	جامعہ رحیمیہ میر درد روڈ نئی دہلی	یونیفارم سول کوڈ۔ بورڈ کی طرف سے نکاح نامہ مرتب کرنے پر غور۔
۲۶	۲۵/اپریل ۱۹۸۷ء	جامعہ رحیمیہ درگاہ حضرت شاہ ولی اللہ نئی دہلی	مقدمہ نفقہ مطلقہ۔ وقف ایکٹ۔ یونیفارم سول کوڈ۔
۲۷	۲۰/ستمبر ۱۹۸۷ء	دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ	شاہ بانو مقدمہ کے بعد مسلم مطلقہ حقوق کے تحفظ والے قانون پر غور۔ (The Muslim Women (Protection of on Divorce Act.) مطلقہ عورت کی تعریف۔
۲۸	۱۶/اپریل ۱۹۸۸ء	جامعہ رحیمیہ میر درد روڈ نئی دہلی	اوقاف۔ مسلم ویمن پروٹیکشن ایکٹ۔
۲۹	۱۸/ستمبر ۱۹۸۸ء	دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ	مسلم ویمن پروٹیکشن ایکٹ۔ مطلقہ عورت سے متعلق سپریم کورٹ کے فیصلہ اور شرعی قوانین وملکی قوانین۔
۳۰	۴/مارچ ۱۹۸۹ء	حلیم مسلم ڈگری کالج کانپور	مسلم ویمن ایکٹ۔ معیاری نکاح نامہ۔ فقہ اکیڈمی۔ اصلاح معاشرہ۔
۳۱	۲۰/اگست ۱۹۹۰ء	دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ	یونیفارم سول کوڈ اور اس سلسلہ میں وزیر اعظم سے ملاقات اور میمورنڈم۔ مسلم مطلقہ ایکٹ ۱۹۸۶ء حکومت مغربی بنگال کی طرف سے پیش ہونے والے لازمی نکاح رجسٹریشن بل۔ دار القضاء کے فیصلوں کو سرکاری عدالتوں میں لیجانے پر غور۔
۳۲	۳/دسمبر ۱۹۹۰ء	بچوں کا گھر دریا گنج نئی دہلی	بابری مسجد کی شرعی حیثیت اور بورڈ کا موقف۔ بابری مسجد کے معاملہ پر غور۔
۳۳	۸/مئی ۱۹۹۱ء	دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ	بانی جنرل سکریٹری کی تعزیت اور جز وقتی جنرل سکریٹری کا انتخاب۔ یونیفارم سول کوڈ۔
۳۴	۱۴/ستمبر ۱۹۹۱ء	بچوں کا گھر دریا گنج نئی دہلی	وقف ایکٹ۔ تحفظ حقوق مسلم خواتین ایکٹ۔ مسلم ارکان پارلیمنٹ وغیر مسلم وسیکولر ارکان پارلیمنٹ سے رابطہ۔ مسلم وغیر مسلم رہنماؤں ودانشوروں کو مدعو کر کے سیمینار، سمپوزیم۔ اصلاح معاشرہ۔
۳۵	۲۴/نومبر ۱۹۹۱ء	انصاری آڈیٹوریم جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی	بابری مسجد کے اطراف اکوائر قبرستان کے مسئلہ پر غور نیز پورے ملک کے مساجد ومقابر کے مسئلہ پر غور۔ اسلامی قانون کی طباعت۔ اصلاح معاشرہ۔

۳۶	۱۱/اگست ۱۹۹۲ء	گلمرگ ہوٹل امین آباد لکھنؤ	ایکوزیشن کے قوانین۔ بابری مسجد۔ اصلاح معاشرہ۔ اوقاف۔ دارالقضاء وشرعی پنچایت۔ قانون مسلم مطلقہ کے مقدمات۔ وقف بورڈ۔ مجموعہ قوانین اسلامی کی اشاعت۔ بابری مسجد کے معاملہ پر شرعی موقف۔
۳۷	۹/جنوری ۱۹۹۳ء	نیو ہورائزن اسکول بستی حضرت نظام الدین نئی دہلی	بابری مسجد کی شہادت پر رنج وغم اور آئندہ کے لائحہ عمل پر غور۔ مسجد کی شرعی حیثیت اور اوقاف۔ بابری مسجد کی شہادت پر مذمتی قرارداد۔
۳۸	۱۵/مئی ۱۹۹۳ء	دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ	وزیر اعظم سے ملاقات بسلسلہ بمبئی کے خون ریز فسادات اور بابری مسجد سے متعلق بورڈ کا موقف اور بابری مسجد کو سابقہ جگہ بنانے، مسجد اور متعلق اراضی کے ایکوزیشن کو واپس لینے، سنگل پوائنٹ ریفرنس زیر دفعہ ۱۴۳/ر کے بجائے ۱۳۷/ر کے تحت مقدمات کو فیصل کرانے اور سرکاری ٹرسٹ کے ذریعہ کسی اور جگہ مسجد کی تعمیر نہ کرنے کا مطالبہ، اسی پر تفصیلی غور وخوض وقرارداد۔ بابری مسجد کمیٹی کا قیام۔ اصلاح معاشرہ۔ مجموعہ قوانین اسلامی کی طباعت۔
۳۹	۹/۱۰/اکتوبر ۱۹۹۳ء	جامعہ ہدایت جے پور راجستھان	مرکزی میڈیا واچ کا قیام۔ ویمنس سیل کا قیام۔ قانونی جائزہ کمیٹی کا قیام۔ اصلاح معاشرہ۔ نیا وقف بل۔ اسلامی عدالتوں (دارالقضاء) کا قیام۔ پروگرام بسلسلہ ۶/دسمبر ۱۹۹۳ء۔ بابری مسجد کا مسئلہ۔
۴۰	۵/دسمبر ۱۹۹۳ء	گلف گیسٹ ہاؤس بستی حضرت نظام الدین نئی دہلی	بابری مسجد کے متعلقہ جات۔
۴۱	یکم مئی ۱۹۹۴ء	دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ	تین طلاق۔ مسئلہ بابری مسجد۔
۴۲	۳۰/نومبر ۱۹۹۴ء	مرکزی دفتر بورڈ نئی دہلی	بابری مسجد کے سلسلہ میں سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلہ پر۔ اصلاح معاشرہ۔ تدوین قوانین اسلامی کی اشاعت۔ ۲۲/۲۱/نومبر کی درمیانی شب ندوہ پر پولیس چھاپہ پر مذمتی قرارداد اور حکمت عملی۔
۴۳	۱۸/جون ۱۹۹۵ء	مرکزی دفتر بورڈ نئی دہلی	یونیفارم سول کوڈ۔ مجموعہ قوانین اسلامی کی طباعت۔ ائمہ مساجد اور سرکاری تنخواہ یافتہ امام۔ سرلا مدگل بنام یونین انڈیا مقدمہ میں سپریم کورٹ کے فیصلہ کی مذمت۔ مسلمانان ہند کی مختلف انجمنوں اور اداروں کو یونیفارم سول کوڈ کے نفاذ کے خلاف اپنی اپنی آواز بلند کرنے کا پیغام۔

۴۴	۱۷رستمبر ۱۹۹۵ء	دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ	مہاراشٹر پری ونش آف ہائی کیس میرج ایکٹ ۱۹۹۵ء۔ قانونی کمیٹی۔ صدر جمہوریہ سے ملاقات۔
۴۵	۶راکتوبر ۱۹۹۵ء	الفضل احمد نگر، گجرات	دارالقضاء۔ اصلاح معاشرہ۔ اماموں کی تنخواہوں کا مسئلہ۔ مہاراشٹر میں یونیفارم سول کوڈ کا نفاذ۔ نکاح ثانی اور دو بچوں سے زائد کی ولادت۔
۴۶	۱۶رجنوری ۱۹۹۶ء	دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ	مہاراشٹر میں نافذ تبنیت والے بل کو منسوخ کرنے کے لئے ہفتہ تحفظ شریعت۔ اصلاح معاشرہ۔ دارالقضاء۔ مجموعہ قوانین اسلامی کی طباعت۔ بابری مسجد مقدمہ۔ مرکزی قانونی جائزہ کمیٹی کی تشکیل۔
۴۷	۷رجولائی ۱۹۹۶ء	بچوں کا گھر دریا گنج نئی دہلی	تین طلاق۔ مسلم ویمنس ایکٹ کی دفعہ ۴۔ بابری مسجد۔ مجموعہ قوانین اسلامی کی طباعت۔ اصلاح معاشرہ۔ وقف ایکٹ۔
۴۸	۲۸رمارچ ۱۹۹۷ء	مرکزی دفتر بورڈ نئی دہلی	بابری مسجد۔ وقف ایکٹ۔ اصلاح معاشرہ۔ دارالقضاء کا قیام۔ مجموعہ قوانین اسلامی کی طباعت۔
۴۹	۲۳رنومبر ۱۹۹۷ء	سلیمانیہ ہال دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ	مسلم مطلقہ کے حقوق۔ بابری مسجد۔ قانون وقف ۱۹۹۵ء۔ اصلاح معاشرہ۔ دارالقضاء۔ مجموعہ قوانین اسلامی کی طباعت۔
۵۰	۲۵راپریل ۱۹۹۸ء	مرکزی دفتر بورڈ نئی دہلی	دارالقضاء۔ مجموعہ قوانین اسلامی کی طباعت۔ مسلم پرسنل لا میں ترمیم۔ بابری مسجد کا مسئلہ۔ یونیفارم سول کوڈ۔ تحفظ شریعت اور اصلاح معاشرہ۔
۵۱	۲۰رستمبر ۱۹۹۸ء	سلیمانیہ ہال دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ	مسلم پرسنل لا کا تحفظ۔ قانون شریعت کے تحفظ اور اصلاح معاشرہ۔ سپریم کورٹ میں دائر مقدمات۔ لبراہن کمیشن۔ قانون وقف ۱۹۹۵ء۔
۵۲	۹ردسمبر ۱۹۹۸ء	عارف ہوٹل شاہ نجف روڈ لکھنؤ	بابری مسجد۔ یوپی میں سرکاری تعلیم گاہوں میں وندے ماترم کے گانے کا نفاذ۔ مسلم پرسنل لا کا تحفظ۔ مولانا علی میاں کے گھر شرپسندوں کے داخلہ پر۔ مجموعہ قوانین اسلامی کی طباعت پر۔ اصلاح معاشرہ۔
۵۳	۱۸رجولائی ۱۹۹۹ء	دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ	قانون نفقہ مطلقہ۔ دارالقضاء۔ لبراہن کمیشن۔ بابری مسجد مقدمہ۔ وقف ایکٹ ۱۹۹۵ء۔ پریس کونسل آف انڈیا بسلسلہ من گھڑت و بے بنیاد الزام مولانا علی میاں پر۔ میڈیا واچ سیل۔ مجموعہ قوانین اسلامی کی طباعت۔

۵۴	۸/فروری ۲۰۰۰ء	سلیمانیہ ہال دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ	بورڈ کے صدر مولانا علی میاں ندوی کی وفات حسرت آیات پر تعزیت۔ 2000 Uttar Pradesh Regulation of Public Religious Building and Place Bill (یو پی عبادتگاہ بل)۔
۵۵	۲۸/مئی ۲۰۰۰ء	مرکزی دفتر بورڈ نئی دہلی	یو پی عبادتگاہ بل۔ خطبات جمعہ۔ میڈیا سیل۔ معاشرتی مسائل پر لیکچر سیریز۔ یو پی عبادتگاہ بل سے متعلق صدر جمہوریہ، وزیر اعظم، نیز راجستھان، مدھیہ پردیش اور مغربی بنگال کے وزراء اور ان تین صوبوں میں حکمراں پارٹیوں کے سربراہوں سے ملاقات نیز ملک کے دیگر مذہبی پیشواؤں سے رابطہ۔ یو پی کے دینی مدارس اور ائمہ مساجد کا ایک نمائندہ اجتماع پر غور۔ اصلاح معاشرہ۔
۵۶	۲۷/اکتوبر ۲۰۰۰ء	دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور	اصلاح معاشرہ۔ یو پی عبادتگاہ بل۔ نکاح نامہ۔
۵۷	۲۱/جنوری ۲۰۰۱ء	انڈیا انٹرنیشنل سینٹر لودھی اسٹریٹ نئی دہلی	بابری مسجد کا مسئلہ اور بابری مسجد کمیٹی کی تشکیل جدید۔ فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے تحفظ اور دستور ہند کی بنیادی خصوصیات۔
۵۸	۱۸/اگست ۲۰۰۱ء	مرکزی دفتر بورڈ نئی دہلی	مجموعہ قوانین اسلامی کی طباعت پر تشکر وامتنان اور رسم اجراء پر غور۔ اصلاح معاشرہ۔ دارالقضاء کا قیام۔ رابطہ مدارس کمیٹی کا قیام اور اس کا دائرہ کار اور دیگر متعلق امور پر۔ مرکزی وزارتی گروپ برائے سطح تعلیمی۔ بابری مسجد ملکیت۔ لبراہن کمیشن۔
۵۹	۳/نومبر ۲۰۰۱ء	مرکزی دفتر بورڈ نئی دہلی	نفقہ مطلقہ۔ مالیگاؤں کے فسادات اور افغانستان کے بے گناہ جانوں کا اتلاف پر اظہار تعزیت و ہمدردی۔ بابری مسجد۔
۶۰	۱۰/مارچ ۲۰۰۲ء	جامعہ ہمدرد نئی دہلی	بابری مسجد کے سلسلہ میں شنکراچاریہ کی مصالحانہ کوشش۔ بابری مسجد کا مسئلہ اور بورڈ کا موقف۔ گجرات کے بہیمانہ فسادات۔
۶۱	۲۵/اپریل ۲۰۰۲ء	مرکزی دفتر بورڈ نئی دہلی	بورڈ کے تیسرے صدر پر تعزیت۔ انتخابی اجلاس پر غور۔ گجرات کے بہیمانہ فسادات میں مساجد، مقابر اور درگاہوں کے انہدام پر غور۔
۶۲	۲۱/جون ۲۰۰۲ء	دارالعلوم حیدرآباد	صدر بورڈ کے انتخاب کے طریقہ کار۔

۶۳	۲۲ر ستمبر ۲۰۰۲ء	سلیمانیہ ہال دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ	گجرات میں منہدم مساجد ومقابر کے سلسلہ میں بورڈ کے وفد کی صدر جمہوریہ اور وزیر اعظم سے ملاقات۔ دینی مدارس ومکاتب کے خلاف معاندانہ مہم پر حکومت کرناٹک سے مدرسہ بورڈ بل کی واپسی کا مطالبہ۔ اصلاح معاشرہ۔ دارالقضاء کا قیام۔ بابری مسجد مقدمہ۔ نکاح نامہ۔
۶۴	۶/۵ر اپریل ۲۰۰۳ء	سلیمانیہ ہال دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ	اصلاح معاشرہ۔ بابری مسجد۔ نکاح نامہ۔ دینی ادارے۔ دارالقضاء۔ عراق پر امریکی حملے کی مذمت۔
۶۵	۶ر جولائی ۲۰۰۳ء	سلیمانیہ ہال دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ	شنکراچاریہ کے مصالحتی کوشش کا جائزہ اور غور۔ اور بابری مسجد کے تعلق سے بورڈ کا موقف۔
۶۶	۱۸ر اکتوبر ۲۰۰۳ء	امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ	اصلاح معاشرہ، قیام دارالقضا، دینی مدارس کا تحفظ، دہشت گردی کے نام پر دینی مدارس کو منصوبہ بند طریقہ سے بدنام کرنے کی سازش پر غور۔
۶۷	۴ر جولائی ۲۰۰۴ء	ڈربی ہال کانپور	بابری مسجد مقدمات، اصلاح معاشرہ، ترمیم یوپی خاتمہ زمینداری قانون، دارالقضا
۶۸	۲۵ر دسمبر ۲۰۰۴ء	دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ	نکاح نامہ کا مسودہ، بابری مسجد مقدمات، اٹھارہواں اجلاس عام بھوپال کے لئے لائحہ عمل، لبراہن کمیشن،
۶۹	۲۹ر اپریل ۲۰۰۵ء	دارالعلوم تاج المساجد بھوپال	دارالقضا، بابری مسجد، یوپی خاتمہ زمینداری قانون، لیگل سیل، لبراہن کمیشن، اصلاح معاشرہ، شریعت بیداری مہم،
۷۰	۲۸ر اگست ۲۰۰۵ء	مرکزی دفتر بورڈ دہلی	اصلاح معاشرہ، نفقہ، خلع و فسخ نکاح، عورتوں کا حق میراث، شریعت بیداری مہم، تنظیمی سرگرمیوں میں اضافہ پر غور، تفہیم شریعت، بابری مسجد مقدمات الہ آباد، بابری مسجد مقدمہ (شہادت) یوپی خاتمہ زمینداری قانون۔
۷۱	(۷۰) ۸ر مارچ ۲۰۰۶ء	دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور	شہر بنارس میں ایک مندر، ریلوے پلیٹ فارم اور دیگر مقامات پر ہوئے بم دھماکوں کی مذمت، بابری مسجد مقدمات ملکیت وشہادت، بابری مسجد کمیٹی کی رپورٹ، وزیر اعلی اتر پردیش ملائم سنگھ یادو سے مطالبہ، ڈنمارک کے ایک اخبار میں اہانت آمیز کارٹون کی اشاعت کی بابت، انیسواں اجلاس عام بورڈ کے مقام وتاریخ پر غور۔

۷۲	(۷۱) ۲۳/اپریل ۲۰۰۶ء	جامعہ ہمدرد یونیورسیٹی نئی دہلی	بابری مسجد، ایودھیا میں صوبائی حکومت نے ایکوائر حصہ اور بابری مسجد کے حصے کو بلیٹ پروف بنانے کی آڑ میں ایک غیر قانونی ڈھانچہ کی تعمیر پر غور۔
۷۳	(۷۲) ۲۶/نومبر ۲۰۰۶ء	مرکزی دفتر بورڈ نئی دہلی	شبنم ہاشمی (متبنی) بابری مسجد حقیت کا مقدمہ، تفہیم شریعت، اصلاح معاشرہ اور سہ روزہ ورکشاپ، متوقع اجلاس مدراس میں ارکان کی خالی نشستوں کو پر کرنے کے لئے ایک کمیٹی کی تشکیل۔ دینی مدارس بورڈ کے قیام کے مسئلہ پر غور اور وزیر تعلیم سے ملنے کے لئے بورڈ کے وفد کی تشکیل دار القضا،
۷۴	(۷۳) ۲۲/اپریل ۲۰۰۷ء	مرکزی دفتر بورڈ نئی دہلی	تعزیت، ۵۰/میقاتی ارکان کا اضافہ، مجموعہ قوانین کا از سر نو انگریزی ترجمہ، مجموعہ قوانین دیگر مسالک شافعی، جعفری اور سلفی کے اختلافات حاشیہ میں درج کرنے کا مسئلہ، اجودھیا میں مسلمانوں کے مکانات اکوائر کرنے کا مسئلہ، وقف ایکٹ ۱۹۹۵ء، یوپی میں زرعی زمین میں حق وراثت کا مسئلہ، دارالقضاء (وشولوچن مدن) کیس، متبنّی، خانگی تشدد ایکٹ ۲۰۰۵ء، شریعت کا نظام کفالہ، نفقۂ مطلقہ۔ شقاق وطلاق، عدالت میں زیر سماعت مقدمات کی مانیٹرنگ پر غور، اصلاح معاشرہ، دینی مدارس، کشمیر میں منظور شریعت بل اور آئندہ اجلاس عام۔
۷۵	(۷۴) ۱۴/جولائی ۲۰۰۷ء	مرکزی دفتر بورڈ نئی دہلی	طلاق کا مسئلہ اور جسٹس بدر دریز کے بابت طلاق پر غور، قانون وقف ۱۹۹۵ء میں ترمیمات کے مسودہ پر غور، شبنم ہاشمی کیس (متبنی) بابری مسجد مقدمہ
۷۶	(۷۵) ۲۵/نومبر ۲۰۰۷ء	مرکزی دفتر بورڈ نئی دہلی	لازمی نکاح رجسٹریشن، دہلی ہائی کورٹ کا طلاق کا فیصلہ، بابری مسجد مقدمات پر غور، دارالقضا، بورڈ کے بیسویں اجلاس عام (کلکتہ)
۷۷	۲۹/فروری ۲۰۰۸ء	جمنا بینکٹ ہال کلکتہ	نئے ارکان کے انتخاب کے طریقہ کار کے لئے کمیٹی کی تشکیل، لازمی نکاح رجسٹریشن، اصلاح معاشرہ، بابری مسجد مقدمہ، دینی مدارس، متبنی، مرکزی مدرسہ بورڈ۔
۷۸	۶/جولائی ۲۰۰۸ء	مرکزی دفتر بورڈ نئی دہلی	سپریم کورٹ میں زیر سماعت مقدمات کا جائزہ، مجموعہ قوانین اسلامی کے انگریزی ترجمہ پر غور، بابریمسجد مقدمات، اصلاح معاشرہ، بورڈ کے منظور کردہ نکاح نامہ کے عام کرنے پر غور، دارالقضا، تفہیم شریعت، لازمی نکاح رجسٹریشن کا مسئلہ، ناری نکیتن وسرکاری ہومس میں رہنے والی مسلم لڑکیوں کے مسئلہ پر غور، ضابطہ اخلاق بورڈ کے آڈٹ شدہ حسابات کی پیشی، جسٹس التمش کبیر کے فیصلہ دو سگی بہنوں سے شادی کے مسئلہ پر غور، لاکمیشن کے رکن ڈاکٹر طاہر محمود کی تجاویز پر غور۔

بورڈ کے اجلاس عام تاریخ وموضوعات کے آئینہ میں

ترتیب وپیشکش: محمد وقارالدین لطیفی ندوی

نمبر	تاریخ	مقام	زیر بحث آئے موضوعات
●	۲۷/۲۸/دسمبر ۱۹۷۲ء پہلا تاریخی کنونشن	بمبئی	یکساں سول کوڈ۔ قانون تبنیت ۱۹۷۲ء۔ تحفظ شریعت۔ اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے قیام کا فیصلہ۔
۱	۷/۸/اپریل ۱۹۷۳ء	حیدرآباد	با قاعدہ بورڈ کی تشکیل اور ارکان کا انتخاب۔ بورڈ کا دستور وغیرہ۔
۲	۲۲/۲۳/فروری ۱۹۷۵ء	بنگلور	کوڈ آف کریمنل پروسیجر کی دفعات ۱۲۵و۱۲۷۔ Children Bill 1972 متبنیٰ بل ۱۹۷۲ء وانعقاد یوم تحفظ مسلم پرسنل لا۔
۳	۱۵/۱۶/اکتوبر ۱۹۷۷ء	رانچی	یکساں سول کوڈ۔ ایمرجنسی۔ قانون تبنیت۔ نفقہ کے سلسلہ میں ضابطہ فوجداری (کوڈ آف کریمنل پروسیجر ۱۹۷۴ء۔ لکھنؤ اور کانپور کے سنی شیعہ فساد پر اظہار افسوس۔ داؤدی بوہرہ فرقہ کے معاملات کی جانچ کے لئے تارکنڈے کمیشن کے قیام کی مخالفت۔ عاملہ کے کورم ۱۵/کی جگہ گیارہ کی منظوری۔ مسلم معاشرہ کی اصلاح۔ (اصلاح معاشرہ)۔
۴	۱۰/۱۱/جون ۱۹۷۸ء	پونا مہاراشٹر	گوا میں قوانین شریعت کے نفاذ کے سلسلہ میں لٹریچر اور خطبات کی تیاری۔ مختلف معاشرتی مسائل سے متعلق قوانین شرع اسلامی کی تفہیم کے سلسلہ میں۔ اصلاح معاشرہ۔ مسلمانوں کے داخلی امور میں مداخلت اور یکساں دیوانی قوانین کے اجرا کے سلسلہ میں۔ سیلنگ ایکٹ۔ خواتین کے معاملہ میں کورٹ کی فیس معاف کرانے کے بارے میں۔
۵	۲/مئی ۱۹۸۱ء	شالیمار باغ، حیدرآباد	دفعہ ۱۲۵/اور ۱۲۷/سی آر پی سی۔ انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ ۱۳ شق ۵۔ اوقاف سے متعلق اور دفعہ ۴۴۔
۶	۲۸/۲۹/دسمبر ۱۹۸۳ء	نیو کالج مدراس	گوا وغیرہ کے علاقہ میں شریعت اپلی کیشن ایکٹ ۱۹۳۷ء نافذ نہیں ہے اس مسئلہ پر غور۔ نکاح کے رجسٹریشن سے متعلق۔
۷	۶/۷/اپریل ۱۹۸۵ء	اسلامیہ ہائی اسکول کلکتہ	سینٹرل وقف ایکٹ (ترمیمی ۱۹۸۴ء) دستور ہند کی دفعہ ۴۴۔ قانونی جائزہ کے کام کو آگے بڑھانے کے سلسلہ میں۔ اصلاح معاشرہ۔ فیملی کورٹ ایکٹ ۱۹۸۴ء۔ دارالقضاء۔ گوا، ڈمن اور ڈیو میں پرتگیز فیملی لاء کی جگہ مسلم پرسنل لا کے نفاذ پر غور۔
۸	۱۵/۱۶/دسمبر ۱۹۸۶ء	مسافر خانہ بمبئی	یونیفارم سول کوڈ۔ اوقاف۔
۹	۴/۵/مارچ ۱۹۸۹ء	کانپور	یونیفارم سول کوڈ کے نفاذ کے سلسلہ میں حکومت کی پالیسی پر غور وفیصلہ۔ اصلاح معاشرہ۔

۱۰	۲۳،۲۴/نومبر ۱۹۹۱ء	دہلی	مجموعہ قوانین اسلامی کی اشاعت اور دیگر رسائل متعلق پرسنل لا ونظام دارالقضاء۔ ایکوزیشن اراضی متعلق بابری مسجد اور بابری مسجد۔
۱۱	۹،۱۰/اکتوبر ۱۹۹۳ء	جامعہ ہدایت جے پور	اصلاح معاشرہ۔خواتین۔ذرائع ابلاغ سے رابطہ۔قانونی جائزہ کمیٹی۔اوقاف۔ائمہ مساجد کے سرکاری تنخواہوں کے سلسلہ میں۔شرعی عدالت (دارالقضاء) کا قیام۔بابری مسجد کا مسئلہ۔مہاراشٹر میں متاثرین زلزلہ سے ہمدردی۔
۱۲	۷،۸/اکتوبر ۱۹۹۵ء	الفضل احمد آباد، گجرات	بابری مسجد کا مسئلہ اور بورڈ کا موقف۔ ہفتہ تحفظ شریعت بسلسلہ یونیفارم سول کوڈ۔ اصلاح معاشرہ۔
۱۳	۲۸،۲۹،۳۰/اکتوبر ۱۹۹۹	حج ہاؤس بمبئی	یونیفارم سول کوڈ۔ آزادیٔ مذہب وضمیر۔اصلاح معاشرہ۔معیاری نکاح نامہ۔دارالقضاء کے قیام کا فیصلہ۔
۱۴	۲۳/اپریل ۲۰۰۰ء	دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ	نئے صدر کا انتخاب۔
۱۵	۲۸،۲۹/اکتوبر ۲۰۰۰ء	دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور	اساسی اور میقاتی ارکان کی خالی نشستوں پر ارکان کا انتخاب، دستور ہند پر نظر ثانی، ملک میں بڑھتی فرقہ واریت اور صہیونی طاقتوں کی یلغار، بابری مسجد، لبراہن کمیشن، دستور بورڈ میں ترمیم، نکاح نامہ کا مسودہ، اصلاح معاشرہ۔
۱۶	۲۱،۲۲،۲۳/جون ۲۰۰۲ء	دارالعلوم حیدرآباد	گجرات میں مسلمانوں کی نسل کشی۔ دینی مدارس کے خلاف مہم۔ بابری مسجد مقدمہ کے لکھنؤ بینچ کی اب تک پیش رفت پر غور۔نکاح نابالغان۔اصلاح معاشرہ۔دارالقضاء۔
۱۷	۱) یکم و۲/مارچ ۲۰۰۳ء	جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر	اصلاح معاشرہ۔دینی مدارس۔دارالقضاء۔بابری مسجد۔ارکان کا انتخاب
۱۸	۲۹/اپریل تا یکم مئی ۲۰۰۵ء	دارالعلوم تاج المساجد بھوپال	خالی نشستوں پر ارکان کا انتخاب، ارکان کی تعداد میں اضافہ پر غور، اصلاح معاشرہ، ہفتہ تحفظ شریعت، شریعت بیداری مہم، حسابات کی پیشی اور آئندہ بجٹ کی منظوری، نکاح نامہ کی منظوری، تفہیم شریعت کمیٹی کی تشکیل، بابری مسجد، دارالقضاء، دینی مدارس،
۱۹	۱۰/تا ۱۲/جنوری ۲۰۰۷ء	بیت الحجاج چنئی (مدراس)	نئے سہ سالہ میقات کے لئے ارکان وعہدیداران اور ارکان عاملہ کا انتخاب، اصلاح معاشرہ، قیام دارالقضاء، دارالقضاء کیس، تفہیم شریعت، بابری مسجد مقدمہ، بابری مسجد کمیٹی، دستور میں ترمیم بابت ۵۰/ارکان کا اضافہ، لازمی نکاح رجسٹریشن، حسابات اور آئندہ بجٹ کی پیشی، سوریہ نمسکار اور وندے ماترم، لیگل سیل۔
۲۰	۲۹/فروری تا دو مارچ ۲۰۰۸ء	کلکتہ	اوقاف، ۵۰/نئے ارکان کا انتخاب، اساسی ارکان کی خالی نشستوں پر نئے ارکان کا انتخاب، لیگل سیل، اصلاح معاشرہ، بابری مسجد مقدمہ، لازمی نکاح رجسٹریشن، تفہیم شریعت، بابری مسجد کمیٹی، دارالقضاء، بابری مسجد کی شرعی حیثیت، حسابات اور آئندہ بجٹ کی پیشی، بابری مسجد کی جگہ کو بلیٹ پروف اسٹرکچر وغیرہ بنانے کے سلسلہ میں۔

اصلاح معاشرہ کیوں اور کیسے؟

اسعد اعظمی
رکن بورڈ بنارس

خیر وشر کے درمیان کشمکش کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی انسان کی، اور آئندہ بھی تا قیام قیامت یہ کشمکش جاری رہے گی۔ اور ہمیشہ حق پرستوں نے خیر کو غالب کرنے اور شر کو مغلوب کرنے کے لئے اپنی بساط بھر کوشش کی ہے اور کرتے رہیں گے۔ ظاہر ہے معاشرہ کا ہر سلیم الطبع شخص اچھائی کو پسند کرتا ہے اور برائی سے نفرت کرتا ہے اور یہی چیز اچھائی کو فروغ دینے اور برائی پر قدغن لگانے کا محرک بنتی ہے، ہماری شرعی تعلیمات بھی اس اہم انسانی ضرورت پر مختلف ناحیوں سے توجہ مبذول کراتی ہیں۔

واضح رہے کہ انسان بحیثیت انسان ہونے کے خطا ونسیان سے دوچار ہوتا رہتا ہے، وہ صلاح وتقوی کے جس مقام پر بھی پہنچ جائے بجز نبی ہونے کے کوئی اور چیز اس کو معصوم عن الخطا نہیں بنا سکتی۔ بنا بریں معاشرے کے افراد سے غلطیوں اور برائیوں کا صدور فطری امر ہے۔ اب اسی معاشرے کے افراد کی یہ ذمہ داری بھی بنتی ہے کہ برائیوں کے وقوع کو کم سے کم کرنے کے لئے تگ ودو کریں، اب اس عمل کو وہ چاہے اصلاح معاشرہ کا نام دیں یا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا، یا دعوت وتبلیغ کا یا اعلائے کلمۃ اللہ کا۔ یہ تمام الفاظ واصطلاحات اس عمل کی پورے طور پر ترجمانی کرتے ہیں، اور یہیں سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ یہ کام محض انسانی ضرورت کا نہیں بلکہ ایک مذہبی فریضہ اور دینی ذمہ داری بھی ہے، یہ انبیاءؑ اور ان کے وارثین کا مشن ہے اور اس پر وہ اللہ رب العزت کے یہاں اجر جزیل اور ثواب کثیر کے مستحق ہیں۔

اصلاح کی ضرورت:

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا کہ معاشرہ میں جنم لینے والی برائیوں کے خاتمہ کی کوشش ایک انسانی ضرورت ہے، ہم اپنے گرد وپیش کا جائزہ لیں اور حالات وواقعات کا تجزیہ کریں تو صاف پتہ چلے گا کہ کسی بھی برائی کا چلن اس وقت ہوتا ہے جب دیکھنے والے اسے دیکھ کر خاموشی اختیار کر لیں، اس پر کسی طرح کی نکیر نہ کریں اور نہ اس کے ازالے کی کوشش کریں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ برائی برے لوگوں تک محدود نہ رہ کر پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور اچھے برے سب اس کا شکار بنتے ہیں، اور جب پانی سر سے اونچا ہو جاتا ہے تو شکایتیں کرنا اور کف افسوس ملنا کچھ کام نہیں آتا، بلکہ ایسے معاشرے کو قدرتی انجام بھگتنا ہی پڑتا ہے۔

اصلاح کے عمل سے چشم پوشی یا غفلت ایک بہت بڑا جرم ہے جس پر ہماری شریعت نے بڑا سخت موقف اختیار کیا ہے، اور مختلف طریقوں سے اس عمل کی قباحت کو واضح کیا ہے۔

چنانچہ شریعت اسلامیہ نے برائیوں کو نظر انداز کرنے اور ان کی روک تھام کی کوشش نہ کرنے پر اللہ کے اجتماعی عذاب اور ہلاکت کی وعید سنائی ہے اور یہ واضح کر دیا ہے کہ آدمی کا اپنا تقوی اور صلاح اگر دوسروں کی اصلاح وہدایت پر اسے نہ ابھارے تو یہ اس کے لئے موجب ہلاکت بن سکتا ہے۔

بخاری ومسلم کی روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا "انھلك و فينا الصالحون؟" کیا نیک لوگوں کی موجودگی کے باوجود ہمیں ہلاکت سے دوچار کیا جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں، جب برائیاں بڑھ جائیں گی تو ایسا ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب برائی اور معصیت عام ہو جاتی ہے تو بعض نیک لوگوں کے باوجود اس قوم کو ہلاک کر دیا جاتا ہے، البتہ نیک

لوگوں نے اگر احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ انجام دیا ہوگا تو قیامت کے دن یہ برائی کا ارتکاب کرنے والوں سے الگ ہوں گے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو:(یا ایھا الذین آمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم) (سورہ مائدہ: ۱۰۵) یعنی''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو لازم پکڑو، جب تم ہدایت پر ہو تو گمراہ لوگ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہونچاسکیں گے۔''اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ جب ظالم کو (ظلم کرتے ہوئے) دیکھیں اور اسکے ہاتھوں کو نہ پکڑیں (یعنی ظلم سے نہ روکیں) تو قریب ہے کہ اللہ تعالی ان سب کو اپنے عذاب کی لپیٹ میں لے لے۔(ابوداؤد، نسائی، ترمذی، بسند صحیح)

اصلاح کے کام کو نظر انداز کرنے والے اگر یہ سمجھتے ہیں کہ معاشرہ کے بگاڑ کا ان سے کوئی لینا دینا نہیں، خراب لوگوں کی خرابی ان کی ذات تک محدود رہتی ہے تو یہ ان کی بہت بڑی بھول اور غلط فہمی ہے، دوسروں کے بگاڑ کو اگر روکا نہ گیا اور اس کو پھیلنے دیا گیا تو وہ بگاڑ اچھے لوگوں کو بھی اپنی زد میں لے گا، ان کو بھی خراب کرے گا، اور پھر سب کے سب عذاب الٰہی کا شکار ہوں گے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال کے ذریعہ اس کو خوب واضح طور پر سمجھا دیا ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کی مثال جو اللہ کے حدود کو قائم رکھنے والا ہے، اور اس کی جو ان حدوں میں مبتلا ہونے والا ہے (یعنی اصلاح کا کام کرنے والے اور معصیت میں مبتلا رہنے والے کی مثال) ان لوگوں کی طرح ہے (جو ایک کشتی پر سوار ہوئے) انہوں نے کشتی کے (اوپر اور نیچے والے حصوں کے لئے) قرعہ اندازی کی، بعض اس کی بالائی منزل پر اور بعض نچلی منزل پر بیٹھ گئے، نچلی منزل والوں کو جب پانی لینے کی طلب ہوتی تو وہ اوپر آتے اور وہاں بیٹھے لوگوں کے پاس سے گزرتے (جو انہیں ناگوار گذرتا) چنانچہ نچلی منزل والوں نے سوچا کہ اگر ہم اپنے (نچلے) حصے میں سوراخ کرلیں (تاکہ اوپر جانے کے بجائے سوراخ ہی سے پانی لے لیں) اور اپنے اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں (تو کیا اچھا ہو) تو اگر اوپر والے نیچے والوں کو ان کے منصوبے پر عمل کرنے کے لئے چھوڑ دیں (انہیں سوراخ کرنے سے نہ روکیں اور وہ سوراخ کرلیں) تو سب کے سب ہلاک ہوجائیں گے (کیونکہ سوراخ کے ہوتے ہی ساری کشتی میں پانی جمع ہوجائے گا جس سے کشتی تمام مسافروں سمیت غرق آب ہوجائے گی) اور اگر وہ ان کے ہاتھوں کو پکڑلیں (انہیں سوراخ نہ کرنے دیں) تو وہ خود بھی اور دوسرے تمام مسافر بھی بچ جائیں گے۔(بخاری)

اس حدیث کے ذریعہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلے لفظوں میں بتلا دیا ہے کہ غلط کام ہوتا دیکھ کر آدمی اگر خاموش رہا اور اس کو روکنے کی کوشش نہ کی تو اس غلط کام کے بھیانک نتائج سے اپنے آپ کو وہ بچا نہیں سکتا، یہ تمام باتیں علماء اور سماج کے مختلف طبقات کو دعوت فکر و عمل دیتی ہیں، انہیں ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرتی ہیں اور اصلاح کے کام کے لئے فی الفور اٹھ کھڑے ہونے کا مطالبہ کرتی ہیں۔

آج ایک طرف معاشرے میں پھیلی ہوئی خرابیوں کو دیکھا جائے اور دوسری طرف اصلاح وانسداد کے لئے کی جانے والی کوششوں کا جائزہ لیا جائے تو دونوں میں بڑا تفاوت نظر آتا ہے، برائیوں کے مقابلے میں اصلاحی کوششیں یا تو صفر ہیں یا آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔شادی بیاہ کی لامتناہی رسومات، جہیز کا چلن، دختر کشی، خواتین سے چھیڑخوانی، عصمت دری، اغلام بازی، بے پردگی، ناپ تول میں کمی، تجارت اور لین دین میں بے ایمانی ودھوکہ دھڑی، حقوق کا غصب، غیبت، چغلخوری، اتہام بازی.....غرض کہ جرائم کی ایک طویل فہرست ہے جو پورے معاشرے کو جکڑے ہوئے ہے، ان جرائم میں کمیت اور کیفیت دونوں اعتبار سے برابر اضافہ ہوتا جارہا ہے۔اگر معاشرے کے ذمہ دار افراد اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے اور برائیوں کے خاتمہ کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے تو یہاں تک نوبت نہ پہنچتی۔

اصلاح کے طریقے:

اصلاح کا عمل حساس، صبر آزما اور مشکل بھی ہے، اور اپنے اندر بہت ساری نزاکتیں لئے ہوئے ہے، اس لئے اگر حکمت و تدبیر کے بغیر اسے انجام دینے کی کوشش کی گئی تو اصلاح کے بجائے افساد اور سدھار کے بجائے مزید بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے۔ مزید یہ کہ صرف جلسوں اور تقریروں میں معاشرے کی خرابیوں کا تذکرہ کر دینا، ان میں ملوث لوگوں کو سخت سست کہہ دینا اور انہیں مستحق عذاب الٰہی قرار دے دینا کافی نہ ہوگا۔ خرابیاں الگ الگ نوعیت کی ہوتی ہیں اور الگ الگ نوعیت کے حل کی متقاضی ہوتی ہیں، ان میں مبتلا لوگ بھی الگ الگ طبقے اور جنس کے ہوتے ہیں جن سے مواجہہ کے لئے الگ الگ اسلوب اور طریقے اختیار کرنے ہوتے ہیں۔ کون سی خرابی کس وجہ سے پھیل رہی ہے، اس کی جڑ کہاں ہے، اس جڑ میں پانی کہاں سے فراہم ہو رہا ہے اور اس کے برگ و بار کہاں کہاں پھیلے ہیں، کس کے لئے تقریری کی ضرورت ہے، کس کے لئے تحریری، کس کے لئے انفرادی یا اجتماعی ملاقات کی، اسی طرح ہینڈ بل، پوسٹر، فولڈر، اخباری مراسلہ، پریس ریلیز، پریس کانفرنس، ان تمام ذرائع کو ضرورت کے مطابق استعمال کرنا ہوگا۔ اگر کوئی ایک ذریعہ مؤثر ہوتا نہ دکھائی دے تو دوسرے ذرائع کی طرف مڑنا ہوگا۔ الغرض یہ کام انتہائی ہوشمندی، بیداری اور تفکر و تدبر کا ہے، لیکن یقیناً اللہ کی اجازت سے ثمر آور ہے۔ اگر ایمانی فراست اور اصلاحی حکمت سے کام لیا جائے تو معاشرے میں خوشگوار تبدیلیاں نظر آئیں گی، زیادہ سے زیادہ لوگوں کا تعاون حاصل ہوگا، کام آسان سے آسان تر ہوتا جائے گا اور کامیابیوں کی نئی نئی راہیں کھلیں گی۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خود بھی جاگیں اور دوسروں کو بھی جگائیں اور نئے عزم اور نئے حوصلے کے ساتھ میدان میں قدم رکھیں، اصلاح کے عمل سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو جوڑنے کی کوشش کریں، حالات کے رخ کو اور زمانے کے تقاضوں کو پہچانیں، یہ صرف اسلام اور مسلمانوں کی خدمت نہیں بلکہ پورے ملک اور پوری انسانیت کی فلاح و بہبود اس میں مضمر ہے۔

واللہ ولی التوفیق!

۞ ۞ ۞

موجودہ معاشرتی چیلنج..... بقیہ صفحہ ۴۵ کا

(اللہ چاہتا ہے کہ وہ تمہاری توبہ قبول کرے اور جو اپنی شہوتوں کے غلام ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم اپنی راہ سے بہت دور ہٹ جاؤ۔)

اسلام کا معاشرتی نظام پاکیزگی، طہارت، سکون اور اخروی بشارت کا ضامن ہے جب کہ مغرب کی اباحیت پسند اور شہوت پرست تہذیب انتشار، بے چینی، بربادی اور آخرت کی نامرادی پر مبنی ہے۔

اسلام کی نظر میں مطلوب اور آئیڈیل خاندان وہ ہے جس میں فرد رشتوں، ناطوں اور قرابتوں میں جڑا ہو، یہ تعلقات اس کے لئے زنجیر نہ ہوں بلکہ راحت و سکون کا ذریعہ ہوں، جس معاشرہ میں فرد اپنی راحت کا قید اور تجرد پسند زندگی کا اسیر نہ ہو، اپنی خواہشات کی تکمیل کی حدود سے واقف اور صحیح راستہ پر گامزن ہو، جس کے لئے اولاد اور ازواج آنکھوں کی ٹھنڈک ہو، جو نہ صرف اپنے اہل خانہ کی مادی اور سماجی ضرورتوں کو پوری کرتا ہو بلکہ ان کی علمی و روحانی ضرورتوں کی بھی تکمیل کرتا ہو اور اسی میں مسرت اور شادمانی محسوس کرتا ہو، جو اپنی ذمہ داریوں سے فرار نہ اختیار کرتا ہو بلکہ ان کو انجام دے کر روحانی سکون محسوس کرتا ہو، وہی شخص در اصل دنیاوی نعمت اور اخروی سعادت کا حق دار ہے اور صحیح معنی میں وہی شخص مسرور اور قابل رشک ہے۔ قرآن پاک نے اس آئیڈیل خاندانی نظام کا خلاصہ ان لفظوں میں بیان کیا ہے:

والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا و ذریاتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما۔ اولئك یجزون الغرفۃ بما صبروا و یلقون فیھا تحیۃ و سلاما (الفرقان ۷۴-۷۵)

(اور وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اے رب، ہماری بیویوں اور بچوں کو ہمارے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے اور ہمیں پرہیز گاروں کا امام بنا دے، ان کو بدلہ ملے گا جنت میں جھروکوں کا ان کی ثابت قدمی کے بدلے اور ان کا وہاں دعاؤں اور سلام سے استقبال کیا جائے گا۔)

یعنی صالح معاشرہ کے لئے ازواج و اولاد کا صالح ہونا ضروری ہے اور اس کے لئے خود اپنی صالحیت کو بنیاد بنانا لازم ہے، جب افراد صالح ہوں گے تو خاندان صالح ہوگا اور معاشرہ پاکیزہ اور جنت نشاں بن جائے گا اور انسان کو سماجی سرور اور روحانی سکون حاصل ہوگا۔

۞ ۞ ۞

موجودہ معاشرتی چیلنج اور قرآنی تعلیمات

پروفیسر محمد سعود عالم قاسمی
رکن بورڈ علی گڑھ

اسلامی نظام معاشرت کی بنیاد خاندان ہے۔ خاندانی نظام دراصل انسانی معاشرت کا حقیقی اور پاکیزہ یونٹ ہے جو نسل انسانی کے بقا اور ارتقا کی ضمانت فراہم کرتا ہے اور انسانی تعلقات کو اعتبار اور استحکام عطا کرتا ہے۔ خاندان اگر بکھر جائے تو اس کا عذاب معاشرہ کو بھگتنا پڑتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے جگہ جگہ پوری بصیرت اور صراحت کے ساتھ خاندانی نظام کے تصور کو واضح کیا ہے، اس کے ترکیبی عناصر کی نشان دہی کی ہے اور اس کے تقاضوں کی تکمیل کی دعوت دی ہے۔ قرآن پاک میں ہے:

و هو الله الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا و صهرا و کان ربك قدیرا (الفرقان/٥٤) (وهی ذات هے جس ن ے پانی سے انسان کو پیدا کیا پھر اسے نسبی اور سسرالی رشتہ عطا کیا اور تیرا رب قدرت والا ہے۔)

یاایها الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدة و خلق منها زوجها و بث منهما رجالاً کثیرا و نساء واتقواالله الذی تساء لون به والارحام ان الله کان علیکم رقیبا (النساء/١)

(اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے جس نے تم کو پیدا کیا ایک جان سے اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور خواتین پھیلائے اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے حوالہ سے تم سوال کرتے ہو باہم اور قرابت والوں سے بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔) خاندانی نظام میں میاں بیوی، ماں باپ، اولاد، بھائی بہن اور خونی رشتہ دار تشکیلی عناصر کی حیثیت رکھتے ہیں، چنانچہ قرآن پاک نے ان کے باہمی تعلقات کی فطری اور سماجی حیثیت کو اجاگر کیا ہے اور ان کے حقوق و فرائض کو بھی عدل و حکمت کے ساتھ متعین کیا ہے۔ انسانی جذبات و خواہشات کی بے اعتدالی جب ان رشتوں اور تعلقات میں ناانصافی اور پیچیدگی پیدا کرتی ہے تو قرآن انسانی ذہن کو فطری اعتدال کی طرف بلاتا ہے اور وقتی خواہشات کے مقابلہ میں دائمی قوانین فطرت کی پابندی کا مطالبہ کرتا ہے تاکہ رویوں میں اعتدال پیدا کر کے معاشرہ کو انتشار اور زوال سے بچایا جاسکے اور اسے شاہراہ ترقی پر لگایا جاسکے۔ انسانیت کی فلاح خواہشات کی تکمیل میں نہیں بلکہ قوانین فطرت کی تعمیل میں پوشیدہ ہے، لہٰذا رشتوں ناطوں اور خاندانی تعلقات کے تقاضوں کی تکمیل میں اپنے خواہشات و جذبات کو معیار نہ بنایا جائے بلکہ قدرت کے مقرر کردہ ضابطوں اور حدود کو معیار بنایا جائے اور اسی کی روشنی میں سماجی ضابطوں اور معاشرتی قدروں کی تشکیل اور تعمیل کی جائے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

آباء کم و ابناء کم لا تدرون ایهم اقرب لکم نفعا فریضة من الله ان الله کان علیما حکیما (النساء/١١)

(تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تمہیں نہیں معلوم کہ کون تمہارے لئے زیادہ نفع بخش ہیں، اللہ کا مقرر کیا ہوا حصہ ہے، بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے۔)

ایک مہذب سماج اور مقدس نظام خاندان میں رشتوں کی پاکیزگی کا احترام اور حقوق و فرائض کی تعمیل کا اہتمام دین، دنیا کی سعادت کا ضامن ہے اور اللہ کی رحمت و برکت کا داعی ہے۔ جہاں رشتوں کا احترام اور حقوق و فرائض کی ادائیگی کا اہتمام نہیں ہوتا وہاں خاندان ٹوٹ جاتا ہے، معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے۔

بدقسمتی سے عصر حاضر میں مغربی اور عیسائی دنیا نے خاص طور پر خاندانی نظام کے بنیادی تصورات سے انحراف کر کے اور قوانین فطرت سے

بغاوت کر کے رشتوں اور ناطوں کے تقدس کو بری طرح مجروح اور پامال کر دیا ہے اور انسانی سماج کو اباحیت، انارکی، فحاشی اور حیوانیت کی اس فضا میں پہونچا دیا ہے جہاں تاریکی اور تیرگی انسانوں کا مقدر بن گئی ہے۔ وہ عیسائیت جو اپنے آغاز میں رہبانیت اور تجرد کی داعی اس لئے تھی کہ شادی بیاہ کی زنجیریں، رشتوں اور ناطوں کی الجھنیں انسان کو اللہ کی عبادت میں انہماک اور اختصاص میں رکاوٹ پیدا کرتی ہیں، وہی عیسائیت آج اباحیت کا شکار ہو کر نمونہ عبرت بن چکی ہے اور دنیائے انسانیت کی گمراہی اور تباہی کا ذریعہ بنتی جارہی ہے۔ بلکہ یہ کہا جائے کہ عیسائیت اباحیت پرستوں اور ہوس گزیدہ لوگوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن گئی ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ کل وہ ایک انتہا پر تھی تو آج دوسری انتہا پر پہونچ گئی ہے، افراط و تفریط اور بے اعتدالی نے معاشرتی نظام اور خاندانی استحکام کو بے معنی اور فضول بنا کر رکھ دیا ہے، عیسائیت سے بے زار اور لا مذہبیت کے شکار یوروپی نوجوانوں کو چرچ کی طرف راغب کرنے کے لئے پاپ جان پال دوم نے ۱۹۸۶ء میں ''عالمی یوم نوجوان'' کے انعقاد کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ عالمی یوم نوجوان کا دوسرا اجتماع ۱۵ر تا ۲۰ر جولائی ۲۰۰۸ء کو آسٹریلیا کی راجدھانی سڈنی میں منعقد ہوا جس میں لاکھوں نوجوان شریک ہوئے۔ اس اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے سولہویں پاپ بینیڈکٹ نے یورپ کے لوگوں کو روحانی موت سے باخبر کیا جو خوش حالی کے ساتھ در آتی ہے۔ مگر اس مذہبی اجتماع اور روحانی پیشوا کا استقبال کس طرح ہوا اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ سڈنی کے طوائف خانہ کی مالکہ نے کہا کہ شہر میں مقدس پاپ کی آمد سے طوائف خانہ کی آمدنی دوگنی ہوگئی ہے۔ چنانچہ اس عالمی اجتماع کے موقع پر لڑکیوں کی بڑھتی ہوئی مانگ کے پیش نظر اس نے مزید لڑکیاں کرایہ پر حاصل کر لی ہیں اور اس بدکاری کے لئے نوجوانوں کو خصوصی مراعات بھی دی ہیں۔ (ہندوستان ٹائمز، دہلی، ۱۹ر جولائی ۲۰۰۸ء)

سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ تعلیمی اداروں اور تعلیمی نظام، میڈیا اور اطلاعاتی ونشریاتی قوت کے ذریعہ اس اخلاق باختگی اور حیوانی طرز زندگی کو شہر شہر اور گھر گھر پہونچانے کا کام انجام دیا جارہا ہے یہاں تک کہ بعض مسلم معاشروں اور مسلم خاندانوں میں بھی اس کے زہریلے اثرات محسوس کئے جارہے ہیں۔

اس وقت دنیا میں جنسی تعلقات اور تکمیل خواہشات کے جو طریقے رائج ہیں ان میں سے بیش تر خاندانی نظام اور انسانی نسل کے تحفظ کے منافی اور معیار انسانیت سے فروتر ہیں، انسانی فطرت جن سے نامانوس اور متنفر ہے، مگر ان کو رائج کرنے اور مانوس بنانے کے لئے مغربی دنیا حکومتی قانون اور عدالتی تحفظ کا سہارا فراہم کرتی ہے اور اس بے لگام آزادی کو فرد کا حق سمجھتی ہے۔

خاندانی نظام کی بنیادیں کھوکھلی کرنے کے لئے مغربی دنیا نے نکاح کی حوصلہ شکنی کی ہے اور بغیر نکاح کے مرد وعورت کے ساتھ رہنے اور ہم جنسی آسودگی حاصل کرنے کی بڑے پیمانہ پر ہمت افزائی کی ہے، زنا مغرب میں کوئی اخلاقی برائی نہیں ہے، اگر برائی ہے تو زنا بالجبر یعنی زور زبردستی ہے۔ اس کے نتیجہ میں بوائے فرینڈ اور گرل فرینڈ کے کلچر نے پوری مغربی دنیا کو اپنے نرغہ میں لے لیا ہے اور بن بیاہے جوڑوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہے، بن بیاہی ماؤں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے اور بقول سابق صدر بل کلنٹن کے امریکہ میں ہر تیسرا بغیر نکاح کا ہے یعنی حرامی ہے۔ اس شہوانی کلچر کو اس قدر عام کر دیا گیا ہے کہ ہندوستان جیسے روایتی ملک میں بھی بغیر نکاح کے ساتھ رہنے اور مرد وعورت کی وقتی دوستی نے رواج پانا شروع کر دیا ہے، یہاں تک کہ موبائل فون پر بکثرت ایسے پیغامات بھیجے جارہے ہیں کہ اگر آپ تنہا ہیں تو آپ کی تنہائی دور کرنے کا سامان موجود ہے آپ کے لئے سہولت کے ساتھ جنسی تسکین کا ذریعہ فراہم کیا جا سکتا ہے۔

بغیر نکاح کے جنسی تعلق قائم کرنے کا کلچر اپنے اثرات اس طرح پھیلا چکا ہے کہ حکومت کے سربراہوں کو بھی ایسی حرکات کا ارتکاب کرنے میں کوئی شرم وحیا محسوس نہیں ہوتی، چنانچہ سابق امریکی صدر بل کلنٹن کے مونیکا لوئسکی کے ساتھ جنسی تعلقات کو بڑی شہرت ملی اور اس کی ملامت اس پر نہیں کی گئی کہ بال بچے اور فیملی کے ساتھ رہتے ہوئے اس نے دوسری لڑکی سے غیر اخلاقی طریقہ سے آسودگی حاصل کی، بلکہ ملامت اس بات پر کی گئی کہ اس نے اپنے اس عمل کو چھپایا اور ایوان حکومت کو گمراہ کیا۔ اس کے خاندان کے لئے شرمندگی کا باعث اس کی بدکاری نہیں بلکہ دروغ گوئی تھی۔ اسی طرح فرانس کے موجودہ صدر

نیکولاس سرکوزی کے ایک رقاصہ کے ساتھ جنسی تعلقات کی شہرت اخبارات اور میڈیا کی مدتوں زینت بنی رہی۔ مصر کے دورہ پر صدر فرانس اپنے ساتھ اپنی بیوی کو نہیں لے گئے بلکہ اسی داشتہ کو لے گئے، اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر تصویریں کھنچوائیں اور پوری دنیا کو یہ پیغام دیا کہ جنسی تعلقات کے لئے شادی کرنا ضروری نہیں بلکہ کسی کا پسند آنا اور موقع ملنا کافی ہے، افسوس تو یہ ہے کہ مغربی ممالک میں رہنے والے بعض مسلمان بھی اسی حیوانی کلچر میں مبتلا ہیں اور بغیر شادی کے نامحرم عورتوں کے ساتھ رہتے ہیں اور ان سے جنسی استفادہ کرتے ہیں۔ کچھ خدا کا خوف ان کو دامن گیر نہیں ہوتا۔

قرآن پاک نے خاندانی نظام کے بقا اور استحکام کے لئے جنسی تعلقات کو فطری ضابطوں اور حدود کا پابند بنایا ہے۔ مرد وعورت کے باہمی تعلق کو اخلاقی، قانونی اور روحانی جہت عطا کی ہے اور اسے نکاح کا ایک جامع عنوان اور پرمسرت نظام عطا کیا ہے۔ جولوگ نکاح کے ذریعہ اپنی جنسی آسودگی حاصل کرتے ہیں وہ قابل مبارک باد ہیں، یہی وجہ ہے کہ تقریب نکاح کے وقت شادی کرنے والے جوڑے کے علاوہ ان کے والدین اور رشتہ داروں کو بھی مبارک باد دی جاتی ہے اور اس شادی میں خیر و برکت کی دعا کی جاتی ہے، کہ یہی خاندان کے نام کو روشن کرنے اور اس کے وقار کو بلند کرنے کا فطری طریقہ ہے، نسل انسانی کی حفاظت کرنے کا معتبر ذریعہ ہے اور حقوق وفرائض کی تعمیل اور ذمہ دارانہ معاشرتی زندگی گزارنے کا موجب ومحرک ہے۔

اس کے مقابلہ میں جو نوجوان بغیر شادی کے غیر محرم کے ساتھ رہتے اور جنسی آسودگی حاصل کرتے ہیں قرآن اس تعلق کو شرم ناک، معاشرہ کے لئے فساد اور قابل سرزنش جرم قرار دیتا ہے۔ کیونکہ قرآن کی نظر میں یہ حرام کاری بھی اسی درجہ کی ہے جس درجہ کی حرام کاری زنا بالجبر ہے۔ یعنی یہ گناہ جبر واکراہ اور پسند ورضا کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ نکاح اور عدم نکاح کے لحاظ سے ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے: و لا تقربوا الزنی انه کا ن فاحشة و ساء سبیلا (بنی اسرائیل/ ۳۲)

(اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی اور بری راہ ہے)

زنا ایک طرف تو بے حیائی اور بدکاری ہے دوسری طرف نسب میں خلل پیدا کرنے اور حق توارث میں بگاڑ پیدا کرنے کا موجب ہے۔ یہ وقتی جنسی آسودگی دائمی لعنت کا موجب ہے۔ نکاح نہ صرف جنسی آسودگی کا قانون اور اخلاقی راستہ ہے، بلکہ ذمہ داری اور جواب دہی، سیر چشمی، حقوق وفرائض کی انجام دہی، وفاداری، احترام رشتہ داری وصلہ رحمی اور نفس کی پاکیزگی کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے، جب کہ بغیر نکاح کے ساتھ رہنا اور جنسی تسکین حاصل کرنا، ذمہ داریوں سے فرار، حقوق وفرائض کی انجام دہی سے انکار، رشتوں ناطوں کے تقدس کا انکار اور نفس پرستی و بے وفائی کا راستہ ہے۔ پہلا طریقہ خاندانی نظام کی بنیاد ہے اور دوسرا راستہ معاشرتی زندگی میں فساد برپا کرنے اور زہر گھولنے کا موجب ہے۔ اسی لئے قرآن نے بدکاری کی نہ صرف سزا مقرر کی ہے بلکہ اس پر عبرت ناک سزا دی ہے اور مومنوں کو اس سزا کے مشاہدہ کی دعوت دی ہے تا کہ بدکاری اور خاندانی نظام کی بربادی کی جرأت کم سے کم کی جاسکے۔

قرآن پاک میں یہ تنبیہ صراحت کے ساتھ وارد ہوئی ہے:

الزانية والزانی فاجلدوا كل واحد منهما مائة جلدة واحدة و لا تاخذ كم بهما رافة فی دين الله ان كنتم تومنون بالله واليوم الآخر وليشهد عذابهما طائفة من المومنين (النور/۲)

(زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور اللہ کا حکم نافذ کرنے میں ان کے معاملہ میں کوئی ترس تم کو نہ آئے اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور ان کی سزا کو مسلمانوں کا ایک گروہ دیکھے۔)

اسلامی نظام معاشرت میں اگر ایک طرف زنا کو حرام قرار دیا گیا ہے اور اس کے ارتکاب پر سخت اور عبرت ناک سزا مقرر کی گئی ہے تو دوسری طرف نکاح کو آسان، اخراجات اور اسراف سے پاک رکھا گیا ہے تا کہ مرد وعورت آسانی کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جائیں اور ان کو کسی قسم کی پیچیدگی کا سامنا نہ کرنا پڑے اور نہ مرد کو دوسری عورتوں پر ہوس بھری نگاہ ڈالنے کی نوبت آئے اور نہ اپنے دامن عصمت پر دھبہ لگے۔ تجرد کی زندگی انسان کو معصیت کی طرف لے جاتی ہے اور مصیبت میں مبتلا کر دیتی ہے۔ رسول پاک ﷺ نے

نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"یـا معشر الشباب من استطاع من الباء ة فليتزوج فانه أغض للبصـر و احـصـن لـلفرج و من لم يستطع فعليه بالصوم فانه له وجاء"

(ابو داؤد، كتاب النكاح، باب التحريض على النكاح)

(اے نوجوانو! تم میں سے جو بھی استطاعت رکھتا ہے اسے شادی کر لینی چاہئے۔ اس لئے کہ نگاہ کی پاکی اور شرمگاہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے اور جس کے پاس شادی کرنے کے لئے استطاعت نہیں ہے اسے روزہ رکھنا چاہئے، یہ اس کا محافظ ہے۔)

اسلام نے جہاں نوجوانوں کو نکاح کرنے اور ذمہ دارانہ خاندانی زندگی گذارنے کی تعلیم دی ہے وہاں مطلقہ اور بیوہ عورتوں، نوکروں اور غلاموں کو بھی رشتہ ازدواج میں منسلک کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ معاشرہ کا کوئی طبقہ بھی جنسی فساد میں مبتلا نہ ہو۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وانـكـحـوا الايامى منكم والصالحين من عبادكم و امائكم ان يكونوا فقراء يغنهم الله من فضله والله واسع عليم (النور/ ۳۲)

(اور اپنے درمیان موجود رانڈوں کا اور اپنے نیک غلاموں اور باندیوں کا نکاح کردو اگر وہ نادار ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کردے گا اللہ وسعت والا اور علم والا ہے۔)

قرآن پاک نے خاندانی نظام کے استحکام کے لئے نکاح اور مرد و عورت کے قانونی تعلق کو عقیدہ وملت کی وحدت کا پابند بنایا ہے، اگر زوجین کے مابین بنیادی عقیدہ میں اختلاف ہو تو نہ نکاح درست ہو سکتا ہے اور نہ خاندانی نظام پائیدار ہو سکتا ہے، عقیدہ وملت کی وحدت اسلامی معاشرتی زندگی کی شاہ کلید ہے اور ازدواجی زندگی کی شرط ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

و لا تـنـكـحـوا المشركات حتى يومن و لامة مومنة خير من مشركة و لو اعجبتكم و لاتنكحوا المشركين حتى يومنوا و لعبد مومن خيـر مـن مشـرك و لـو اعـجبكم اولئك يدعون الى النار والله يدعوا الى الجنة و المغفرة باذنه و يبين آياته للناس لعلهم يتذكرون (البقرة/ ۲۲۱)

(اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لائیں، مؤمن باندی بہتر ہے مشرک عورت سے اگر چہ وہ تم کو پسندیدہ ہو، اور مشرک مردوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لائیں، مومن غلام بہتر ہے مشرک آزاد مرد سے اگر چہ وہ تم کو بھلا لگے وہ بلاتے ہیں دوزخ کی طرف اور اللہ بلاتا ہے جنت کی طرف اور مغفرت کی طرف اپنے اذان سے اور اپنی آیات کھول کر لوگوں کو بتاتا ہے تاکہ وہ نصیحت قبول کریں۔)

نکاح کا مقصد محض جنسی تسکین اور افزائش نسل نہیں بلکہ ایک مومن و موحد اور اللہ کی فرماں بردار ملت کی تشکیل ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب کہ اہل ایمان کا نکاح صرف اہل ایمان کے یہاں ہو ورنہ ایسی نسل تیار ہوگی جس کا کوئی حقیقی مذہب نہ ہوگا، وہ ملحد ومشرک ہوگی، مذہب بے زار اور خدا ناشناس ہوگی، اس کا امت محمدیؐ سے رشتہ حقیقی نہیں مصنوعی ہوگا، یہ نسل انبیاء صحابہ اولیاء اور صلحاء کے نقش قدم پر چل نہ پائے گی۔

گذشتہ عہد میں بعض مسلم حکمرانوں اور نوابوں نے مشرک خواتین سے شادی کر کے اسلام کے معاشرتی احکام کو پامال کیا تھا آج مغربی نظام تعلیم کی وجہ سے مسلمان لڑکے مشرک لڑکیوں سے اور مسلمان لڑکیاں مشرک لڑکوں سے شادی رچا رہی ہیں۔ کالج کے مخلوط ماحول میں ان میں دوستی قائم ہوتی ہے اور بعد میں یہ دوستی بغیر وحدت ایمان کے ازدواجی زندگی میں تبدیل ہو جاتی ہے، عالم یہ ہے کہ بعض دیندار گھرانوں کی لڑکیاں غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو چکی ہیں، ہندوستان میں اس طرح کی شادیوں میں آئے دن اضافہ ہو رہا ہے اور مخلوط نظام تعلیم اس کو فروغ دینے کا ذریعہ بن رہا ہے۔ ان میں سے بعض رشتے آگے چل کر المناک طور پر ٹوٹ جاتے ہیں، مگر عقل وخرد سے کام لینے اور قرآنی احکام کا پاس ولحاظ کرنے کا جوش جنوں میں کہاں خیال آتا ہے۔

فطرت نے ہر جاندار کا جوڑا صنف مقابل سے بنایا ہے اور اس میں تسکین نفس کا سامان رکھا ہے، خواہ انسان ہوں، حیوانات ہوں، پرندے ہوں، یا حشرات ہوں۔ قدرت نے سب کے جوڑے بنائے اور تذکیر و تانیث کی تخلیق باہمی تسکین جنس کے حوالے کی۔ انسانوں کے لئے تو قدرت نے خاص

طور پر مردوعورت کا جوڑا پرکشش اور پروقار بنایا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

و من آیاته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیها و جعل بینکم مودة و رحمة ان فی ذلك لآیات لقوم یتفکرون (الروم / ۲۱)

(اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہاری صنف سے تمہارے جوڑے پیدا کئے تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان محبت و رحمت رکھی، بے شک اس میں نشانیاں ہیں غور وفکر کرنے والوں کے لئے۔)

مغربی دنیا نے صنف مقابل میں تسکین جنس کی تکمیل کی حدوں کو پامال کر دیا اور مردوں سے مردوں کی جنسی تسکین اور عورتوں سے عورتوں کی جنسی تسکین کے غیر فطری اور غیر انسانی عمل کو فروغ دیا۔ چنانچہ آج بیشتر یورپی ممالک Gay یعنی امرد پرستی کا گہوارہ بن گئے ہیں، حدتو یہ ہے کہ اب مرد کی شادی مرد سے ہونے لگی ہے اور اسے قانونی جواز فراہم کیا گیا ہے۔ یوروپی ممالک میں سب سے پہلے نیدرلینڈ نے اپریل ۲۰۰۱ء میں ہم جنس پرستی کی تقریب شادی منعقد کی۔ پھر بلجیم نے جون ۲۰۰۳ء میں اس غیر فطری شادی کا جشن منایا۔ پھر کناڈا اور اسپین نے جولائی ۲۰۰۵ء میں ہم جنس پرستی کی تقریب شادی منعقد کی۔ اس کے بعد برطانیہ نے دسمبر ۲۰۰۵ء میں اس رسم شادی کا انعقاد کیا۔

افریقی ممالک میں ساؤتھ افریقہ نے نومبر ۲۰۰۶ء میں ہم جنس پرستوں کی باہمی شادی کو قانونی حیثیت دی۔ ناروے نے ۲۰۰۸ء کے اوائل میں ہم جنسیت کی شادی کو قانونی درجہ دیا۔ امریکہ کی کثیر آبادی والی ریاست کیلی فورنیا کی عدالت عالیہ نے جون ۲۰۰۸ء میں ہم جنس پرستی کی شادی پر عائد پابندی کو ختم کر دیا تو ریاست میں ہم جنس پرستوں کے باہمی اجتماعی شادی کا جشن منایا گیا جب کہ امریکہ کی دوسری ریاست میساچیوٹ میں یہ شیطانی تقریب پہلے ہی سے منعقد ہوتی رہی ہے۔

وہ یوروپی ممالک جن میں ہم جنس پرستی کی شادی کو قانونی درجہ حاصل نہیں ہے وہاں مرد کا مرد کے ساتھ رہ کر اور عورت کا عورت کے ساتھ مل کر ہم جنس پرستی کرنا کوئی قابل تعزیر جرم نہیں ہے، بلکہ اسے سماجی طور پر تسلیم کیا گیا ہے اور آزادی کا مظہر قرار دیا گیا ہے۔ جرمنی، فرانس اور پرتگال جیسے ملکوں میں دو بالغ مردوں یا دو بالغ عورتوں کا باہم رہنا اور جنسی آسودگی حاصل کرنا ایسا حق ہے جو نکاح کی طرح قابل تسلیم ہے۔ جب کہ ڈنمارک میں رجسٹرڈ پارٹنر کا قانون موجود ہے۔ (دی ہندو، حیدرآباد، ۱۶/ جون ۲۰۰۸ء)

اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یوروپی معاشرہ کس طرح شہوت پرستی کی دلدل میں دھنس چکا ہے۔ ہم جنس پرستی جو اخلاق وشرافت سے بغاوت اور ایک لعنت ہے اس سے نفرت کرنا تو درکنار اس کو انسانی حق تسلیم کیا جارہا ہے اور اس کی تقریب شادی منعقد ہورہی ہے۔ حکومت اور عدالت اس کی ہمت افزائی اور سرپرستی کررہی ہے۔ خاندانی نظام کی تباہی اور شیطانی نظام کی ترویج واشاعت کا یہ ایسا عبرتناک نمونہ ہے کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

اس سے بھی زیادہ عبرتناک بات یہ ہے کہ چرچ کے مقدس پادریوں میں ایک تعداد ان کی بھی ہے جو اس شیطانی عمل کے شکار ہیں۔ چنانچہ پاپ بینڈکٹ نے یوم عالمی نوجوان کے اجتماع کے اختتام پر سڈنی میں ۲۰/ جولائی ۲۰۰۸ء کو ان مردوں اور عورتوں سے معافی مانگی جن کا کیتھولک چرچ میں پادریوں نے جنسی استحصال کیا۔ (ہندو، نئی دہلی، ۲۲ جولائی ۲۰۰۸ء)۔ اسی طرح عورتوں کو رشتۂ نکاح سے محروم کر کے لزبین (Lesbian) یعنی ہم جنس پرستی میں مبتلا کر دیا گیا ہے، اب وہ ایسی حرکتیں کھلے عام کررہی ہیں کہ شیطان یعنی اس کی روح بھی شرما جائے۔ اگر شہوت پرستوں کا یہ شیطانی عمل جاری رہا تو نسل انسانی کا ارتقا رک جائے گا اور انسانی سماج میں شیطانی قہقہوں کی گونج ہوگی اور فطرت انسانی شر پسند باغیوں کے ہاتھوں پامال ہوجائے گی۔ چنانچہ مغرب میں اولاد کی کمی اور ہوس پرستی کی زیادتی اسی سمت میں انسانی کارواں کو ہانک رہی ہے۔ قرآن نے فطرت کی پکار کو ان لفظوں میں سعید روحوں تک پہونچایا ہے:

نساء کم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم و قدموا لانفسکم و اتقوا الله واعلموا انکم ملاقوه و بشر المومنین (البقره / ۲۲۳)

(تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تو اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ اور اپنے لئے آگے کی تدبیر اختیار کرو اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے اور

مومنوں کو بشارت دو۔)

یعنی نسل انسانی کی کشت زعفرانی تو عورت سے مرد کا جائز تعلق ہے، یہ صرف تسکین نفس نہیں بلکہ اگلی نسل کی حفاظت ہے۔اس کے علاوہ کوئی اور جنسی تسکین کی راہ اختیار کرنا فطرت سے بغاوت اور قدرت کی نافرمانی ہے۔

جنسی تعلقات کی فطری حد بندیوں کو توڑ کر شیطانیت کا جو سلسلہ ہوس پرستوں نے شروع کیا ہے اس کا ایک قبیح منظر تبدیلی جنس کی شکل میں سامنے آیا ہے۔ہوس پرست مرد اور عورتیں قدرت کی عطا کردہ نوعیت جنس اور صنف پر مطمئن نہیں ہوتے بلکہ مصنوعی اور طبی طریقہ سے جنس تبدیل کرنے کا تجربہ کرتے ہیں اور ناتمام حسرتوں کا جنازہ اٹھائے پھرتے ہیں۔ ۲۷ رجون ۲۰۰۸ء کو یاہونیٹ کی شاہ سرخی ہندوستان کے صوبہ مغربی بنگال کے ایسے دو نوجوانوں کی الم ناک کہانی تھی جن کے درمیان غیر فطری جنسی تعلقات تھے، جب وہ اس بدفعلی سے اوب گئے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ چونکہ ہندوستان میں مرد کی شادی مرد سے قانوناً نہیں ہوسکتی اس لئے تم اپنا جنس تبدیل کر کے مادہ بن جاؤ تو ہم لوگ شادی کرلیں گے اور عمر بھر ساتھ رہیں گے، چنانچہ ان میں سے ایک نے ممبئی کے ایک نرسنگ ہوم میں اپنی جنس تبدیل کرالی، مگر اس کے بعد اس کے جوڑے نے اسے دھوکہ دیا اور کہہ دیا کہ مجھے مصنوعی عورت سے کوئی دلچسپی نہیں جو کوئی بچہ نہ دے سکے۔اب اس نوجوان نے ڈاکٹر سے رجوع کیا کہ دوبارہ اسے مرد بنائے مگر ڈاکٹر نے صاف معذرت کرلی کہ اس کا اصلی حالت پر آنا ناممکن ہے۔زندگی کی مسرتوں سے مایوس اور حسرتوں کے بوجھ میں دبے ہوئے مادہ نوجوان نے بنگال پولس سے رجوع کیا جو ابھی تک اس کے دغاباز جوڑے کی تلاش میں ہے تاکہ اس کی شادی انجام پاسکے۔

قوانین فطرت سے بغاوت کی یہ تو فوری سزا ہے، ذرا تصور کیجئے کہ انسان اپنی بے لگام جنسی خواہشات کی وجہ سے معاشرہ میں کتنا خوف ناک فساد پھیلا رہا ہے، نسل انسانی کا کس طرح مذاق اڑانے لگا ہے اور اپنی اذیت اور فضیحت کا آپ سامان بن گیا ہے۔نام نہاد مہذب دنیا اور سائنس کے ترقی یافتہ عہد کے اس انسان کو کیا اس جہالت اور ضلالت سے کچھ کم حصہ ملا ہے جس میں قوم لوط مبتلا تھی اور جسے قدرت نے ان لفظوں میں متنبہ کیا تھا:

انکم لتاتون الرجال شھوۃ من دون النساء بل انتم قوم مسرفون (الاعراف/۸۱)

(تم لوگ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی شہوت پوری کرتے ہو بلکہ تم لوگ حد سے زیادہ بڑھ گئے ہو۔)

مغربی تہذیب جو اپنا معاشرتی نظام برباد کر چکی ہے، خاندانی وقار کھو چکی ہے اور شہوانیت بلکہ شیطانیت کے دلدل میں پھنس چکی ہے، مسلم دنیا پر یلغار کر رہی ہے تاکہ مسلم ملت بھی اس معصیت میں گرفتار ہوجائے اور اپنی تہذیبی شناخت کھودے۔مغربی دنیا مسلم دنیا میں اباحیت اور شہوانیت کو پھیلانے میں ہر ممکن طریقے اختیار کر رہی ہے۔اخبارات و رسائل سے لے کر تعلیمی اداروں تک، الکٹرانک وسائل ابلاغ سے لے کر فلموں اور اشتہارات تک، کلچرل پروگراموں سے لے کر سیاسی ایوان تک کو اس اباحیت کو پھیلانے کے لئے استعمال کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ مغرب میں قبول اسلام کے بڑھتے ہوئے رجحان بالخصوص خواتین کی اسلام میں روز افزوں دلچسپی کو دیکھتے ہوئے مغربی دنیا اسلام کے نظام خاندان پر حملے کر رہی ہے اور اہل مغرب کو یہ باور کرا رہی ہے کہ یہ نظام وحشیانہ اور ظالمانہ ہے یہ خواتین کی آزادی کا مخالف ہے اور انسانی ترقی کا حامی نہیں ہے۔یہ انسانی محبتوں کا قائل نہیں اور باہمی جنسی تعلقات پر کوڑوں کی سزائیں دیتا ہے اور سنگ سار کر دیتا ہے، مقصد یہ ہے کہ شہوت پرستی سے اہل مغرب کو نکلنے نہ دیا جائے اور قبول اسلام کے لئے بڑھتے قدم کو روکا جاسکے۔اس کے نتیجہ میں بعض مغرب گزیدہ مسلمان بھی زنا کی سزاؤں کو آج کے عہد میں ناقابل نفاذ قرار دینے لگے ہیں، ان کی اخلاقی پستی اور مرعوب ذہنیت نے اسلام کے پاکیزہ نظام زندگی کے مقابلہ میں مغرب کی آوارہ زندگی میں کشش پیدا کردی ہے، ایسی ذہنیت کے لوگوں کی اصلاح کرنے کے لئے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے:

واللہ یرید ان یتوب علیکم و یرید الذین یتبعون الشھوات ان تمیلوا میلا عظیماً (النساء/ ۲۷)

بقیہ صفحہ ۳۹ پر

چنئی کی مسلم خواتین کی سماجی خدمات

اے امیرالنساء
رکن بورڈ میل وشارم

چنئی کی مسلم خواتین کی سماجی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے، یہ الگ بات ہے کہ میرا محدود علم اس کا احاطہ نہ کر پائے گا۔حتی الامکان اس بات کی سعی کی ہے کہ اس میدان کی متحرک خواتین کی کارکردگیوں کا سرسری جائزہ دائرہ تحریر میں لاسکوں! اللہ کا فضل وکرم ہے کہ ہر میدان میں مسلمان خواتین اپنے سعی وعمل سے مسلمانوں کو درپیش مسائل کو سلجھانے میں اہم رول ادا کر رہی ہیں اگر چہ ان کا دائرہ کار مختلف ہے مگر ان کا مقصد ایک ہے کہ ملت کے پسماندہ طبقے کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کے ساتھ تعلیمی پسماندگی کو دور کیا جائے، انہیں سماج میں باعزت مقام حاصل ہو اور قوم کے نادار و مفلس لوگ ایک نئی طاقت بن کر ابھریں، اپنی کھوئی ہوئی شناخت دوبارہ حاصل کریں اور انہیں اپنے جائز حقوق حاصل ہوں۔

سوشل سروس میں ایک اہم نام مسز عثمان علی خان کا ہے، محترمہ کی اعلی خدمات اس درجہ تک پہونچ چکی ہیں کہ لوگ انہیں صف اول کی سماجی کارکن کی حیثیت سے جانتے ہیں، فی الحال محترمہ کی صحت ناساز چل رہی ہے، ان سے تفصیلی گفتگو ممکن نہیں؛ دوسرے نمبر پر یا مساوی طور پر محترمہ فاطمہ مظفر صاحبہ کی خدمات ہیں، محترمہ کا تعلق تامل مسلم طبقے سے ہے انہیں چار زبانوں پر عبور حاصل ہے، وہ ایک شعلہ بیان مقرر کی حیثیت سے جانی جاتی ہیں، انہیں چار زبانوں کے ساتھ ساتھ فن خطابت میں بھی ملکہ حاصل ہے، اے، کے، عبدالصمد مرحوم سابق ممبر پارلیمنٹ و رکن لجسلٹیو اور صدر انڈین یونین مسلم لیگ کی صاحبزادی ہیں، فاطمہ مظفر صاحبہ کی نجی مصروفیات میں تجارت بھی شامل ہے، مسز احمد ورلڈ ٹریول ٹورز اینڈ کارگو پرائیوٹ لمیٹیڈ سے وابستہ ہیں؛ محترمہ کی سیاسی مصروفیات میں انڈین یونین مسلم لیگ ویمنز ونگ تامل ناڈو میں اسٹیٹ آرگنائزر کے عہدے پر قائم ہیں، سماجی خدمات میں ملت ایجوکیشن اینڈ چیریٹبل ٹرسٹ کی نائب صدر ہیں MWA مسلم ویمنز ایسوسیشن کی رکن ہیں، ملی کونسل تامل ناڈو میں مجلس عاملہ کی رکن ہیں، اسلامک انفارمیشن سنٹر میں نائب صدر کا عہدہ رکھتی ہیں، انجمن ہدایت الاسلام کی مذہبی کمیٹی کی مجلس عاملہ کی رکنیت حاصل ہے۔ اس کے علاوہ محترمہ نے ایسٹ ویسٹ سنٹر ہوائی یونائیٹڈ اسٹیٹ آف امریکہ میں Terrorism and Security کے عنوان سے منعقد کانفرنس میں ہندوستان کی نمائندگی کی تھی انہیں سماجی خدمات پر راجیو گاندھی ایوارڈ بھی مل چکا ہے، اس کے علاوہ ''LIVING IN HARMONY'' کے عنوان سے درجہ اول سے درجہ ہفتم تک کے لئے ٹیکسٹ بک کی تیاری میں محترمہ کا اہم رول رہا ہے جس میں مذہب کی اعلی قدروں اور باہمی اتحاد پر بھرپور روشنی ڈالی گئی تھی جس کی چار کروڑ کاپیاں 2004 سے اب تک فروخت ہو چکی ہیں، علاوہ ازیں ایک تامل ماہنامہ (MILLATH YENNAMA) ''مقصد ملت'' کی ایڈیٹر ہیں مسز ملت میڈیا اور ملت پبلشرز کی ایڈیٹر اور ڈائیریکٹر ہیں، ٹی وی کے مختلف چینلز میں ہوسٹ کی حیثیت سے پروگرام پیش کرتی ہیں، کیونکہ ہارمنی میٹ کے تحت WOMEN CHRISTIAN ASSOCIATION کی جانب سے منعقد سیمینار اور اجلاس کے ذریعہ باہمی اتحاد کے لئے مسلسل جدو جہد میں مصروف ہیں، زائرین حج وعمرہ کی رہنمائی گذشتہ دس سالوں سے فن خطابت کے ذریعہ کر رہی ہیں ان کی سماجی اور ملی خدمات نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون ملک تک پھیلی ہوئی ہیں۔

مسز زبیدہ اصغر علی ڈھالہ ماضی میں انٹرنیشنل ویمنز ایسوسی ایشن اور کوٹا انٹر نیشنل کی صدر رہ چکی ہیں تا حال لڑکیوں کے یتیم خانہ میں بحیثیت سکریٹری اپنے فرائض انجام دے رہی ہیں، معذوروں، بیواؤں اور محتاجوں کی فلاح و بہبود کے

کام نہایت ہمدردی کے ساتھ انجام دینے والی اس خاتون کو کئی ایوارڈ مل چکے ہیں خاص طور پر دماغی مریضوں کے ''شفاخانے میں ان کی تیس سالہ خدمات پر ایوارڈ ملا ہے اس کے علاوہ معذوروں، غریبوں اور یتیموں کی خدمات پر انہیں بے شمار اعزازات سے نوازا گیا ہے، ریاستی حکومت نے انہیں دماغی مریضوں کے ہسپتال میں بطور صلاح کار منتخب کیا ہے۔

محترمہ صبا مصطفے کا تعلق انڈمان نکوبار سے ہے کیپٹن جی اے مصطفیٰ کی شریک حیات ہیں، ماضی میں فضائی میزبان کے فرائض انجام دے چکی ہیں۔ تقریباً تیس سال سے چنئی میں رہائش پذیر ہیں، ایک ادیبہ اور شاعرہ کی حیثیت سے بھی جانی جاتی ہیں، افسانوں کا مجموعہ ''انگاروں کا شہر'' پر یوپی حکومت سے انہیں ایوارڈ ملا ہے، سفرنامہ ''پہاڑوں کے دامن میں'' منظر عام پر آچکا ہے، محترمہ کا شعری مجموعہ زیر طبع ہے، ان کی سماجی خدمات بھی قابل ذکر ہیں، ذاتی طور پر عربی اردو مدرسہ قائم کیا ہے جس میں ایسے بالغ اور نابالغ بچے زیر تعلیم ہیں، جنہوں نے غربت کی وجہ سے کبھی اسکول کی شکل تک نہیں دیکھی، محتاج اور مستحق بچوں کی مفت، تعلیم و تربیت احسن طریقے سے انجام دے رہی ہیں، اس کے علاوہ نادار و مفلس لوگوں کی امداد پر ہمیشہ کمر بستہ رہتی ہیں۔

محترمہ نسیم بیگم گورنمنٹ اردو اکیڈمی کی رکن ہیں، نسیم بیگم نے اس وقت اردو پریس قائم کیا جس وقت مدراس یونیورسیٹی کے پاس نصابی کتب کی چھپائی کا کوئی ذریعہ نہیں تھا، پائیا میڈ یکولیشن ہائر سکنڈری اسکول میں محترمہ کی کوششوں کی وجہ سے درجہ اول سے درجہ ہفتم تک اردو تیسری زبان کی حیثیت سے پڑھائی جانے لگی۔ اردو پریس کے قیام سے پہلے محترمہ اسکول کے طلبا اور طالبات کو مفت کتابیں تقسیم کیا کرتی تھیں، تاحال حکومتی اداروں میں ڈائریکٹر کی حیثیت سے اردو اور عربی سینٹر میں خدمات انجام دے رہی ہیں، اس کے علاوہ بہت سارے اداروں میں بحیثیت صلاح کار اور سوپروائزر تعینات ہیں۔

محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ ریٹائرڈ ہیڈ مسٹریس ہوبارٹ گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول ہیں، محترمہ کو زبان اردو سے خاص شغف رہا ہے، انہوں نے زبان اردو کی بقا کے لئے قابل قدر اقدامات کئے ہیں، دوران سروس اردو میڈیم کے گرتے ہوئے معیار کو بحال کرنے میں ان کا موثر رول رہا ہے، ریٹائرمنٹ کے بعد محترمہ فلاحی اداروں سے منسلک ہوگئیں اور ذاتی طور پر غریب اور مستحق طالبات کے لئے فیس، یونیفارم شوز اور نصابی کتب اور اہم ضروریات پورا کرنے میں ان کا اہم رول رہا ہے، مستحق طالبات کو کالج میں داخلہ فیس کا انتظام کرنے کے علاوہ بے روزگار تعلیم یافتہ لڑکیوں کی ملازمت کا بندوبست کرنا اور بن بیاہی لڑکیوں کی شادی بیاہ کے اخراجات پورے کرنا بھی ان کے مقاصد میں شامل ہے۔

ان معروف خواتین کے علاوہ بھی بہت ساری خواتین کے نازک کندھے سماجی خدمات کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں! محترمہ شریفہ عزیز کا تعلق بھی تامل مسلم طبقے سے ہے، محترمہ کریسنٹ گروپ آف ایجوکیشن کی کرسپانڈنٹ ہیں، یتیم خانہ حمایت الاسلام کی تاحیات رکن ہیں، ان کی سماجی خدمات کا دائرہ وسیع ہے۔

محترمہ بلقیس چھدا صاحبہ ایک سرگرم سوشل ورکر ہیں انہیں اپنی پرخلوص خدمات کی وجہ سے سوشل سروس میں ان کا بلند مقام ہے۔

ڈاکٹر عائشہ صاحبہ ایک نومسلم خاتون ہیں وہ ایک ہمدرد اور پرخلوص خاتون ہیں، گورنمنٹ اسپتال میں ایک اہم عہدے پر فائز ہیں، محترمہ نے ایک عربی مدرسہ قائم کیا ہے جس کے تحت غریب اور مستحق بچیوں کو مفت تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی نجی ضروریات بھی پورا کرتی ہیں، جسمانی طور پر معذور بچوں کی فلاح و بہبودی کا کام بھی انجام دیتی ہیں۔

محترمہ نفیسہ اسد صاحبہ مسلم ویمنز ایسوسی ایشن کی کمیٹی ممبر ہیں، انجمن حمایت الاسلام (یتیم خانہ) کی تاحیات رکن ہیں اور سماجی خدمات سے جڑی ہوئی ہیں،

محترمہ ممتاز کھٹولہ مسلم ویمنز ایسوسی ایشن کی نائب صدر ہیں، انجمن حمایت الاسلام کی تاحیات رکنیت کے ساتھ بزم قرآن کمیٹی کی بھی ممبر ہیں۔

محترمہ ماہین اعظم صاحبہ ممتاز کھٹولہ کی صاحبزادی ہیں اور تمام فلاحی اداروں سے منسلک ہیں، محترمہ فاطمہ ودود صاحبہ کئی عربی مدارس کے ذریعہ غریب طالبات کی تعلیم کا مفت بندوبست کرتی ہیں، الھدا یہ ہوم کی صدر ہیں جس کے تحت معذور اور عمر رسیدہ خواتین کی خدمت پر کمر بستہ ہیں، ان کے علاوہ محترمہ فاطمہ انیس صاحبہ، خدیجہ خواجہ صاحبہ، محترمہ فاخرہ صاحبہ، محترمہ خورشید بیگم صاحبہ اور محترمہ زاہدہ محی الدین صاحبہ وغیرہ کی قابل قدر خدمات نے چنئی کے پسماندہ طبقے کو کسی قدر تقویت دی ہے۔

❁ ❁ ❁ ❁

اسلام میں خواتین

غزالہ احمد
خدابخش لائبریری پٹنہ

(شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔)

اسلام میں عورتوں کے حقوق، مسلم پرسنل لا کی افادیت اور اہمیت ہماری ذاتی زندگی سے کتنا تعلق رکھتا ہے اور اس کا اثر ہماری خارجی اور داخلی زندگی پر کتنا پڑتا ہے۔ اس سلسلے میں اہم سوال یہ ہے کہ عورتوں کے حقوق اسلام میں کس قدر ہیں۔ کیونکہ سارے مسائل میں عورتوں کا تعلق ہونا ضروری ہے، مثلاً نکاح، طلاق، وراثت یا اور کوئی بھی معاملہ ہو عورتیں ضرور شریک کار ہوتی ہیں۔ اس لئے غور اس بات پر کرنا ہے کہ، آیا اسلامی قانون کی حفاظت کی ذمہ داری صرف مردوں کی پرسنل ذمہ داری ہے یا اس میں خواتین بھی برابر کی شریک ہیں۔ فقیہ، مشیر کار، محافظ، نگراں، راعی، صرف مرد ہی ہیں؟ اور صرف کیا انہیں سے بازپرس ہوگی، کیا اسلام کا قانون جو کہ قانون الٰہی ہے اس کی تعمیل اور اس پر کاربند رہنے کا حق کیا صرف مردوں کا ہے؟ اور عورتیں اس سے بری الذمہ ہیں؟۔ اور اگر عورتوں پر ذمہ داری بنتی ہے تو وہ کیسے انجام دیں، اس کے لئے قرآن اور حدیث کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کرنا ہوگا اور ان کے معنی اور مفاہیم پر غور کرنا ہوگا تاکہ اس پر عمل کیا جاسکے، اس لئے میں اس پر زیادہ زور دینا چاہوں گی کہ حالات حاضرہ کی روشنی میں آج کی مسلم خواتین کیا اسلام پر پورے طور سے عمل کر رہی ہیں؟ کیا وہ مسلمان کہے جانے کے قابل ہیں؟ اور اگر نہیں ہیں تو اس کا ذمہ دار کون؟؟؟؟؟

زیادہ تر مسائل چونکہ عورتوں سے جڑے ہوتے ہیں، شادی کا مسئلہ ہو، خواتین کو خانگی تشدد سے تحفظ کا ایکٹ ہو، یا نکاح، طلاق اور وراثت کا معاملہ ہو، تمام معاملات میں عورتوں کی شرکت یقینی ہے۔

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ، اس کارواں میں مردوں نے جو دین شریعت پر کار نمایاں انجام دیا ہے، دے رہے ہیں اور انشاء اللہ دیتے رہیں گے۔ عورتیں بہت پیچھے رہ گئی ہیں۔ دین شریعت کو پورے فہم و بصیرت کے ساتھ سمجھنا اور قرآن وسنت پر اس طرح عمل پیرا ہونا جس طرح اللہ نے اور اللہ کے رسولؐ نے عمل کرنے کو کہا ہے۔ خواتین اس سے بالکل لاعلم ہیں۔ آج میڈیا کے ذریعہ تو ہم اس بات کو خوب اچھی طرح دیکھ اور سمجھ رہے ہیں کہ کس طرح عورتوں کو بدنام کر کے، ان کے ذریعہ پیسہ کمانا، ان کی عزت و ناموس کو داؤ پر لگا کر اپنا نام روشن کرنا، اپنی کمپنی کا نام روشن کرنا، ان کے جذبات سے کھلواڑ کر کے ان کو برہنہ کر کے ان کی نسوانیت کی توہین کرنا، یہ باتیں جو دین اسلام سے بالکل غافل عورتیں ہیں بجائے افسوس کرنے اور قابل شرم سمجھنے کے اسے باعث فخر سمجھتی ہیں۔ اور اس وقت اور بھی سر شرم سے جھک جاتا ہے جب کہ مسلمان خاتون کے بارے میں اسلام کے خلاف پروپگنڈہ کرنا یا اسلام کے خلاف اپنی زندگی میں کوئی اس طرح کا کام کرنا جو مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا، منظر عام پر لایا جاتا ہے۔

کاش! ہم عورتوں پر ان لوگوں کا جو اچھی اور نیک بیویاں تھیں ایک موہوم سا اثر بھی ہو جاتا تو آخرت بن جانے کی امید ہوتی۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اندر وہ شوق پیدا کرے کہ ہم قرآن وسنت پر چل کر سیدھے راستے کی طرف گامزن ہو جائیں۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ:۔

اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو، سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔ اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیا ہے، تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دل جوڑ دیئے، اس کے فضل و کرم سے تم بھائی بھائی بن گئے، تم آگ سے بھرے ہوئے ایک

گڑھے کے کنارے کھڑے تھے اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اس طرح اللہ اپنی نشانیاں تمہارے سامنے روشن کرتا ہے، شاید کہ ان علامتوں سے تمہیں اپنی فلاح کا سیدھا راستہ نظر آ جائے۔

تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہونے چاہیئے جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں۔ اسلام کی اہمیت یہاں پر ٹھیک طرح سے سمجھ میں آتی ہے کہ "آپس کے سارے اختلافات کو بھول کر، اور چھوٹی چھوٹی باتوں کو طول دینے سے بچتے ہوئے ہم سب مسلمانان عالم یک جٹ ہو جائیں۔ اسلام آیا تو اس نے دو صنفوں (مرد و عورت) کی جد و جہد کو وسائل ترقی میں شامل کر لیا اس لئے جب اس کے باغ تمدن میں بہار آئی تو ایک نیا رنگ و بو پیدا ہو گیا۔

عورت کو دنیا نے جس نگاہ سے دیکھا وہ مختلف دور میں مختلف رہی ہے، مشرق میں عورت مرد کے دامن تقدس کا داغ، روما اس کو گھر کا اثاثہ سمجھتا ہے، یونان اس کو شیطان کہتا ہے، توریت اس کو لعنت ابدی کا مستحق قرار دیتی ہے، کلیسا اس کو باغ انسانیت کا کانٹا تصور کرتا ہے۔ لیکن اسلام کا نقطۂ نظر ان سب سے جداگانہ ہے۔ وہ عورت کو نسیم اخلاق کی نکہت اور چہرۂ انسانیت کا غازہ سمجھتی ہے۔

امام بخاریؒ نے صحیح میں حضرت عمرؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مکہ میں ہم لوگ عورتوں کو بالکل ہیچ سمجھتے تھے، مدینہ میں نسبتاً قدر تھی، لیکن جب اسلام آیا اور خدا نے ان کے متعلق آیتیں نازل کیں تو ہمیں ان کی قدر و منزلت معلوم ہوئی۔

اسلام میں عورت کی جو قدر و منزلت ہے وہ دیگر مذاہب سے بالکل مختلف ہے۔ اسلام نے جن پردہ نشینوں کو اپنے کنار عاطفت میں جگہ دی، انہوں نے دنیا میں بڑے بڑے عظیم الشان کام انجام دیئے ہیں جو تاریخ کے صفحات میں نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ اس پس منظر میں صحابیاتؓ کے حالات زندگی کا مطالعہ کر کے ہم ان کی مذہبی، تمدنی، سیاسی، عملی اور علمی کارنامے کی ایک ایک جھلک سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ خاتونؓ جنت اللہ پاک کی پیاری بندیاںؓ جنہیں اللہ پاک نے کہا تھا کہ اگر تم چاہو تو مکہ کی وادیوں کے سارے پہاڑوں کو میں سونے میں بدل دوں لیکن ان پاک ماؤں نے آخرت کو ترجیح دیا۔۔۔ آخر کیوں؟ کیوں انہوں نے دولت دنیا کو ناپسند کیا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہم لوگوں کے لئے مثال بنایا تا کہ ان لوگوں کے نقش قدم پر چل کر ہم لوگوں کی بھی آخرت بخیر ہو۔ یہ دنیا تو ایک فریب ہے آج ہے کل نہیں سب فنا ہو جانے والی چیزیں ہیں، باقی تو صرف خدائے وحدہ لاشریک کی ذات ہے جو کبھی فنا نہیں ہو سکتی وہ زندہ جاوید ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

اشاعت اسلام مذہب کی ایک بڑی خدمت ہے اور صحابیات نے اس سلسلے میں خاص کوشش کی ہیں۔ مثلاً حضرت فاطمہ بنت خطابؓ کی دعوت پر ان کے بھائی حضرت عمر فاروقؓ نے اسلام قبول کیا تھا۔ ام سلیمؓ کی ترغیب سے ابو طلحہؓ نے آستانہ اسلام پر سر جھکایا تھا، عکرمہ اپنی بیوی ام کلیمؓ کے سمجھانے پر مسلمان ہوئے تھے اور ام شریک دوسیہؓ کی وجہ سے قریش کی عورتوں میں اسلام پھیلا تھا جو نہایت مخفی طور پر اس خدمت کو انجام دیتی تھیں۔

اسلام کی حفاظت بھی ایک اہم کام ہے اور متعدد صحابیات میں سب سے زیادہ اس خدمت کو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ادا کیا ۳۵ھ میں حضرت عثمانؓ شہید ہوئے اور نظام خلافت درہم برہم ہو گیا تو انہوں نے اصلاح کی آواز بلند کی، جس پر مکہ اور بصرہ کے لوگوں نے لبیک کہا، رضی اللہ عنہ۔

صحابیاتؓ نے متعدد سیاسی خدمتیں بھی انجام دی ہیں، چنانچہ حضرت شفاءؓ بنت عبداللہ ایسی صائب الرائے تھیں کہ حضرت عمرانؓ کی تحسین کرتے اور مشورے لیتے تھے، حضرت عمرؓ بسا اوقات بازار کا انتظام بھی ان کے سپرد کیا ہے۔ ہجرت سے قبل جب قریش نے کاشانۂ نبوت کا محاصرہ کرنا چاہا تو رفیقہ بنت صفیؓ نے جو عبدالمطلب کی بھتیجی تھیں، سرور عالم ﷺ کو اس مشرکین کے ارادہ کی اطلاع دی۔ چنانچہ آپ ﷺ خوابگاہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ درود و سلام ہو پیارے نبی ﷺ پر اور امہات المومنین، صحابہ اور صحابیاتؓ اجمعین پر۔

آیئے ہم اس پر غور کریں کہ آیا سارے کام، اور زندہ جاوید رہ جانے والے کارنامے کس کے حکم پر انجام دیے گئے اور کون سے قانون کے تحت یہ سارے کام انجام پذیر ہوئے۔ اللہ کے بنائے ہوئے قانون پر سر اطاعت خم کرنے کی وجہ سے تمام کام انجام پائے کیونکہ ان کے سامنے آخرت ہوتا اور حکم الٰہی مقصد زندگی بن جاتا۔ آج یہ حکم الٰہی مسلمانوں کا اپنا حکم بن گیا ہے، ان سب باتوں کا جواب عورتیں خود ہی تلاشیں تو بہتر ہے۔ ورنہ آخرت میں باز پرس کے لئے تیار رہیں۔ اللہ ہم سبھوں کو معاف کرے۔ اور خاتمہ بالخیر کرے آمین۔

اصلاح معاشرہ کے متعلق ایک اہم انٹرویو

یہ سوال نامہ حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب کنوینر اصلاح معاشرہ کمیٹی بورڈ کی خدمت میں پیش کیا گیا جس کا انہوں نے تحریری جواب عنایت فرمایا جو من وعن شائع کیا جارہا ہے۔ مرتب: محمد حامد ندوی

سوال اصلاح معاشرہ کے بنیادی واساسی تصورات کیا ہیں؟

جواب ایمانی، اسلامی اور اصلاحی ہیں۔

سوال ہندوستان کے مشترکہ سماج میں آپ کے یہ تصورات کس قدر اہمیت کے حامل ہیں؟

جواب ہر سماج اعلی انسانی قدروں سے دور ہوتا جارہا ہے، اس لئے اصلاح معاشرہ کی تحریک پورے ملک کے لئے مفید ہے۔

سوال کیا اصلاح معاشرہ میں تعلیم ومعاش بھی شامل ہیں؟ اگر ہیں تو مسلمانوں کی تعلیمی ومعاشی اصلاح وترقی کے لئے کون سے منصوبے ہیں؟

جواب تعلیمی ادارے قائم کرنا تحریک کا حصہ نہیں ہے، معاش کی راہ ہموار کرنا پروگرام کا حصہ نہیں ہے، حصول علم کے لئے فضا سازی اس تحریک کا ایک نکتہ ہے۔

سوال ہندوستان میں بورڈ کے ساتھ دوسرے بہت سے ادارے اور تنظیمیں اصلاح معاشرہ کے میدان میں سرگرم عمل ہیں، ان کی جدو جہد کا تناسب کیا ہے، کیا ان کے درمیان اشتراک عمل بھی ہے؟

جواب ان میں اشتراک عمل نہیں ہے، اشتراک مقصد ہے۔

سوال ہندوستانی مسلمانوں کی نئی نسل کی اکثریت ان اداروں میں تعلیم حاصل کرتی ہے جہاں کا فکری وعملی ماحول غیر اسلامی ہوتا ہے، اس صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا اصلاح معاشرہ کمیٹی نے اپنا کوئی لائحہ عمل تیار کیا ہے، اور کیا مسلم نوجوانوں کی تنظیموں کے ساتھ اشتراک و تعاون ہے؟

جواب نہیں

سوال کیا اصلاح معاشرہ کمیٹی نے ہندوستان کی مسلم مطلقات اور بیواؤں پر کوئی سروے کرایا ہے؟ کشمیر کے حالات کی وجہ سے وہاں کی بیواؤں کی تعداد میں بے حد اضافہ ہوا ہے، اس حوالے سے کیا کام ہورہا ہے؟ ہندوستان میں غیر شادی شدہ مسلم لڑکیوں کی تعداد کیا ہے؟ کیا ماہرین سماجیات سے استفادہ کی شکلیں اختیار کی گئی ہیں۔

جواب جس ملک میں مسلمانوں کی صحیح تعداد خدا کے سوا کسی کو معلوم نہیں، اس ملک میں غیر شادی شدہ لڑکیوں کی تعداد کی بات کرنا ٹیبل ٹاک ہوسکتا ہے، یا سرکاری رپورٹ.......جس میں عام طور پر سچ کے سوا سب کچھ ہوتا ہے۔

سوال اصلاح معاشرہ کمیٹی کے بہت سے ارکان ہیں، اصلاحی پروگراموں میں ان کا کیا رول ہے؟

جواب سارے ارکان دعاء کے ذریعہ شریک ہیں اور متعدد حضرات مسلسل سرگرم ہیں۔

سوال ہندوستان کی مختلف ریاستوں میں مختلف زبانیں (ملیالم، کنڑ، تیلگو، اڑیا، تمل وغیرہ) بولی جاتی ہیں، اصلاح معاشرہ سے متعلق

لٹریچر کو ان زبانوں میں ترجمہ اور شائع کرانے کا کیا کام ہوا ہے؟

جواب اب تک اڑیا اور تمل میں کمیٹی کی طرف سے کوئی رسالہ شائع نہیں ہوا، ملیالم میں ایک، کنڑ میں پانچ، تیلگو میں دو (اور زیر طبع تین) بنگلہ میں گیارہ، انگریزی میں تین زیر طبع، گجراتی میں تین، اردو اور ہندی میں سات سات رسالے بڑے پیمانے پر طبع اور تقسیم کئے گئے۔ اخبارات میں مضامین کی اشاعت کا بھی نظم کیا گیا ہے۔

سوال- اصلاح معاشرہ مہم میں بورڈ کی خواتین ارکان کا کیا رول رہا ہے؟

جواب رکن خواتین کی خدمات کا تناسب رکن حضرات سے نمایاں طور پر زیادہ ہے۔

سوال حالیہ برسوں میں خواتین کے مسائل مختلف سطح پر کافی زیر بحث آئے ہیں، اسلامی نقطۂ نظر سے ان کی تشریح کے لئے کل ہند پیمانہ پر کیا کوئی بڑی کوشش (اجلاس خواتین) زیر غور ہے؟

جواب تفہیم شریعت کمیٹی کا ایک کام یہ بھی ہے۔

سوال حکومت ہند نے قاضی ایکٹ منظور کیا تھا، اس کو فعال بنانے اور پورے ہندوستان میں قضاۃ کی تقرری کے لئے کیا کوئی تجویز بورڈ کے زیر غور آسکی ہے جسے وہ حکومت ہند کو بھیجے۔؟

جواب قاضیوں کے تقرر کا کام بورڈ کر رہا ہے، اور اس کے لئے مستقل کمیٹی ہے، اس سلسلہ میں حکومت کو کسی تجویز کا بھیجنا زیر غور نہیں ہے۔

سوال اسلام اور قرآنی تعلیمات کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی منظّم کوششیں ہو رہی ہیں، میڈیا کا اس میں کافی اہم رول ہے، آپ کے نقطۂ نظر سے اصلاح معاشرہ تحریک کی ترجیحات میں اسلام کے صحیح رخ کو میڈیا کے ذریعہ پیش کرنے کے مقصد کو جگہ دی جاسکتی ہے؟

جواب بورڈ کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ وہ میڈیا کو مانوس کر سکے۔

سوال اصلاح معاشرہ کمیٹی کے آئندہ اہم منصوبے کیا ہیں؟

جواب جو پرانے منصوبے ہیں انہیں ہی ملک کے ہر گوشہ میں پہونچانا باقی ہے۔

سوال اصلاح معاشرہ میں کلچر کا ایشو شامل ہیں یا نہیں؟ کیا اصلاح معاشرہ کے پلیٹ فارم سے اسلامی ثقافت کے فروغ کی خاطر مختلف پروگرام منعقد کئے جاسکتے ہیں؟ کیونکہ نئی نسل مختلف ثقافت سے متاثر ہوتی ہے (مغربی ثقافت، بھارتی ثقافت اور اسلامی ثقافت)

جواب یہ ایک نازک اہم اور حساس مسئلہ ہے جسے آپ تہذیبی ارتداد بھی کہہ سکتے ہیں، اس مسئلہ پر غور کیا جانا چاہئے، اور ایمانی قدروں کے ساتھ اسلامی ثقافت کو بھی فروغ دیا جانا چاہئے، ویسے اس ملک میں انسانی قدروں اور ثقافت کو تباہ کرنے کی منظّم اور قانونی کوشش بھی کی جارہی ہے، لیونگ ریلیشن شپ کی تجویز مہاراشٹر اسمبلی میں آچکی ہے! یہ بات بھی غور کرنے کی ہے کہ ایک طرف لیونگ ریلیشن شپ (یعنی مرد وعورت کا شادی کے بغیر ایک ساتھ رہنا) کو قانونی تحفظ دینے کی راہ ہموار کی جارہی ہے، خواتین کمیشن کی باحوصلہ چیرمین گرجا ویاس کو بھی اس طرز زندگی سے پرہیز نہیں ہے، انہیں صرف نام سے اختلاف ہے، وہ چاہتی ہیں کہ اس ''ریلیشن'' میں کسی اور ''نام کا سولیشن'' لگایا جائے یعنی انہیں اس حرام کاری سے اختلاف نہیں ہے، صرف غلط کو غلط کہنے سے اختلاف ہے، بہرحال ایک طرف ''عورتوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے'' لیونگ ریلیشن شپ کے قانونی تحفظ کی راہ بنائی جارہی ہے اور دوسری طرف نکاح کے لئے رجسٹریشن کو لازمی قرار دینے کی کوششیں بھی جاری ہیں، ہمارا قانون ایسی بیل گاڑی بن رہا ہے جس کے دو بیل دو الگ الگ سمتوں میں گاڑی کو کھینچنا چاہتے ہیں۔

مقاصدِ بورڈ

کی روشنی میں نئی منصوبہ بندی کی ضرورت

ڈاکٹر محمد منظور عالم
رکن بورڈ

آزاد ہندوستان میں جب پرسنل لا میں ترمیم، یونیفارم سول کوڈ کے نفاذ اور اس ملک سے پرسنل لا کو ختم کر دینے کی آواز اٹھائی جانے لگی تو ہر مسلک ومشرب کے ذمہ دار قائدین حضرات ممبئی میں ایک جگہ جمع ہوئے۔ اور مسلم پرسنل لا کنونشن منعقد کیا جس کے بعد علماء، فقہاء، ماہرین شریعت، قانون دانوں، دانشوروں اور ملی جماعتوں کے ذمہ دار ہر حلقہ اور ہر فرقہ کے اصحاب فکر ونظر پر مشتمل ایک تحریک شروع ہوئی جو باقاعدہ ۱۹۷۳ء میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے نام سے مسلمانان ہند کی ایک متفقہ ومشترکہ تنظیم کی شکل میں ظاہر ہوئی۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے بلاشبہ مسلم پرسنل لا کے خلاف کی جانے والی سازشوں، یونیفارم سول کوڈ کے خلاف پوری منظّم اور منصوبہ بند کوشش کی اور اس میں اسے بڑی کامیابی بھی ملی۔ لازمی نسبندی، ایمرجنسی اور متبنّی سے لے کر شاہ بانو تک جو مسائل آئے پوری قوت سے اس کو حل کرنے کی کوشش کی، الحمدللہ بورڈ کی دینی قیادت نہایت ہوشمندی وبصیرت کے ساتھ تمام مسائل پر غور وفکر کرتی رہی ہے اور باہمی مشورہ سے فیصلے کرتی رہی ہے لیکن ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ بورڈ کے اغراض و مقاصد کے بارے میں کچھ باتیں اس لئے لکھی جائیں تا کہ اہل فکر نئے گوشوں اور جہتوں پر غور کر کے نئی منصوبہ بندی کر سکیں۔

مثال کے طور پر بورڈ کے مقاصد میں ایک مقصد متنوع اغراض کے حصول کے لئے وفود ترتیب دینا ہے، ظاہر ہے کہ اس میں سب سے پہلے ترجیحات کی تعیین ضروری ہوگی، مثلاً وفود بھیجنے کا ایک ہدف یہ ہوسکتا ہے کہ مختلف مسالک کے ذمہ داروں اور مکاتب فکر کے رہنماؤں سے مختلف موضوعات پر گفتگو کے لئے دورہ کا کام ترتیب دیا جاسکتا ہے۔ اس میں ان شخصیتوں اور علاقوں کی واضح نشاندہی کی جاسکتی ہے اور ان نکات کی بھی جن پر گفتگو ہونی ہے تا کہ یہ دورہ مفید ہو سکے۔

اسی طرح مختلف علاقوں کے سماجی حالات کے جائزہ کے لئے وفود ارسال کئے جاسکتے ہیں تا کہ وہ اس علاقہ کے معاشرتی مسائل کا ائمہ، قضاۃ ووکلاء اور سماجی کارکنوں سے بھی وہ حالات معلوم کر سکیں اس طرح وفود بھیجنے سے بورڈ کے پاس صحیح اور درست معلومات بھی جمع ہوں گی اور ملک کے مختلف خطوں کی صحیح صورتحال بھی سامنے آسکے گی۔

اسی طرح بورڈ کے اہداف میں سے ایک ہدف متعدد اغراض کے حصول کے لئے Study ٹیم بھی تشکیل دینا ہے۔

جس طرح مختلف قانونی مسائل وسوالات اور قانونی ایشوز پر رائے جاننے کے لئے study ٹیم تشکیل دی جاسکتی ہے۔ اسی طرح ملک بھر میں کام کررہے سینکڑوں دارالقضاء کے طریقہ کار اور ان کے فیصل کردہ اہم مقدمات کے مطالعہ کے لئے بھی study ٹیم تشکیل دی جاسکتی ہے۔ نیز مختلف عدالتوں میں کام کررہے وکلاء اور ججیز کے رجحانات کے مطالعہ کے لئے بھی study ٹیم تشکیل دی جاسکتی ہے اور وہ نئے مسائل جو بیک وقت کئی جہتوں سے متعلق ہیں ان کے مطالعہ کے لئے بھی study ٹیم تشکیل دی جاسکتی ہے۔ یہ study ٹیم علماء، ماہرین قانون، ماہرین سماجیات کی الگ الگ ہوسکتی ہے بشرطیکہ study اور مطالعہ کا موضوع متعین ہو۔

اسی طرح بورڈ کے اہداف میں سے ایک ہدف سیمینار، سمپوزیم اور کانفرنسوں کا انتظام کرنا بھی ہے۔ اتنے بڑے وسیع وعریض ملک میں

جہاں مختلف زبانیں بولی اور سمجھی جاتی ہیں ،مختلف زبانوں میں سیمینار اور سمپوزیم کے انعقاد کی سخت ضرورت ہے اور ان سیمینار وسمپوزیم کا رخ اس طرف بھی کیا جاسکتا ہے کہ کچھ موضوعات طلباء کے لئے ، کچھ نوجوانوں کے لئے ، کچھ خواتین کے لئے اور کچھ موضوعات اساتذہ وائمہ کے لئے متعین کئے جائیں اور ہر ایک میں اسی طبقہ کے افراد کو زیادہ شریک کرنے کی کوشش کی جائے۔

بورڈ کے اغراض و مقاصد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بورڈ ضروری لٹریچر کی تیاری اور اس کی اشاعت کا کام انجام دے۔ یقیناً یہ ایک اہم کام ہے اور اس کے لئے مختلف صلاحیتیں رکھنے والے اور مختلف میدانوں میں کام کرنے والے افراد، جن میں علماء بھی ہوں اور سماجی کارکنان بھی ہوں اور قانون ومعاشرت پر نظر رکھنے والے افراد، کی کمیٹی تشکیل دی جاسکتی ہے جو اہم موضوعات کی نشاندہی کرے جن پر ضروری لٹریچر تیار کرنے کا کام بورڈ اہل علم کے سپرد کر سکے۔ کیونکہ یہ ایک اہم کام ہے، نئے لٹریچر کی تیاری میں نئے اسلوب اور طرز بیان مؤثر پیرایہ اور جدید مثالوں کے ذریعہ اصل بات کی تشریح نیز حکیمانہ طرز استدلال اختیار کرنے اور عوام کی ذہنی سطح کا خیال یہ سب باتیں ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہے۔ اور اس کی بھی کہ آج کے ہندوستان میں اسلام یا اسلامی شریعت کو مجروح کرنے یا اس کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ضروری لٹریچر کی تیاری آج کے ہندوستان میں صرف اردو زبان میں کافی نہیں، بلکہ علاقائی زبانوں میں بھی اس کی تیاری ناگزیر ہے۔

بورڈ نے اپنے اغراض و مقاصد میں دیگر ضروری انجام دہی کی جانب اشارہ کیا ہے اور یہ اشارہ ذرائع ابلاغ کے استعمال کے ذیل میں کیا ہے۔لیکن یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ موجودہ ذرائع ابلاغ میں جس قدر تنوع ہے اور اس کا جتنا ہمہ گیر پھیلاؤ ہے اس میں انٹرنیٹ بھی ایک اہم ذریعہ ہے، چنانچہ ویب سائٹس کے ذریعہ تمام معلومات اور تعلیمات نیز تفصیلات اور سبھی کچھ بآسانی پیش کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے اس بات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ بورڈ کی ویب سائٹ کو ہندوستان کی مختلف زبانوں میں ایک ساتھ شروع کیا جائے اور اس میں خاص طور پر اصلاح معاشرہ کے تحت خواتین کے لئے الگ سے ایک گوشہ مخصوص کیا جائے اور اسے اتنا مؤثر اور مفید بنایا جائے کہ اس کے ذریعہ ہندوستان بھر سے خواتین شرعی رہنمائی بھی حاصل کرسکیں اور مسلم پرسنل لا کے بارے میں جملہ معلومات جان سکیں،خواتین کے گوشہ کو جس قدر ہمہ جہت بنانے کی کوشش کی جائے گی اسی قدر اسے مسلم خواتین میں مقبولیت ملے گی۔

بورڈ کے اغراض ومقاصد میں سے ایک مقصد نئے مسائل کے پیش نظر مسلمانوں کے مختلف فقہی مسالک کے تحقیقی مطالعے کا اہتمام کرنا۔اس ضمن میں ہندوستان کے مختلف مدارس سے فارغ ہونے والے قاضی ومفتی نوجوان علماء کے لیے ایسے ورکشاپ منعقد کیے جاسکتے ہیں جس میں ان کو مختلف فقہی مسالک کے اصولوں کا مطالعہ کرایا جائے اور ان کے بنیادی مراجع وماخذ نیز مختلف مسائل پر ان مسالک کے فقہاء کے اجتہادات کے بارے میں بتایا جائے۔اس طرح کے ورکشاپ کے انعقاد سے مختلف مدارس کے افتاء کے کورس کرنے والے اور قضا کا کورس کرنے والے طلبا کے لیے نئی جہتیں پیش کی جاسکیں گی اور وہ فقہ مقارن کو بھی پڑھ سکیں گے۔اس ضمن میں ان مدارس کے ذمہ داروں سے مشورہ کیا جاسکتا ہے جن کے یہاں اختصاص فی الفقہ یا افتاء اور قضاء کے خصوصی کورس کرائے جاتے ہیں۔اسی طرح بورڈ کے اغراض ومقاصد میں یہ بات بھی درج ہے کہ پیش آمدہ مسائل کا مناسب حل تلاش کرنے کے لیے کوششیں کی جائیں۔ یقیناً بورڈ نے ایک کمیٹی اس سلسلے میں قائم کی ہے لیکن اس کو فعال بنانے اور جدید مسائل پر گفتگو چھیڑنے کی ضرورت ہے۔ بورڈ کے مقاصد میں یہ بھی ہے کہ وہ ہندوستان میں نافذ محمڈن لاء کا شریعت اسلامی کی روشنی میں جائزہ لے۔اس کام کے لیے باخبر اور باصلاحیت وکلاء اور علماء کی کمیٹی ترتیب دی جاسکتی ہے اور ایسے لوگوں کو اس میں لیا جاسکتا ہے جو کسی اور کمیٹی میں نہ ہوں۔ تاکہ اس اہم کام کو انجام دیا جاسکے۔

بورڈ کے مقاصد میں ایک مقصد مرکزی ،ریاستی حکومتوں اور دوسرے سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کے ذریعہ نافذ کردہ قوانین یا

پارلیمنٹ میں اسمبلیوں میں پیش کیے جانے والے مسودات قانون کا جائزہ لینا کہ وہ کس قدر مسلم پرسنل لا پر اثر انداز ہوسکتا ہے۔ اس اہم مقصد کی تکمیل کے لیے بورڈ کو ہر ریاست میں اور خود مرکز میں ایک ایک وکیل کو مستقلاً مقرر کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ وہ مختلف ویب سائٹس کو دیکھ کر اور وزارت قانون نیز قانونی اداروں سے رابطہ کر کے اور معلومات حاصل کر کے اس کام کو انجام دینے کی کوشش کریں۔ بورڈ کا یہ مقصد ترجیحی اعتبار سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس لیے اس مقصد کے حصول کی خاطر مختلف منتخب ریاستوں میں مستقلاً افراد کی نامزدگی اور ان کو اس ذمہ داری کی سپردگی اور تفویض ضروری ہے تا کہ مسلسل کام کر کے چار ماہ میں ایک ابتدائی رپورٹ بورڈ کو پیش کریں۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس معلوماتی رپورٹ کے بغیر نہ تو صحیح قدم اٹھایا جاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی منصوبہ بندی کی جاسکتی ہے۔ بورڈ کو ہائی کورٹ وسپریم کورٹ میں کئے گئے ایسے تمام فیصلوں کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ و ریسرچ کا بھی منصوبہ بنانا چاہئے جو کسی نہ کسی زاویے سے مسلم پرسنل لا سے بحث کی ہو یا اس میں شریعت اسلامی کا کوئی قانون ذکر کیا گیا ہو، بالخصوص ان فیصلوں کو جن میں مسلم پرسنل لا پر تبصرہ کیا گیا ہو یا انہیں صحیح تناظر میں نہ سمجھا گیا ہو، یہ تحقیقی مطالعہ کم از کم پچاس ساٹھ سال کے فیصلوں پر محیط ہونا چاہئے۔ پھر ان فیصلوں کے خاص حصوں پر اسلامی قانون کی روشنی میں وضاحتی نوٹس لکھا جانا چاہئے۔

اسی طرح بورڈ کے دیگر مقاصد کے بارے میں بھی غور کرنے کی ضرورت ہے تا کہ اس کے ذیل میں آنے والے مختلف النوع کاموں اور پروگراموں کی نشاندہی کی جاسکے اور پھر بہتر منصوبہ بندی کے ذریعہ ان کی تکمیل ممکن ہوسکے۔ اس ضمن میں ہر ریاست میں ائمۂ مساجد کے خصوصی اجلاس منعقد کر کے انہیں عائلی ومعاشرتی مسائل کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کرائی جاسکتی ہیں اور انہیں بورڈ کے لٹریچر اور اسلامی قانون سے متعلق کتابیں بھی حسب سہولت دی جاسکتی ہیں۔ اسی طرح ہر ریاست میں مسلم وکلاء کے خصوصی اجلاس منعقد کرنے کی ضرورت مستقل پائی جاتی ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی اشد ضرورت ہے کہ پورے ملک میں موجود اور کام کررہے دارالافتاء کے مفتیان کرام کا ایک مستقل بڑا اجلاس طلب کیا سکتا ہے جس میں ان کو افتاء اور مفتی کے فرائض نیز نئے معاشرتی مسائل اور جدید حالات ودشواریوں، قانونی پیچیدگیوں سے متعلق معلومات دی جاسکتی ہے اور انہیں بورڈ کے اختیار کردہ طریقوں کے بارے میں تفصیل سے بتایا جاسکتا ہے۔ پورے ملک میں منتشر مختلف مسالک کے تحت قائم دار الافتاء میں خدمت انجام دینے والے مفتیان کرام کا اجلاس نہ صرف یہ کہ وقت کی ایک ضرورت ہے بلکہ اس طرح ان سے براہ راست رابطہ قائم کر کے باخبر علماء کے ذریعہ مفید معلومات فراہم کرائی جاسکتی ہیں۔

بورڈ سے وابستہ اہل الرائے اور ممتاز اصحاب فکر کو بورڈ کے متنوع مقاصد کو بروئے کار لانے کے سلسلہ میں غور وفکر کر کے ایک مرتب خاکہ صدر بورڈ اور جنرل سکریٹری کے توسط سے عاملہ میں غور وفکر کے لیے پیش کرنا چاہئے۔ تا کہ ہر مقصد کا پس منظر، دائرہ، حدود، اور اس کے تحت متوقع انجام دئے جانے والے کاموں اور منصوبوں کی ممکنہ حد تک نشاندہی ہوسکے۔

اغراض ومقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے فنڈ کی فراہمی، سب سے بڑا مسئلہ ہے سارے کاموں کا دارومدار مالیہ پر ہے اس کے لئے بہتر ہوگا کہ بیرون ہندر ہنے والے ہندوستانی مخلصین ومخیرّین حضرات پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جاسکتی ہے اور ان کو ایک متعین نشانہ دیا جاسکتا ہے کہ وہ ایک سال میں اتنی رقم فراہم کرادیں۔ اسی طرح اندرون ملک مسلم صنعت کار اور بڑے تاجر حضرات کا ایک خصوصی پروگرام تین چار بڑے شہروں میں منعقد کیا جاسکتا ہے جس میں ان سے فراہمی مالیات کی گذارش کی جاسکتی ہے۔ مالدار وقف بورڈ سے بھی متعین کاموں کیلئے متعین مالیہ فراہم کرنے کے لئے پرغور کیا جاسکتا ہے۔ اندرون ملک بورڈ کی کم از کم پانچ کمیٹیاں تشکیل دیکر مختلف صوبوں میں ان کے مالیاتی دورے سال میں ایک بار ضرور کرائے جاسکتے ہیں اور عوامی تعاون حاصل کرنے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔ تمام اخبارات میں ایک بڑا اشتہار دے کر عام مسلمانوں کو بورڈ کے مالی تعاون کے لئے بھی آمادہ کیا جاسکتا ہے۔

قیدیوں کے حقوق کا اسلامی منشور

(امریکی قید خانوں اور غزوہ بدر کے پس منظر میں)

محمد الیاس بھٹکلی ندوی
رکن بورڈ

تصویر کا ایک رخ :- بحراوقیانوس کے جنوب میں جزائر غرب الہند میں سب سے بڑا ۴۴۲۱۸ مربع میل کیوبا کا جزیرہ ہے جو اب ایک مستقل آزاد ملک ہے، پہلے اس پر امریکہ کا قبضہ تھا، مشہور انقلابی وسوشلسٹ رہنما فیڈرل کاسٹرو کا اسی ملک سے تعلق ہے جنہوں نے عالمی سطح پر امریکہ کو سب سے زیادہ چیلنج کیا ہے، اسی کیوبا کے جنوب مشرقی ساحل پر موجود ایک جزیرہ گوانتانامو پر آج بھی امریکہ کا بدستور قبضہ ہے اس کا وہ کیوبا کو سالانہ کرایہ ادا کرتا ہے اور وہاں اس نے اپنے مختلف فوجی کیمپ قائم کر رکھے ہیں، اس میں X-Ray کیمپ دنیا کا وہ مشہور قید خانہ ہے جہاں دنیا بھر سے امریکہ کے دشمن قیدیوں کو رکھا جاتا ہے، اسی جزیرہ میں ایک نیا کیمپ کیمپ ڈیلٹا کے نام سے ہے جہاں خصوصی طور پر طالبان اور القاعدہ کے مسلمانوں کو ۲۰۰۱ء سے رکھا جا رہا ہے، اس کیمپ کی اہمیت کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ سیکورٹی کے اعتبار سے یہ دنیا کا سب سے محفوظ قید خانہ تصور کیا جاتا ہے جسکی حفاظتی اعتبار سے محفوظ تعمیر پر ۳۶/ارب روپیے خرچ کئے گئے ہیں، وہاں اس وقت قید مسلمان چھوٹے چھوٹے کنٹیز وں میں رکھے گئے ہیں جو عام طور پر گوداموں میں خوردونوش کے سامان رکھنے کے لئے بنائے جاتے ہیں، ان قیدیوں کو ہفتہ میں اس میں سے صرف دوبارہ وہ بھی پندرہ منٹ کے لئے باہر نکالا جاتا ہے، کئی سالوں سے ان کو دھوپ اور سورج کا نظارہ میسر نہیں ہوسکا ہے، زیادہ تر افغانستان سے لائے جانے والے ان مسلم قیدیوں میں ۸۰ سال کے بوڑھے بھی ہیں جو گرفتاری سے پہلے ہی لاٹھی کے سہارے چلتے تھے اور سولہ سال کے وہ نوعمر بھی جن کی صبح وشام اپنے گاؤں کی گلیوں میں بلّے ڈنڈوں کے ساتھ کھیلتے گذرتی تھی، آج وہ ان ہی سیاہ کوٹھریوں میں جوانی میں داخل ہو کر تئیس چوبیس سال کے ہو چکے ہیں، جب ان کو ان کے گاؤں سے گرفتار کر لیا گیا تھا تو ان کو بھیڑ بکریوں کو لادنے والے ایسے بند ٹرکوں میں ٹھونسا گیا تھا جس میں ہوا کے داخل ہونے کے لئے چھوٹا سوراخ بھی نہیں تھا، ایک کے اوپر ایک قیدیوں کو اس طرح اس میں پھینکا گیا تھا کہ کسی کے لئے کھڑا ہونا تو درکنار سر اٹھانا بھی مشکل تھا، آنکھوں پر پٹیوں نے اور ہاتھ پیر میں زنجیروں نے ان کا حال بے حال کر دیا تھا، پیاس سے تڑپ تڑپ کر ان کے منھ سے نکلنے والی آہ وکراہ کو سننے والا کوئی نہیں تھا جس کے بعد ان قیدیوں نے انسانی جسموں سے نکلنے والے اس میں موجود قیدیوں کے پسینوں کو چوسنا شروع کیا، بالآخر جب ان ٹرکوں کے دروازوں کو فوجی اڈہ میں لا کر کھولا گیا تو ظالم امریکی فوجیوں کو اس بات پر کوئی حیرت نہیں تھی کہ چند گھنٹوں قبل جب اس ٹرک میں ان مظلوموں کو ٹھونسا گیا تھا تو اس میں سب زندہ تھے لیکن جب باہر نکالا جا رہا تھا تو اس میں گرمی وپیاس سے تڑپ تڑپ کر جامِ شہادت نوش کرنے والوں کی بھی ایک بڑی تعداد تھی اور وہ لاشوں کی شکل میں باہر گھسیٹے جا رہے تھے، جو زندہ تھے اسی حالت میں ان کو فوری کارگو جہاز میں سوار کیا گیا اور اٹھارہ گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد ان کو کیوبا کے گوانتانامو جزیرہ میں اتارا گیا اور فوری گنتی کے بعد ان کو لوہے کے تپتے ہوئے چھوٹے چھوٹے سیل میں اس طرح بند کیا گیا کہ جانوروں اور درندوں کو بھی ان پر رحم آ گیا اسکے بعد ان کو ٹارچر سیل میں لے جا کر برہنہ کیا گیا، پاگل کتوں کو ان پر چھوڑا گیا، ان کے عضوِ تناسل کو جلتے

سگریٹ سے داغا گیا، ان کے ہاتھوں کو دیوار کی میخ سے باندھا گیا اور مادرزاد برہنہ کر کے ان سب کو ایک کے اوپر ایک ڈھیر لگا کر زمین پر لٹایا گیا، غرض یہ کہ ان کے ساتھ وہ سلوک کیا گیا جس سے انسانیت کا سر شرم سے جھک گیا، تب سے لیکر آج تک ۲۰ مختلف ممالک سے لائے گئے یہ قیدی مسلسل سات سال سے اپنی اس ناگفتہ بہ حالت پر موت کی دعا کرتے ہوئے زندگی گذار رہے ہیں، نہ ان کی فریاد رسی ہو رہی ہے اور نہ مقدمے چل رہے ہیں، نہ اپنے گھر والوں سے رابطہ کی ان کو اجازت ہے اور نہ صاف ہوا میں نکل کر سانس لینے کی، لیکن دوسری طرف حقوق انسانی کے عالمی چمپئن اور نام نہاد علمبردار امریکہ کے حق میں ان مظلومین کی آہیں اپنا اثر تیزی سے دکھا رہی ہیں، اور عالمی سطح پر پچھلے چھ سات سال سے جس تیزی سے امریکہ کا گراف نیچے آ رہا ہے وہ پچھلے ۵۰/۴۰ سال میں نظر نہیں آیا ہے اور امریکہ کی فلک بوس عالمی دھاگ بڑی تیزی سے زمین بوس ہوتے ہوئے پوری دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔

تصویر کا دوسرا رخ :- اسلامی تاریخ کا ہی نہیں بلکہ پوری انسانی تاریخ کا فیصلہ کن معرکہ غزوۂ بدر، ایک طرف ۳۱۳ وہ بندگان خدا جن سے افضل اس روئے زمین پر انبیاء کے بعد کوئی نہیں، جن کے اس وقت وجود پر قیامت تک فیصلۂ خداوندی کے مطابق اسلام کی بقاء کا انحصار، جن میں شریک مجاہدین کی سرفروشیوں کا دنیا کی کسی بڑی سے بڑی قربانیوں سے مقابلہ نہیں، کفن سر سے باندھے ان صادقین وصدّقین کے پاس جنگی سامان نہ ہونے کے برابر، پورے لشکر میں صرف دو گھوڑے اور ستّر اونٹ، ایک ایک اونٹ پر چار چار آدمی سوار، دوسری طرف انسانی تاریخ کا وہ مجمع جو صرف مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس روئے زمین پر سے اسلام ہی کا نام ونشان مٹانے کے درپے ہو کر اپنی بھرپور طاقت وقوت کو مجتمع کر کے اس عزم کے ساتھ میدان میں اترا ہے کہ ابھی نہیں تو کبھی نہیں، ہر شخص مسلّح اور زرہ پوش ،تعداد بھی تین گنا زیادہ، تقریباً تمام رؤسائے قریش شریکِ جنگ ہر روز دس دس اونٹ ذبح کئے جا رہے ہیں، انسانی عقل کہتی ہے کہ ان کی شکست مشکل ہی نہیں ناممکن اور ان کے مدِّ مقابل داعیان حق کی فتح کا دور دور تک امکان نہیں، لیکن انسانی عقل، قیاس ووسائل اور امکانات ایک طرف، قدرتِ خداوندی کا فیصلہ دوسری طرف، سرفروشانِ اسلام فتح یاب اور رفقائے ابلیس لعین شکست سے دوچار، مسلمانوں میں صرف چودہ خوش نصیبوں کی شہادت اور دشمنوں میں ستّر کی ہلاکت اور اتنے ہی لوگوں کی گرفتاری، دنیا انگشت بدنداں اور عقل حیران، عتبہ، شیبہ، ابوجہل، زمعہ عاص بن ہشام اور امیہ بن خلف سب روسائے قریش جہنم رسید، اب مرحلہ گرفتار شدگان کے متعلق سلوک کا، مشورہ اس بات پر کہ ان کے ساتھ کس طرح کا معاملہ کیا جائے، ان قیدیوں میں چچا عباس اور چچازاد بھائی عقیل اور داماد ابوالعاص بھی، کسی کے ساتھ خصوصی رعایت کا معاملہ نہیں، جو سلوک ہوگا سب کے لئے یکساں ہوگا، حسب توقع صدیق اکبرؓ کی طرف سے یہ رائے کہ قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے، فاروق اعظمؓ کا یہ خیال کہ ان قیدیوں کے زندہ رہنے پر بدر سے بڑے معرکہ کا دوبارہ امکان اور خطرہ ہے اس لئے ان سب کا کام تمام کر دیا جائے اور قریبی رشتہ دار ہی اپنے ہاتھ سے ان قیدیوں کا سر قلم کریں، بالآخر رحمتِ عالم ﷺ کا یہ فیصلہ کہ فدیہ لے کر سب کو چھوڑ دیا جائے اور جن کے پاس اس کی گنجائش نہیں ان کو ایسے ہی رہا کر دیا جائے، البتہ ان میں جو لکھنا پڑھنا جانتے ہیں وہ دس دس صحابہ کو لکھنا پڑھنا سکھائیں، زید بن ثابتؓ نے جو پہلے سے لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے اسی سے فائدہ اٹھا کر کاتبینِ وحی میں اپنا نام درج کرنے کی سعادت حاصل کی، مطلب مخزومی ایسے ہی رہا ہوئے، نہ فدیہ دیا اور نہ لکھنا پڑھنا سکھایا۔ ابن خطابؓ نے جب دیکھا کہ ان اسیران کے ساتھ نرمی کا معاملہ ہو رہا ہے تو ہمت کر کے دربار نبوّت میں حاضر ہو کر یہ کہنے کی جرأت کی کہ ان قیدیوں میں سہیل بن عمرو بڑا فصیح اللسان ہے، اس کی تقریر وخطابت سے اہلِ اسلام کو بڑی ذہنی اذیت پہنچی ہے، کیوں نہ ہم اس کے نیچے کے دو دانت اکھاڑ دیں، جواب ملتا ہے عمر:- اگر میں ایسا کرنے کی اجازت دونگا تو اللہ رب العزّت اس کے بدلے میرے اعضاء بگاڑ دے گا،

بقیہ صفحہ ۶۸ پر

امن عالم
سیرت نبویؐ کی روشنی میں

مولانا محمد اسلم قاسمی
استاذ حدیث وقف دارالعلوم دیوبند

امن وامان روئے زمین پر انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ امن نہیں ہے تو نہ عالم انسانیت کے ارتقاء کا عمل جاری رہ سکتا ہے نہ معاشرتی زندگی کی بقاء۔ ہر انسانی تحقیق اور ترقی کا وجود امن وسلامتی اور سکون سے ہے، اگر سکون ہی میسر نہیں تو فکری اور عملی ترقی کا دروازہ بند ہو جائیگا۔ اسلام ایک متحرک دین ہے، اس لئے امن کا سب سے بڑا علمبردار ہے، چنانچہ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ مغربی نظریہ کے مطابق ''آزادی'' SUMMUM BONUM یعنی ''خیر کثیر'' ہے جبکہ اسلام نے ''امن'' کو خیر کثیر قرار دیا ہے۔

اسلام جو ایک آفاقی مذہب ہے اس پہلو پر سب سے زیادہ زور دیتا ہے کہ معاشرے میں امن وسکون رہے تاکہ لوگوں کی سوچ متحرک ہو اور ترقی کے راستے سامنے آئیں، اسی لئے دین کی بنیاد اللہ سے جڑے رہنے اور تقوی یعنی ایک پاکیزہ زندگی پر قائم ہے جو اسلام کی پہلی سیڑھی ہے۔ اچھے اور برے لوگ ہر فرقہ میں ہوتے ہیں مگر یہ دنیا کا قدرتی نظام ہے کہ ہر سوسائٹی میں ہمیشہ اچھے افراد بہت زیادہ ہوتے ہیں اور برے افراد بہت تھوڑے اس لئے کسی پورے کے پورے فرقہ کو ظالم اور غلط کار کہنا ایک مسلمہ حقیقت کا انکار کرنے کی جاہلانہ جسارت کہلائے گا۔

ایمان، اسلام اور سلام ملاقات کے الفاظ میں امن وسلامتی کا ہونا ہی سب سے پہلے اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ اس مذہب کے خمیر میں ہی ''امن وسلامتی'' شامل ہے کیونکہ یہی تینوں چیزیں ایک دین کی ظاہری علامت ہوتی ہیں۔ چنانچہ آنحضرتؐ کا ارشاد ایک ''مومن'' یعنی ایمان والے شخص کی مزاجی کیفیت اور عمومی نفسیات کا ظاہر کرتا ہے، آپؐ نے فرمایا ''مومن وہی ہوسکتا ہے جس سے دوسرے لوگ اپنے جان و مال کو مامون ومحفوظ جانیں'' حقیقت بھی یہی ہے کہ ایک سچا مسلمان ہمیشہ تقوی کے مقام پر رہتا ہے جس کے معنی ہیں خدا کا خوف، احتیاط اور برائیوں سے بچنا، قرآن کریم میں تقوی یعنی پرہیزگاری کا لفظ بطور نصیحت اتنا بار بار دہرایا گیا ہے کہ ایک عامی شخص بھی اس سے بیگانہ نہیں۔ دنیا میں جینے کا اصول ہی یہ ہے کہ آدمی انتہائی محتاط ہوکر ہر قسم کی برائی، گناہ اور نزاع وجھگڑے سے اپنا دامن بچائے رکھے۔ یہی متقی آدمی کی پہچان ہے اور یہی سب کے لئے امن وسلامتی کا راستہ ہے۔ تقوی کی تعلیم سے قرآن پاک بھرا ہوا ہے چنانچہ پیغمبرؐ خدا کا فرمان ہے کہ ''سب سے اعلی ایمان یہ ہے کہ تم یہ جانو کہ تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے۔'' اب جو شخص یہ سمجھ رہا ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کی نگرانی میں ہے تو وہ اپنے ہر عمل میں انتہائی محتاط ہو جائے گا اور پھونک پھونک کر ہر قدم اٹھائے گا۔

انسانی زندگی کا احترام قرآن کریم نے جس عجیب ومؤثر پیرائے میں بیان فرمایا ہے اس تک دنیا کا بڑے سے بڑا مصلح اور امن کا علمبردار بھی نہیں پہونچ سکا۔ ارشاد قرآنی ہے کہ ''جو شخص کسی انسان کو بلاوجہ مار ڈالے تو یہ ایسا ہے جیسے اس نے ساری دنیا کے انسانوں کو قتل کر ڈالا اور جو شخص کسی ایک انسان کی زندگی بچالے تو گویا اس نے سارے انسانوں کو بچالیا۔'' (مفہوم آیت)

اسلام میں جنگ کا تصور صرف دفاعی ہے نہ کہ جارحانہ اور حملہ آور کے طور پر پھر اس جنگ کے اصول بھی خالص انسانی اور رحم وترحیم کی بنیاد پر انتہائی سخت ہیں کہ جنگ میں بچوں، عورتوں، بوڑھوں، اور مذہبی لوگوں اور دینی پیشواؤں پر حملہ کرنے کی ممانعت ہے۔ پھر اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے اور

ابلاغ وتبلیغ کا کام امن وسکون چاہتا ہے اس لئے اسلام سب سے پہلے امن وامان کا داعی اور مدعی ہے، حالت جنگ ایک افراتفری کی حالت ہے جس میں کوئی تعمیری کام اور آپسی میل وجول یا اتحاد واتفاق اور دعوتی مشن ممکن نہیں۔ اسی لئے حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ ''دشمن سے ٹکراؤ اور آمنا سامنا ہونے کی تمنا مت کرو بلکہ اللہ سے امن وعافیت مانگو''۔ جنگ اسلام میں ایک غیر مطلوب عمل ہے، بلکہ اصل جہاد خود اپنے جی اور خواہشات نفس سے لڑنا ہے کہ نفس آدمی کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ یہی غلط خواہشات کا سرچشمہ ہے۔ اسی لئے ایک دفاعی مہم سے واپسی پر آپؐ نے فرمایا کہ ہم چھوٹے جہاد یعنی جنگ سے لوٹ کر بڑے جہاد کی طرف آئے ہیں یعنی غلط خواہشات سے لڑنے کی طرف لوٹے ہیں۔

اسلام نفرت کا نہیں پیار کا مذہب ہے۔ آجکل اسلام دشمن جماعتیں اس آیت کو سنا کر اپنے بغض وجہالت کا پرچار کرتی ہیں کہ قرآن کہتا ہے کہ ''غیر مسلموں کو جہاں پاؤ قتل کردو'' حالانکہ یہ آیت صرف برسر جنگ فریق کے متعلق اتری کیونکہ جو لوگ کسی کے خلاف برسر جنگ ہوں تو یہ اسلام ہی کا نہیں ساری دنیا کی قوموں کا اصول ہے کہ انہیں قتل نہیں کیا گیا تو وہ مقابل کو قتل کردیں گے۔ پھر یہ مخالفین اسلام اس آیت کو تو سامنے رکھتے ہیں لیکن اس دوسری آیت کو دانستہ نظر انداز کرتے ہیں جس میں ہے کہ: ''اللہ تمہیں ان لوگوں یعنی غیر مسلموں کے ساتھ احسان وانصاف کا برتاؤ کرنے سے نہیں روکتا جو تم سے دین کے معاملے نہیں لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں (سورہ ممتحنہ نمبر سورہ ۶۰، آیت نمبر ۸)

جنگ اسلام میں بدرجہ مجبوری اور صرف دفاع کے لئے ہے۔ ہاں دشمن خود ہی چڑھ دوڑے تو اس کا مقابلہ کرنا لازم ہے۔ جارحیت کا سامنا کرنے سے جی چرانا بزدلی ہے جسے دنیا کا کوئی نظام اور کوئی ہوشمند انسان درست نہیں کہہ سکتا، حضور اکرمؐ کے دور میں جتنی بھی جنگیں سامنے آتی ہیں ان کی تاریخ صرف......دفاعی ہے۔ ان میں کوئی جنگ اقدامی یا جنگ برائے خونریزی نہیں۔ جب دیگر پیشوایان مذاہب جنگ وخونریزی سے دور رہے تو وہ پیشوائے اسلام جس کو اللہ نے رحمت مجسم بنایا اور ''رحمۃ للعالمین'' کے جیسا منفرد لقب عطا فرمایا کیسے کسی کے لئے خلاف رحم ومروت بات کو سوچ سکتا ہے! اسلام نے تو لڑائی کو جنگ کا نام تک نہیں دیا بلکہ اس کو ''جہاد'' کے جیسا عنوان دیا جس کا مطلب ہے امن کی جدوجہد۔ وجہ یہ ہے کہ دنیا میں اصل امن وامان ہے جنگ وخونریزی نہیں۔ اسلام ایک مثبت عمل ہے اور جنگ ایک منفی عمل۔ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں اور دو متقابل چیزیں ایک جگہ جمع ہونے کا مطلب ہے کہ ایک ساتھ آگ اور پانی یا اندھیرا اجالا اکٹھے ہوجائیں۔

اسلام ایک نظام خداوندی ہے جو سارے عالم کو اپنی تنویر سے منور کرنا چاہتا ہے۔ یہ اشاعت تبلیغ وابلاغ سے ہی ممکن ہے۔ لہذا اسلام سے زیادہ امن عالم کا نقیب اور کون ہوسکتا ہے۔ حضورؐ کا فرمان ہے کہ ''تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا'' نیز آپؐ نے فرمایا کہ ''جو شخص حلال روزی کھائے، میری سنت پر عمل کرے اور کسی بھی انسان کو اپنے عمل سے تکلیف نہ دے وہ جنتی ہے'' پھر آپؐ نے بطور اصول فرمایا کہ: ''شریف آدمی کی بدترین بات یہ ہے کہ وہ اپنی بھلائی سے آپ کو محروم کردے اور برے آدمی کی سب سے بڑی اچھائی یہ ہے کہ وہ اپنی ایذارسانیوں سے آپ کو محفوظ کردے'' پھر بھلائی اور احسان کرنے میں حضورؐ نے مسلم اور غیر مسلم کا کوئی فرق نہیں کیا اور فرمایا ''اللہ اپنے بندے کا مددگار رہتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔'' ایک اور حدیث میں ایک پرامن مسلمان کے لئے یہ زبردست مژدہ سنایا گیا کہ ''جو شخص عالم انسانیت کو اپنی ایذارسانیوں سے بچائے رکھے گا تو اللہ پر اس کا یہ حق ہوگا کہ اس شخص کو قبر کے عذاب سے بچائے رکھے۔''

امن کے مقابلے میں بدامنی ہو تو ہر شخص دوسرے کو اپنا دشمن نظر آئے گا۔ ایسے میں حقیقۃ دنیا ظالم اور مظلوم کے خانوں میں بٹ جاتی ہے جس سے پورا معاشرہ فاسد ہوتا ہے، ارتقائی عمل رک جاتا ہے اور بدامنی کا دور دورہ ہوجاتا ہے۔ اسی لئے اسلام اپنے ماننے والوں کو امن واخوت اور محبت کی تلقین کرتا

ہے کہ پرامن فضا میں اپنی فکری اور تحقیقی قوتوں کو بروئے کار لا کر سارے عالم کے لئے نفع بخش بنیں تا کہ خیر امت ہونے کی وجہ سے مسلمان امام اقوام کہلا سکیں اور دنیا اس ملت اسلام سے فیض حاصل کرے۔ چنانچہ کہیں پیغمبرؐ نے فرمایا کہ ”بہترین انسان وہ ہے جس سے عالم انسانیت کو نفع پہونچے“ اور کہیں یوں فرمایا کہ ”اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ آدمی وہ ہے جس سے لوگوں کو (یعنی بلا قید مذہب وملت سارے عالم انسانیت کو) سب سے زیادہ نفع پہونچے۔“

اللہ کی اس کائنات میں اس کی بنائی ہوئی بے جان مخلوقات اپنے کام سے کام رکھتی ہیں، کوئی چیز نہ دوسری چیز کا راستہ کاٹتی ہے نہ اس کے آڑے آکر اس سے تصادم کی راہ اختیار کرتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ زمین وآسمان ہوں یا چاند وسورج اور سیارے سب بغیر تصادم اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں اور اس عالم کا نظام امن وسکون سے چل رہا ہے یہاں تک کہ ہر چیز اپنی پوری پوری نفع رسانی کے ساتھ عمل کر رہی ہے۔ اب یہ کائنات اللہ نے انسان کے لئے بنائی ہے جیسا کہ حدیث میں کہ ”یہ دنیا تمہارے لئے بنائی گئی اور تم آخرت کے لئے“ پھر اس کو سمجھ اور شعور دیا گیا تا کہ آدمی محتاط ومتقی بن کر مومن کی طرح امن کی زندگی گذارے۔ مگر انسان جب اس نظام کائنات سے ہٹ کر ٹکراؤ کا راستہ اختیار کرتا ہے تو امن عالم میں رخنہ پڑتا ہے اور دنیا گرفتار بلا ہوجاتی ہے۔

بغض وعناد اور بدامنی پیدا ہوتی ہے جب انسانوں کے درمیان نابرابری ہو۔ یہی معاشرتی فساد کی بنیاد ہے۔ اسلام نے اس کے برخلاف بنیاد ہی مساوات پر رکھی تا کہ ہر فساد کا دروازہ بند ہوجائے۔ چنانچہ حضورؐ کا ارشاد ہے ”کسی عرب کو غیر عرب پر یا گورے کو کالے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں بلکہ بڑائی اور فضیلت کا مدار تقوی (یعنی اللہ سے ڈرنے) پر ہے“ ان پاکیزہ تعلیمات سے انسان میں تواضع وانکساری کے جذبات ابھرتے ہیں اور جس معاشرے میں خاکساری وتواضع کے جذبات ہوں وہاں جھگڑے یا بدامنی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے ایک بار بطور تواضع محمد ابن الحنفیہ سے فرمایا کہ ”تمام لوگ (عزت وحرمت میں) اس طرح برابر ہیں جیسے کنگھی کے دانتے۔“ یہاں بحیثیت انسان مسلم وغیر مسلم کی قید کے بغیر عزت نفس اور خودداری میں سب کو شامل کیا گیا۔

حضور اکرمؐ نے تنازعات اور جھگڑوں کے خاتمہ کا اعلی ترین اصول بتایا کہ ”اللہ تعالی برائی کو برائی سے ختم نہیں فرماتا بلکہ برائی کو بھلائی سے ختم فرماتا ہے۔ بلاشبہ گندگی کو گندگی سے دور نہیں کیا جاسکتا“

آنحضرتؐ نے اپنی اس تعلیم کا عملی مظاہرہ کس طرح فرمایا، اس کی مثال میں صرف یہ ایک ہی واقعہ کافی ہے۔ مکہ میں ایک عورت حضورؐ اور آپؐ کے لائے ہوئے دین اسلام سے سخت نفرت کرتی تھی۔ اس کے گھر کی گلی حضورؐ کی گذرگاہ تھی۔ اس عورت کا معمول تھا کہ وہ گھر کا تمام کوڑا کچرا جمع کرکے رکھتی اور جب آنحضرتؐ اس کی گلی سے گذرتے تو وہ آپ پر کوڑا پھینک دیتی۔ حضورؐ نے اس حرکت پر نہ اسے برا کہا نہ ٹوکا۔ یہ اس عورت کا روز کا دستور تھا مگر اچانک یہ سلسلہ رک گیا۔ آنحضرتؐ کو جستجو ہوئی تو پتہ چلا کہ وہ عورت بیمار ہے۔ رحمتؐ عالم اس دشمن عورت کی بیماری پر بے چین ہوگئے اور اس کی بیمار پرسی کے لئے اس کے گھر تشریف لے گئے۔ اس اخلاق کریمانہ سے وہ ایسی متأثر ہوئی کہ مسلمان ہوگئی۔

یہ پیغمبرؐ خدا کی تعلیمات ہیں جنہوں نے دنیا کو بدل ڈالا تھا۔ یہ خدائی احکام اور فرامین نبویؐ آج بھی اگر انسان نما حیوانوں کا یہ دور قبول کرلے تو اس زمین پر پھر نیکی کے پھول کھلنے لگیں گے اور امن وانسانیت کی قندیلیں روشن ہوجائیں گی۔ ہم آج پھر اخلاقی اعتبار سے اسی دور جاہلیت کی طرف لوٹ گئے ہیں جہاں انسان اپنی ہوسناکیوں کی تکمیل کے لئے، خواہ وہ نفسانی ہوں یا اقتدار کے لئے ہوں یا مال کے لئے، بے گناہوں کے خون کی ہولی کھیل رہا ہے، آج بھی انسان اگر حضورؐ اکرم کے اس ارشاد کو ہی مشعل راہ بنالے تو دنیا کی کایا پلٹ جائے۔ آپؐ سے ایک بار اسلام وتقوی کی حقیقت پوچھی گئی تو بے ساختہ ارشاد فرمایا: ”اللہ کے حکم کی تعظیم اور اس کی مخلوق کے ساتھ شفقت“

فساد وافساد کے تئیں اسلام کا موقف

مفتی محمد ارشد فاروقی

مغربی ومشرقی عالمی مفکرین ابھی تک ''دہشت گردی'' کی کسی ایک جامع تعریف پر اتفاق نہیں کر سکے ہیں، یہ الگ بات ہے کہ دہشت گردی کا لفظ ہی ان دنوں دہشت پیدا کرنے کے لئے کافی ہے۔ جبکہ اسلام نے قیامت تک پیش آنے والی دہشت گردی کے لئے فساد اور دہشت گردوں کے لئے مفسدین کا انتہائی جامع اور معنویت پر مبنی لفظ استعمال کر کے دہشت گردی کی تعریف چودہ صدی پہلے دنیا کے سامنے پیش کی ہے۔

اسلام دہشت گردوں کی دہشت گردی مٹانے والوں کو بڑا پیارا سنہرا نام ''مصلحین'' کا دیتا ہے، انہیں سراہتا ہے ان کی تعریف کرتا ہے انہیں خیر پھیلانے کی تلقین کرتا ہے انہیں بدی وشر فساد و بگاڑ اور دہشت گردی مٹانے نیکی وخیر صلاح وفلاح اور امن وامان پھیلانے پر ابھارتا ہے، اس کے درجات متعین کرتا ہے، برائی کے خاتمہ کے لئے طاقت استعمال کرنے پر آمادہ کرتا ہے، زبان وقول سے مقابلے کی دعوت دیتا ہے، مذاکرے اور ڈائیلاگ کی اسپرٹ سمجھاتا ہے، برائی سے بیزاری ونفرت دل کی گہرائیوں میں جاگزیں کرتا ہے''من رای منکم منکرا فلیغیره بیده، فان لم یستطع فبلسانه، فان لم یستطع فبقلبه و ذلك اضعف الایمان (صحیح مسلم ۱/۵۱)

قرآن کریم نے فلسفہ امن فلسفہ صلاح وفساد کی تشریح بڑے حسین پیرائے میں کی ہے''و اذا قیل لهم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون الا انهم هم المفسدون و لکن لا یشعرون (۱۱-۱۲ البقرہ)

قرآن کریم دو لفظ صلاح واصلاح اور فساد وافساد استعمال کرتا ہے اور صلاح وفساد کی تعبیر لسان نبوت نے انتہائی بلیغ اسلوب میں فرمائی ہے''انسانی جسم میں ایک انتہائی اہم گوشت کا ٹکڑا ہے اور وہ ہے دل جب دل صلاح قبول کر لیتا ہے تو سارا جسم منور ہو جاتا ہے، اور جب دل بگڑ جاتا ہے تو نظام جسم ڈھ جاتا ہے''

''الا ان فی الجسد مضغة الا و هی القلب اذا صلح القلب صلح الجسد کله - اذا فسد فسد الجسد کله) (اخرجه اصحاب الصحاح)

اس زریں فرمان رسالت کی کسوٹی پر سب سے پہلے پورا عالم اسلام خود کو پرکھے کہ ان کی ذاتی، خاندانی، معاشرتی، ثقافتی، علمی اور سیاسی حکمرانی زندگیوں میں کہاں کہاں بگاڑ ہے؟ فساد و بگاڑ کا نام ہی تو دہشت گردی ہے۔ پیمانہ چھوٹا ہو یا بڑا- اگر مسلمان ذاتی زندگی پر امن گذار رہا ہے، اپنے جسم وجان کے حقوق ادا نہیں کر رہا ہے تو وہ اپنی ذات اور جسم کے ساتھ ناانصافی کر رہا ہے، دہشت گردی کی یہ انفرادیت پر مبنی قسم ہے دہشت گردی کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ مسلمان اپنی گھریلو زندگی پر امن بسر نہیں کر رہا ہے، بیوی کے حقوق، بچوں کی تربیت، والدین کی خدمت میں کوتاہی برت رہا ہے تو یہ بھی دہشت گردی کی ایک نوع ہے، پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہیں ہیں تو دہشت گردی کے جراثیم پائے جاتے ہیں۔ دینی حلقوں میں پائی جانے والی شدت پسندی بھی اسی زمرے میں ہے، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ ہر نوع کے تشدد کو اعتدال و توازن کا جامہ پہنانے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہا اور ہے۔

چنانچہ بورڈ نے اساسی دستور واختیارات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور شدید ضرورت محسوس کرتے ہوئے ۱۹۹۱ء میں تحریک اصلاح معاشرہ ملک گیر

سطح پر چلانے کا تاریخ ساز و جرأتمندانہ فیصلہ کیا جسے عملی طور پر (جانشین حضرت مولانا منت اللہ رحمانی و یکے از بانیان بورڈ) حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کنوینز تحریک نے پورے ملک میں سرگرم کیا۔

دہشت گردی کے سلسلہ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر رابع حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم نے بورڈ کے بیسویں اجلاس منعقدہ ۲۹ر فروری-تا دو مارچ ۲۰۰۸ء کلکتہ کے مطبوعہ صدارتی خطبہ میں فرمایا''ابھی چند دنوں سے غیروں کی طرف سے مسلمانوں پر دہشت گردی کا الزام لگانے کا سلسلہ سامنے آرہا ہے، اس کو محض بعض انفرادی واقعات کی بناء پر جو ہر مذہب، قوم اور ہر مذہب والوں کے یہاں بھی ملتے ہیں، ان کو مسلمان ملت کے اوپر ڈال دینا ایک بہت نامناسب بات ہے، دیگر قوموں اور ملکوں میں ایسے واقعات زیادہ پیش آرہے ہیں، مسلمانوں میں ایسا بہت کم ہوتا ہے، کیونکہ ان کے مذہب کی طرف سے بے گناہوں کو تکلیف پہنچانے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ اور مسلمان اس کا لحاظ کرتے ہیں۔ لہذا ان پر الزام دینے کی مذمت ملت کی طرف سے کی جارہی ہے اور یہ مذمت پوری قوت سے کرنی چاہئے، کیونکہ اسلامی تعلیمات تو خیر پھیلاتی ہیں، ان پر بدامنی کا الزام بہت جھوٹا الزام ہے، ہمارے دانشوروں کی طرف سے اس کی طرف مناسب توجہ کی جانی چاہئے اور وہ الحمدللہ کی جارہی ہے (خطبہ صدارت برائے کل ہند ۲۰واں اجلاس کلکتہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ ص۱۴)

صدارتی خطبے کا یہ اقتباس دہشت گردی کی پرزور مذمت کی ایک واضح مثال ہے جو مسلمانوں کے سر دہشت گردی کے الزام کو سازش کا نتیجہ بے بنیاد بتاتے ہوئے مسلم امہ کا تعارف یہ کراتا ہے کہ وہ امن وسلامتی کا علمبردار ہے نیز خیر وبھلائی سے دنیا کو سرسبز وشاداب رکھنا چاہتا ہے۔

اسلام کا دوٹوک فیصلہ ہے''جس نے کسی انسان کو ناحق قتل کیا گویا وہ پوری انسانیت کا قاتل ہے'' (قرآن کریم) مگر آج انسانی خون حیوانی خون سے ارزاں ہوگیا ہے۔ دنیا میں دہشت گردوں کی تعیین وشناخت کا مسئلہ اٹھایا جارہا ہے۔ مسلمان دہشت گردوں کی شناخت قرآن کریم کے آئینہ شفاف میں کرتا ہے۔

مسلم تابعدار وفرماں بردار اور اسلام تابع داری وفرماں برداری کا آئینہ دار ہے، قرآنی ہدایت کے مطابق انسان اس دنیا میں خالق کائنات کے احکام کے مطابق اس کی عبادت اور دنیا کی تعمیر اور حکمرانی کے لئے آیا ہے۔ دنیا کو جنت کا نمونہ بنانے کے لئے آیا ہے، دنیا میں صلاح، خیر امن وسکون پھیلانے کے لئے آیا ہے۔

دہشت گردی کے تئیں مسلم پرسنل لا کے موقف کو واضح کرتے ہوئے حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب دامت برکاتہم جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے برہان پور میں ہونے والے اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے ۱۷ رویں فقہی سیمینار کی آخری نشست میں غیر معمولی جرأتمندانہ و داعیانہ انداز میں فرمایا۔'' آج مسلمانوں، ان کی دینی درسگاہوں، شریعت کے پابندوں، داڑھی ٹوپی والوں پر دہشت گردی کا الزام لگایا جارہا ہے، انہیں بدنام کرنے کے لئے ایسا کیا جارہا ہے، اس موقع پر میں صاف صاف کہوں گا کہ آپ چپ نہ بیٹھیں آپ کی ذمہ داری ہے کہ اسلام کی تعلیمات کو پھیلائیں، منبر ومحراب اور مناروں سے حق کی آواز بلند کریں، لوگوں کو بتائیں کہ اسلام دہشت گردی وفساد کی بیخ کنی کرتا ہے، اسلام امن وامان کے قیام کی پرزور دعوت دیتا ہے۔ آپ اس مقصد کے لئے بڑے اجتماعات کریں، جلسے کریں، شہروں کے نمایاں مقام اور چوراہے پر کارنر میٹنگ کریں، لوگوں کے مجمع میں ہوٹل وریستوراں میں جائیں اور بتائیں کہ مدارس میں کیا پڑھایا جاتا ہے، مدارس کے نصاب کیسے پرامن شہری تیار کرتے ہیں، مدارس علم وحکمت کے سرچشمے امن ومحبت کے علمبردار ہیں، آپ اس ملک کے حکمرانوں کو بھی بتائیں اور اس ملک کی سب سے بڑی اکثریت کو بھی بتائیں، آپ اپنی ذمہ داری خیر امت کی ذمہ داری پوری ہمت پوری دیانت اور جرأت کے ساتھ اس ملک میں ادا کریں، لوگوں کو بتائیں کہ دہشت گردی سنگین جرم ہے، دہشت گردی جہاں بھی ہو جس طرح کی ہو اس کا خاتمہ ضروری ہے، اسلام کی واضح تعلیمات کا یہی تقاضا ہے۔ دین رحمت کے رسول رحمت نے دنیا کے لئے مسلم امت کو رحمت بننے کی دعوت دی ہے جہاں جاؤ آسانی کا برتاؤ کرو، بشارت سناؤ، مشکلات پیدا نہ کرو، میں آپ سے بار بار کہتا ہوں کہ آپ

میدان عمل میں قدم رکھیں، اپنے اوپر دہشت گردی کے الزام کی بے وقعتی کو اپنی علمی کاوش اور عملی کردار سے ختم کریں، دنیا کے سامنے مسلمان کا صاف و شفاف چمکتا دمکتا چہرہ پیش کریں۔''

یہ وہ تاریخی تقریر ہے جو جاذبیت وکشش کے معانی اپنے جلو میں سموئے ہوئے ہے اور فولادی عزم واعتماد کی عکاس ہے اور صف ثانی (سیکنڈ لائن) کی تربیت وتیاری کی آئینہ دار ہے۔

ہندوستان میں مسلم پرسنل لا کے تحفظ کے لئے یوں تو تمام مسالک کی درسگاہیں کوشاں رہی ہیں اور بحمد للہ ہیں البتہ مسلم پرسنل لا بورڈ کی تشکیل میں نمایاں کردار دارالعلوم دیوبند کو حاصل رہا ہے اس پہلو سے خود اس کا دہشت گردی کے تئیں کیا موقف ہے اس کی وضاحت بڑے سلیقے اور منظّم طور پر دارالعلوم دیوبند نے دہشت گردی مخالف کانفرنس میں کیا جس میں کئی ہزار مدارس کے نمائندے دس ہزار کے قریب علماء شریک تھے، اس کی رپورٹ وائس آف امریکہ اور بی بی سی نے ان الفاظ میں کی ''مغربی اتر پردیش کے قصبہ دیوبند میں مشہور مدرسہ دارالعلوم دیوبند میں دہشت گردی مخالف کانفرنس ہوئی جس میں دس ہزار علماء شریک ہیں، دارالعلوم نے دہشت گردی کے خلاف فتوی جاری کیا ہے جس میں دہشت گردی کو حرام بتایا گیا ہے اور اس سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ میں شریک جمعیۃ علماء ہند کے تحت رام لیلا گراؤنڈ میں منعقدہ دہشت گردی مخالف کنونشن میں دارالعلوم دیوبند کا دہشت گردی مخالف فتوی پڑھا گیا- پھر ملک کے مختلف شہروں، قصبوں او ر مواضعات میں جمعیۃ کے دونوں قائدوں (مولانا سید ارشد مدنی ومولانا محمود مدنی) نے متعدد دہشت گردی مخالف پروگرام کئے، مزید برآں دیگر جماعتوں اور اداروں نے بھی حجت تمام کی۔

جب ایک مسلمان قرآن وحدیث کا چراغ لئے فرد مسلم سے لے کر مسلم ممالک کا جائزہ لیتا ہے اور احتساب کرتا ہے تو وہ نوع بہ نوع کے بگاڑ وفساد اور غیر محسوس دہشت گردی کا ادراک کرتا ہے تو وہ لرز اٹھتا ہے اٹھتے درد کا مداوا ڈھونڈتا ہے، گہرے زخم کا مرہم تلاش کرتا ہے۔

عالمی دہشت گردی کے خاتمے کے لئے ضروری ہے کہ صلاح وتقوی کے ہتھیار سے لیس ہو۔ امت مسلمہ جو خیر امت ہے، انسانیت کو نفع پہونچانے کے لئے برپا کی گئی ہے۔ اس وقت جب مسلمان عالمی منظر نامے میں دہشت گردوں کی تعیین کرنا چاہتا ہے تو وہ کتاب ہدایت کی رہنما آیت پڑھتا ہے''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد (دہشت گردی) نہ پھیلاؤ تو جواب دیتے ہیں ارے ہمیں تو اصلاح کرنے والے ہیں جبکہ وہ فساد مچانے والے ہیں اور انہیں فسادی ہونے کا ادراک بھی نہیں'' اس آیت کی روشنی میں تاریخ انسانی کا جائزہ بتاتا ہے کہ ہر دور میں حق وباطل کا معرکہ گرم رہا ہے، کبھی باطل سر چڑھ کر بولتا ہے اور کبھی حق کا پرسکون سایہ دنیا کو نصیب ہوتا ہے۔

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ۲۳ر سالہ دور رہتی دنیا تک کے لئے صاف و شفاف آئینہ ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق کی دعوت دی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی بندوں میں تفرقہ ڈالنے والا قرار دیا گیا، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دلوں کو جوڑنے اور دنیا کی تعمیر کے لئے آئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے نکالے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں گھیرے گئے، پر نبوت کے عزم کے سامنے فرعونیت کی چٹان پاش پاش ہوئی، اور فتح مکہ مکرمہ نے بتادیا کہ عدل ومساوات کا قیام کیسے ہوتا ہے، اب قیامت تک صالح انقلاب ان ہی بنیادوں پر آئے گا۔

ان دنوں ہندوستان بھی دہشت گردی کے مصائب سے دوچار ہے اور دہشت گردی کے ذریعہ فسطائی طاقتیں فرقہ وارانہ منافرت پیدا کرنے، بڑھاوا دینے کے لئے کوشاں ہیں، ایسے وقت میں جہاں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی اعلی قیادت نے دہشت گردی کے تئیں اپنے موقف، اپنے بیانات و تقاریر میں واضح کیا ہے وہیں ضرورت ہے کہ اصلاح معاشرہ کا شعبہ بھی اس جانب توجہ مبذول کرے۔

مختلف مسالک کی نمائندہ شخصیات آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہیں لیکن صرف اس نمائندہ اتحاد سے مسئلے حل نہیں ہوسکتے اس لئے بین مسلکی مذاکرات عوامی سطح پر شروع کئے جائیں اور مسلم پرسنل لا بورڈ

کے عمومی اجلاس میں تمام مسالک کے عوام کو شرکت کی دعوت دی جائے اور مشترک موضوعات پر تقاریر کا نظم کیا جائے ۔ بریلوی مکتب فکر کی نمائندہ جماعت ہندوستان میں ہے، ان سے تبادلہ خیال اور مذاکرے پر امن ماحول میں امت سازی کے لئے ضروری ہے۔

مذاکرات کا دوسرا مرحلہ شیعہ عوام سے ہے، جعفری مکتب فکر کے اکابر علماء مسلم پرسنل لا بورڈ کے عہدہ و منصب کو زینت بخشے ہوئے ہیں اور اسٹیج پر جلوہ افروز ہوتے دکھائی دیتے ہیں لیکن شیعہ عوام سے بورڈ کا براہ راست رابطہ نہیں ہوتا ، اس لئے بورڈ کے پروگراموں اور سالانہ جلسوں کی عمومی نشستوں میں انہیں بلایا جائے اور سنی عوام و شیعہ عوام اور بریلوی عوام کے متحدہ اجتماعات بورڈ کی نگرانی میں ہوں، ایک دوسرے سے مذاکرات ہوں تبادلہ خیال ہو، مشترک مسائل پر اتفاق ہو البتہ اختلافی مسائل میں اپنے طور پر عمل کیا جائے۔

ان مذاکرت و ملاقاتوں کے ذریعہ غلط فہمیاں دور ہوں گی اور اتحاد و یگانگت کی فضاء قائم ہوگی، محبت و الفت کی سایہ دار چادر تنے گی، پھوٹ ڈالنے کی راہیں بند ہوں گی، ہر طرف اجالا ہوگا۔

تیسرا مرحلہ مذاکرات بین مذاہب کا ہے، مسلمان علماء کا ہندو مذہبی رہنماؤں اور عیسائی دینی رہنماؤں سے ملاقات و تبادلہ خیال ضروری ہے، ضرورت ہے کہ ہندوستان کے ہر شہر اور مشہور مقام میں رہنے والے تمام مذہبی رہنما آپس میں تال میل رکھیں اور سماج میں پائی جانے والی جو برائیاں تمام مذاہب میں مسلم ہیں ان کے مٹانے کے لئے مشترکہ کوشش کریں یہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ بین مذاہب مذاکرات ہوتے رہیں۔ اسی طرح مسلم عوام اور ہندو عوام کے درمیان بنیادی متحدہ اقدار پر مذاکرات کا سلسلہ شروع ہونا چاہئے۔ ان مختلف مراحل کے متنوع مذاکرات کے ذریعہ ہندوستانیوں میں جو منافرت کے کانٹے دہشت گردی کے سائے میں پنپ رہے ہیں انہیں اکھاڑ پھینکنے اور ان کی جگہ اتحاد و محبت کے سدا بہار گل کھلانے میں بڑی مدد ملے گی۔

اندرونی اختلافات کا خاتمہ امت کی بقاوترقی کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے، مفکر اسلام و سابق صدر بورڈ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے اس موضوع پر فرمایا:

''تاریخ اسلام کا سب سے بڑا المیہ نفسانیت کا وہ کھیل ہے جو ہمیشہ اپنا تماشہ دکھاتا رہا، ہم نے کبھی اپنے دشمنوں سے شکست نہیں کھائی، تاریخ عالم اور تاریخ اسلام پر نظر رکھنے والے ایک طالب علم کی یہ بات سن لیجئے اور اس کو اپنے دلوں اور دماغوں میں امانت رکھ لیجئے کہ ہم نے کبھی اپنے دشمنوں سے شکست نہیں کھائی ہے، ہم نے اپنے اندرونی اختلافات سے شکست کھائی ہے (امریکہ میں صاف صاف باتیں)''

دہشت گردی کے تئیں مسلم پرسنل لا کی دینی قیادت کا موقف بہت واضح ہے، اسی طرح دہشت گردی کے خاتمہ کا نسخہ کیا ہو اس کا جواب بھی ہمیں آثار و تاریخ نیز سیرت و سنت میں ملتا ہے۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ مشرق وسطی کے سفر میں تھے انہوں نے اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کو لکھا کہ اگر کسی ایک ملک میں اسلامی انقلاب آئے تو یہ اس دور میں کافی نہیں ہوگا بلکہ جہاں سے فساد پھیل رہا ہے وہاں انقلاب کی ضرورت ہے۔

اس تناظر میں بورڈ کے شعبہ اصلاح معاشرہ کی ذمہ داری بہت وقیع و وسیع ہو جاتی ہے، بگڑے ہوئے معاشرہ کو سدھارنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں ۔ ہندوستان کے نقشے کو سامنے رکھ کر چارٹ تیار کرنا، ان میں رنگ بھرنے کے لئے داعیوں، مصلحوں، واعظوں، مقرروں کا انتخاب کرنا، بکھرے ہوئے موتیوں کو پرونا اصلاح و تربیت کی روح پھونکنا ، ہیرے تراشنا، میرے نزدیک کنوینر اصلاح معاشرہ کمیٹی جیسی شخصیت عظیم المرتبت حامل فکر ارجمند کے لئے دشوار نہیں۔ و ما ذلك على الله بعزيز

اسلامی تشخص اور مسلم پرسنل لا کے تحفظ کے لئے ''تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ اسلام پر سو فیصد حسب استطاعت عمل کریں، اور تمام داعیان اسلام اپنی تمام تر صلاحیتوں اور توانائیوں کا رخ انسانیت کی طرف کریں۔ عوام کے دل کھلے ہیں داعی و مصلح اٹھیں، امن و آشتی کا پیغام پھیلائیں۔

❁ ❁ ❁ ❁

قرآن سرچشمۂ ہدایت ہے

میمونہ محمد ادریس
رکن بورڈ – مئو

جس اللہ نے چاند، سورج، دریا وسمندر، شجر وحجر، زمین وآسمان اوران کے مابین کی تمام چیزیں پیدا فرمائیں اوراسے پیدا کر کے شتر بے مہار کی طرح آزاد نہیں چھوڑا بلکہ اس نے بہت حکمت و دانائی سے زندگی گذارنے کے طریقے اوراصول بھی بتلائے۔

انسان کس طرح زندگی بسر کرے؟ اور کون سا اصول اپنائے اس کو بتانے کے لئے اس نے بتقضائے حکمت انسان ہی میں سے چند برگزیدہ اور دیانتدار انسانوں کو منتخب فرمایا کہ وہ اس کی ہدایت بندوں تک پہونچائیں۔

اور یہ ہدایت جو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اتاری اسے ''وحی'' کہتے ہیں اور جن پر یہ ہدایت اتاری گئی ان برگزیدہ ونیک انسانوں کو ''نبی'' اور ''رسول'' کہا جاتا ہے اوران برگزیدہ بندوں نے اس کی ہدایت کو بغیر کسی کمی وبیشی کے جوں کا توں لوگوں تک پہونچا دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو ہدایتیں نازل ہوئیں ان کے مجموعہ کا نام توریت ہے، حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور اتاری گئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل عطا کی گئی اوراسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دوسرے نبیوں کو بھی ہدایت کے صحیفے عطا فرمائے گئے۔

یہ تمام کتابیں و ہدایت نامے منزل من اللہ تھے لیکن افسوس! بدطینت لوگوں نے ان پاک ہدایت ناموں اور مصفی سرچشموں کو گدلا کر دیا اوراس میں تحریف وتبدیلی اور من مانی تفسیر کر کے ان کتابوں کی اصلیت ختم کر دیا، اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ یہ جاہل اور نادان خود تو گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر ڈالا۔

پوری دنیا جب گمراہی وضلالت کے عمیق گڈھے میں گری ہوئی تھی، ظلم وبربریت کا دور دورہ تھا، جبر واستبداد سے دنیا سسک رہی تھی اور انسانیت کراہ رہی تھی تو ایسے وقت میں غیرت خداوندی کو جلال آیا اوراس نے عرب کے شہر مکہ میں بندوں تک اپنی ہدایت پہونچانے کے لئے ایک ایسی پاکباز ومقدس ہستی کا انتخاب کیا جس کو دنیا ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' کے نام سے جانتی ہے جو سچائی، راست بازی، صدق وصفا و دیانت اور مکارم اخلاق میں اپنا جواب نہیں رکھتی تھی بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ دنیا میں ایسے بہتر انسان پر آج تک سورج طلوع ہی نہیں ہوا، ہر زمانے میں انسانوں کے لئے اللہ کی ہدایات مختلف شکلوں میں آتی رہیں جن کا مصدر ایک اور مخاطب بھی ایک تھا یعنی انسان تو اسی طرح آخری زمانے میں احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو وحی نازل کی گئی وہ اس سلسلۂ ہدایت کی آخری کڑی قرار دی گئی۔

پہلی آسمانی کتابیں انسانی خواہشات میں گڈ مڈ ہو کر کتر بیونت کا شکار ہوگئی تھیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے پچھلی تمام آسمانی کتابوں کو منسوخ کر کے اپنی آخری کتاب قرآن مجید کو اپنے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ۲۳؍سال کی مدت میں نازل فرمایا اوراس آخری مجموعۂ ہدایت کو قدرتی طور پر مکمل بھی ہونا چاہئے تھا اور ہر طرح کی خرد برد سے محفوظ بھی۔ کیونکہ اس کے بعد کوئی اور کتاب یا ہدایت آنے والی نہیں تھی اس لئے اللہ نے خود اس کی حفاظت کا ذمہ لیا اوراپنی آخری کتاب کو بلا کسی تغیر وتبدل کے اپنی اصلی شکل میں رکھا جبکہ کسی اور مقدس کتاب اور صحیفے کے لئے یہ ضمانت نہیں دی گئی، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون"

چنانچہ قرآن پاک کی یہ ایک امتیازی خصوصیت ٹھہری کہ آسمانی کتابوں میں تنہا یہی وہ کتاب ہے جس کے نزول پر چودہ سو سال سے زیادہ

کا عرصہ ہو گیا اس کے باوجود وہ حال کی نازل شدہ اور انتہائی تر و تازہ معلوم ہوتی ہے اور وہ زمانے کی خرد برد سے مکمل طور پر محفوظ ہے اس کتاب میں کسی کلمہ و حرف حتی کہ ایک شوشے و نقطے کی کمی بیشی نہ ہو سکی ہے اور نہ ہو گی۔ (ان شاءاللہ)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو دنیا میں جو چھوڑا تھا آج تک جوں کا توں موجود ہے دنیا کا کوئی بھی انقلاب اس کے ایک نقطے اور دائرے کو بھی نہیں چھو سکا۔

یہ محض حامل قرآن کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ جو لوگ اس کو اللہ کا کلام نہیں مانتے وہ بھی اس کی یہ صفت مانتے ہی ہیں کہ یہ کتاب بغیر کسی ادنی رد و بدل کے ویسے ہی محفوظ ہے جیسے وجود میں آئی تھی پہلی دوسری صدی ہجری کے کسی نسخہ سے آج کے شائع شدہ نسخے سے ملایا جائے تو ایک شوشہ کا بھی فرق نہیں ملے گا۔

آج تک اس مقدس کتاب پر لاکھوں لوگ ریسرچ کر چکے ہیں اور مسیحی دنیا تو پیہم ترمیمی کوشش کرتی چلی آ رہی ہے لیکن قرآن مجید میں اب تک کوئی تبدیلی نہیں ہو سکی ہے اور نہ ہو گی۔ (ان شاءاللہ)

اس میں وہی دلکشی اور جاذبیت پائی جاتی ہے جو تمام عقل سلیم رکھنے والوں کے لئے برابر دعوت نظارہ دیتی چلی آ رہی ہے۔

اللہ تعالی نے اس کتاب کے ماننے والوں کے دلوں میں ایسا شغف اور تعلق پیدا کر رکھا ہے جو دنیا میں کسی کتاب کے لئے نہیں دنیا کی کسی بھی کتاب کو بغیر سمجھے پڑھنا بے معنی سی بات معلوم ہوتی ہے مگر اس مقدس کتاب کی تلاوت ہی قابل اجر عبادت ہے جو اس کی حفاظت کا ایک سبب ہے اسی شوق و شغف اور جذبۂ عبادت کی وجہ سے وہ لاکھوں سینوں میں لکھا ہوا ہے۔ ہر مسلمان کو یہ یقین ہے کہ یہ کتاب محض ایک کتاب نہیں بلکہ خیر و برکت کا خزینہ اور ہدایت و رہنمائی کا بحر ذخار اور بیکراں سمندر ہے اور دنیا میں پائے جانے والے تمام علوم و فنون کا منبع و مصدر ہے۔ اس لئے اس کے معنی و مفہوم سمجھنے کے لئے علم نحو و صرف، بلاغت، لغت، ادب، فقہ و تفسیر اور کلام و عقائد وغیرہ کا جاننا ضروری ہے۔

پھر معنوی حیثیت سے بھی اس کے شغف کا یہ حال ہے کہ اب تک اس کے بے شمار ترجمے اور تفسیریں مختلف اسالیب سے کی گئیں اس کے ایک ایک حرف میں جتنا غور کیا گیا کسی کتاب میں نہیں کیا گیا۔ اور جو اعجاز و معانی اس کتاب میں پوشیدہ ہیں کسی بھی کتاب میں ممکن نہیں۔

عرب کو اپنی زبان دانی اور فصاحت و بلاغت پر بڑا ناز تھا، بڑی شان سے اپنے قصیدے سناتے اور ایک دوسرے سے مسابقت کرتے اور آگے بڑھ جانے کی کوشش کرتے قرآن کے نازل ہونے پر جاہلیت کی شاعری کا ہنگامہ دب کر رہ گیا شعر خوانی کے جمگھٹے اور پر شور محفلیں ویران اور اجاڑ ہو گئیں۔

تاریخ میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ کسی کتاب نے ایک قوم کے شعر و ادب میں اتنا بڑا انقلاب پیدا کیا ہو یہ صرف قرآن کریم ہی کا کارنامہ ہے جس نے عربوں کے شعر و ادب کے زمین و آسمان بدل دیئے، لوگوں کے سوچنے کے طریقے بدل دیئے بلکہ ان کی زندگیاں بھی بدل ڈالیں۔

قرآن کریم کی سحر آفرینی اور اثر انگیزی نے سلیم الطبع لوگوں کو اندھیرے سے نکال کر ایمان و یقین کی روشنی میں پہونچا دیا اور وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

قرآن مجید نے ذہن و فکر اور عقیدہ و عمل میں ایسا عظیم انقلاب پیدا کیا جو عین فطرت کے مطابق تھا۔ قرآن مجید کی صرف چند آیات کی قوت تاثیر اور صداقت نے اسلام کے سخت ترین دشمن کے دل کی دنیا بدل ڈالی جو گھر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادہ سے تلوار لے کر نکلا تھا اس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا قلادہ پہنا کر واپس کیا۔

قرآن پاک کی اثر انگیزی ہی تھی کہ حضرت جعفر طیار کی تلاوت نے نجاشی کے دل کو لرزہ براندام کر دیا اور وہ آنکھ میں آنسو بھر کر کہنے لگا کہ انجیل اور یہ کلام (قرآن مجید) جو تم سنا رہے ہو ایک ہی چراغ کی روشنی ہیں اس طرح کی سینکڑوں مثالیں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

عرب اپنے سامنے ساری دنیا کو گونگا و عجمی کہتے تھے ان کو اپنی شاعری اور فصاحت و بلاغت پر ناز تھا ان کو فخر تھا کہ ہماری گویائی کے آگے پوری دنیا گونگی ہے۔ اگر بولنا آتا ہے تو ہمیں، خطابت ہم ہی جانتے ہیں شاعری ہماری ہی میراث ہے۔ ادب وانشاء پر ہماری اجارہ داری ہے۔

قرآن مجید نے عرب کے ان فصیحوں، خطیبوں اور بلیغوں کو نہایت تحکمانہ انداز میں چیلنج کیا اور ان کی غیرت کو للکارا کہ تم قرآن جیسی کوئی ایک چھوٹی سی سورت ہی بنا کر پیش کر دو"فأتوا بسورة من مثله و ادعوا شهداء كم من دون الله ان كنتم صادقين" (البقرة ۲۳)

اگر تم سچے ہو تو اس جیسی ایک سورت تو بنالا ؤ تمہیں اختیار ہے کہ اللہ تعالی کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو۔

اس چیلنج سے سب پر سکتہ طاری ہو گیا اور سب کے سب حیران و ششدر رہ گئے ان کی گرمی خطابت اور فخر گویائی پر اوس پڑ گئی ان کا تمام زور بیان اور دعوائے شعر و خطابت دھرا کا دھرا رہ گیا اور غیر عرب کو گونگا سمجھنے والے خود قرآن مجید کے چیلنج کے سامنے گونگے ثابت ہو گئے۔

وہ ذات جو گویائی کی خالق ہے اور جس نے انسان کی زبان میں بولنے کی قوت پیدا کی بھلا اس کے کلام کا کوئی مخلوق جواب پیش کر سکتی ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن میں اس کا حتمی فیصلہ صادر فرمایا ہے۔

"لئن اجتمعت الانس والجن على ان ياتوا بمثل هذا القرآن لا ياتون بمثله و لو كان بعضهم لبعض ظهيرا" (سورة بنى اسرائيل ۸۸")

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ اگر تمام جن وانس مل کر قرآن کے مثل لانا چاہیں تو ان سب سے اس کے مثل لانا ناممکن ہے۔ گو وہ آپس میں ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔ ایک شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے ۔

تیرا کلام کلام الملوک ہے ربی ۔۔۔ تیرے کلام سے بڑھ کر کوئی کلام نہیں

آج تک یہ چیلنج تشنہ جواب ہے کیونکہ یہ کلام کسی انسان کی کاوش نہیں ہے واقعی یہ کلام کلام الٰہی ہے اور درحقیقت یہ ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن کے اندر زندگی کے ہر شعبے کی ہدایت بدرجہ اتم موجود ہے اور یہ تمام دنیا والوں کے لئے مشعل راہ اور نور مبین ہے۔

اگر ہم قرآن کی تعلیم کو مدنظر رکھیں تو یقیناً ہماری دنیا و آخرت سنور سکتی ہے اسی تعلق سے ایک بصیرت افروز اور حیرت انگیز واقعہ (مختصراً) ملاحظہ فرماتے چلیں۔

جب علی گڑھ مسلم یونیورسیٹی محڈن اینگلو اورینٹیل کالج تھا اس وقت اس میں ایک جرمن پروفیسر بی۔ اے اور ایم۔ اے کے طالب علموں کو عربی ادب پڑھایا کرتا تھا ایک مرتبہ وہ بی۔ اے کی کلاس میں آیا اور کتاب لے کر دیر تک سوچتا رہا اور طلبہ سے یہ وعدہ کر کے چلا گیا کہ اس کتاب کو کل پڑھاؤں گا لگا تار تین دن تک یہی معاملہ رہا اور چوتھے دن گورکھپور کے ایک طالب علم نے بلیک بورڈ پر بڑے بڑے خوشخط اور جلی حروف میں کلام پاک کی یہ آیت "لم تقولون مالا تفعلون" لکھ دیا جونہی پروفیسر صاحب کلاس میں داخل ہوئے تو ان کی نظر بلیک بورڈ پر پڑی تو بے خودی کے عالم میں سر پکڑ کر بیٹھ گئے اور غور و فکر کے سمندر میں غوطے کھانے لگے پھر طالب علموں سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ یہ فصیح و بلیغ فقرہ کس نے لکھا ہے؟ بڑے بڑے فاضل ادب کے لئے بھی ایسی عبارت لکھنا محال ہے۔ لکھنے والے طالب علم نے کہا سر! یہ فقرہ ہماری مقدس کتاب قرآن مجید کی ایک آیت کا جز ہے، کیا آپ نے کبھی اس مقدس کتاب کا مطالعہ نہیں کیا ہے؟ پروفیسر نے جواب دیا کہ پڑھا تو ضرور ہے لیکن کہیں کہیں سے اور وہ بھی ادب کی نظر سے۔ طالب علم نے کہا جناب والا! یہ ایک عدیم المثال کتاب ہے زبان و ادب کے ماہر ہونے کی حیثیت سے اس صحیفہ آسمانی کا غور و فکر کے ساتھ ضرور بالضرور مطالعہ کریں۔ پروفیسر نے کہا مجھے اس چھوٹے سے فقرے کی صوری و ادبی و معنوی خوبیوں نے از خود رفتہ کر دیا ہے میرا دل بے اختیار دین کی طرف کھینچا جا رہا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میں تدبر سے قرآن کا مطالعہ کروں گا تو شاید عیسوی مذہب

سے برگشتہ ہوکر قرآن کا پیروکار بن جاؤں گا۔

سوچنے کی بات ہے کہ جب ایک متعصب جرمن پروفیسر پر قرآن کے ایک مختصر سے ٹکڑے کا یہ اثر ہوا تو اگر ہم غور وفکر سے کلام الٰہی کی تلاوت کریں تو کیا ہمارے قلوب واذہان نور ایماں اور عرفان الٰہی سے منور نہیں ہوسکتے؟؟؟

آیئے ذرا ہم اپنا اور صحابہ کرامؓ کا موازنہ کریں، اپنی زندگی کا جائزہ لیں کہ ہمارا قرآن کے ساتھ کیسا سلوک ہے؟ کیا صحابہ کرام بھی ہماری طرح قرآن کو لوبان، عود اور اگر بتیاں سلگا سلگا کر اپنے مرے ہوئے عزیزوں اور رشتہ داروں اور بزرگوں کی نیاز اور عرس میں میلوں ٹھیلوں میں بتاشوں اور حلوہ مٹھائیوں پر پڑھ پڑھ کر دم کیا کرتے تھے؟ کیا وہ بھی زعفران کے پانی اور سفید مرغ کے خون سے قرآن مجید کی آیتیں لکھ لکھ کر بیماروں کو بانٹا کرتے تھے؟ کیا وہ بھی قرآن کو ریشمی جزدان میں لپیٹ کر اپنے مکانوں کی دیواروں میں لٹکایا کرتے تھے؟ نہیں ہرگز نہیں! ان کا تو یہ حال تھا کہ قرآن مجید نے جو بھی بتایا اسے بلا کسی ادنی تامل کے سچ مان لیا۔ اور تصدیق کردی اور عمل کرکے دکھلا دیا۔ اس طرح انہوں نے دل کے ساتھ اپنی عقل کو بھی اللہ کا مطیع اور فرمانبردار بنالیا سمعنا واطعنا کا رنگ ایسا چڑھ گیا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم سنتے ہی سر تسلیم خم ہوجاتا اور جبین نیاز جھک جاتی اور ان کی رضا کی خاطر سب کچھ گوارا ہوجاتا۔

مثلاً جب قرآن پاک نے شراب کو حرام قرار دیا تو حرمت کا حکم سنتے ہی شراب کے جام منہ تک آنے سے پہلے ہی اوندھے کردیئے گئے۔ اسی طرح مومن عورتوں کو حجاب کا حکم ہوا تو حکم آتے ہی چہرے پر جلباب آگئے۔

قرآن مجید کے حکم جہاد پر صحابہ کفن بر دوش ہوکر گھروں سے ٹوٹے اسلحہ، پھٹی زرہیں، زنگ آلود ہتھیار لے کر کیل کانٹے سے لیس اور عمدہ ہتھیاروں سے مزین کافر فوجوں کا اس جواں مردی سے مقابلہ کیا کہ دشمنوں کے چھکے چھڑادیئے اور بڑی سے بڑی طاغوتی قوتیں سرنگوں ہوگئیں اور قیصر وکسریٰ کے ایوان شاہی کے کنگورے لرزہ براندام ہوگئے۔

یہ قرآن مجید ہی کی تعلیم کا اثر تھا کہ صحابہ کرامؓ کی زندگی سچ مچ ایک مکمل انسان کی چلتی پھرتی تصویر اور قرآن پاک کی بولتی ہوئی تفسیر تھی۔ ان کی زبان ہی نہیں ان کی ایک ایک ادا اور ایک ایک نقل وحرکت قرآن مجید سے اثر پذیری کی گواہی دیتی تھی۔ قرآن پاک کو وہ صحیفہ تبرک ہی نہیں بلکہ دستور حیات اور قانون زندگی سمجھتے تھے۔

جو قرآن کریم صحابہ کرامؓ کے زمانے میں ضوفشاں تھا آج بھی وہی قرآن کریم ہے اپنے دامن میں انوار و برکات کے خزینے سموئے ہوئے ہے، اس کا ایک ایک لفظ موتیوں کے مانند جڑا ہوا ہے، لیکن افسوس کہ آج ہم مسلمانوں نے اسے طاق نسیاں پر رکھ دیا ہے نہ اسے کھولتے ہیں نہ پڑھتے ہیں نہ ان کے معانی ومطالب پر غور کرتے ہیں اور نہ ہی اس کے مطالبے پورے کرتے ہیں حالانکہ مومن کا ہر ہر لمحہ اور ہر ہر پل خالق کائنات کے لئے ہونا چاہئے۔ اسی کے لئے جینا و مرنا ہو رضائے الٰہی کے سوا کوئی شئے مطلوب نہ ہو۔

مومن کا اخلاق قرآن کی جیتی جاگتی تصویر ہونی چاہئے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے دوٹوک لفظوں میں یوں بیان فرمایا: "کان خلقه القرآن" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے پھرتے مجسم قرآن تھے۔

یقیناً ہر مسلمان قرآن سے عقیدت رکھتا ہے مگر یہ عقیدت صرف قرآن کو چومنے، آنکھوں سے لگانے اور تلاوت کرنے تک محدود نہیں ہونی چاہئے۔ قرآنی احکام کا جاننا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے اور قرآنی احکام اسی وقت معلوم ہوں گے جب ہم قرآن مجید کو ترجمہ وتفسیر کے ساتھ پڑھیں گے اور اس کے معانی ومطالب پر غور کریں گے۔ قرآن مجید میں تساہلی و غفلت دونوں جہاں میں خرابی کا موجب ہے۔

لیکن عام طور سے مسلمان ثواب کی غرض سے قرآن مجید کی تلاوت ہی پر اکتفا کرتا ہے۔ معانی ومطالب پر غور کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ تلاوت کے اجر کا انکار تو نہیں کیا جاسکتا لیکن "افلا یتدبرون

القرآن" کے پیش نظر معانی ومطالب کے بغیر سمجھے اعمال وعقیدہ اور اخلاق وکردار کو کیسے سنوارا جاسکتا ہے؟

قرآن کریم تو اپنے عقیدت مندوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ قرآن مجید پڑھ کر اس کا نفاذ عمل میں لائیں جہاں کہیں بھی ہوں جس حال میں ہوں اپنی بساط وطاقت بھر حالات کے مطابق اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں اور سلف صالحین کی طرح قرآن کو اپنا لائحہ عمل بنالیں۔ قرآن کو اللہ کا کلام سمجھنے اور اس سے عقیدت رکھنے والے اپنی زندگی کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ انہوں نے قرآن کے ساتھ کیسا سلوک روا رکھا ہے؟

اگر ہم اپنا جائزہ لیں تو ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑے گا کہ ہمارا تعلق اس مقدس کتاب سے صرف اتنا رہ گیا ہے کہ اس کو خوشبو لگادی، چوم لیا، ریشمی وخوبصورت جزدان میں لپیٹ کر طاقوں کی زینت بنادیا، قسم کھانے کے لئے ہاتھوں پر اٹھالیا، کبھی کبھار حافظ جی کو بلا کر گھر میں قرآن خوانی کرالی، جہیز میں دے دیا، تبرک کے طور پر جلسوں اور محفلوں میں پڑھ لیا اسی رسمی و رواجی سلوک سے قرآن نالاں ہو کر فریاد کرتا ہے۔

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
جزدان حریر وریشم کے اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے خوشبو میں بسایا جاتا ہوں

قرآن پاک سے اس بے گانگی کے دور میں نہایت ضروری ہے کہ مسلمان قرآن کی صحیح اور سچی تعلیم کی طرف متوجہ ہوں اور اپنے مسلمان بھائیوں کو بھی اس تعلیم سے روشناس کرائیں کیونکہ جو کوئی بھی اس سے غفلت ولاپرواہی برتے گا اللہ کے سامنے جواب دہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم تمام مسلمانوں کو قرآنی تعلیمات کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

❁ ❁ ❁ ❁

بقیہ صفحہ ۵۶ کا قیدیوں کے حقوق..........

مسلمانوں میں منادی کرادی جاتی ہے کہ جس کے پاس جو قیدی ہے وہ اس کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے، اس کا اثر یہ ہوا کہ مصعب بن عمیر کے بھائی ابوعزیز قیدی تھے بعد میں گواہی دینے لگے میرے انصاری بھائی جن کے پاس میں قید تھا خود بھوکے رہ کر مجھے اصرار سے روٹی کھلاتے، رات کو ایک قیدی کی کراہنے کی آواز آئی، نبی رحمتؐ بے چین ہوگئے، معلوم ہوا کسی نے اسے باندھ رکھا ہے جب تک اس کی گرہ نہیں کھولی گئی آپ کو نیند نہیں آئی، قیدیوں کو کمرے میں بند نہیں کیا گیا بلکہ خطہ ارضی کی سب سے بابرکت ومقدس زمین کا شانہ نبوت سے متصل مسجد نبوی میں رکھا گیا، ایک دفعہ نبی رحمت کی نظر پڑی کہ قیدیوں کو دھوپ میں رکھا گیا ہے حکم دیا کہ ان کو لیٹنے دیا جائے تا کہ راحت ملے، ہر ایک کو کپڑے پہنائے گئے، چچا عبّاس دراز قد تھے، کسی کا کرتا ان کے لیے برابر نہیں ہو رہا تھا بالآخر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سے کرتہ لے کر ان کو پہنایا گیا اور اس احسان کا بدلہ رحمت عالم کی طرف سے اس کی نماز جنازہ کی صورت میں ادا کرنے کی کوشش کی گئی۔

جو لوگ اسلام کو اس وقت دہشت گردی کا مذہب کہہ کر بدنام کر رہے ہیں ان کے لئے قیدیوں اور دشمنوں کے سلسلہ میں تصویر کے ان دونوں رخوں کا تجزیہ کرنے کے بعد اسلام کے سلسلہ میں اپنے خیالات پر نظر ثانی کرنا بہت آسان ہے، حقیقت یہ ہے کہ کوئی غیر مسلم خالی الذہن ہو کر اگر اسلام کا مطالعہ کرے اور اسلام کی صرف اسی ایک خوبی اور اپنے دشمنوں کے ساتھ حسنِ سلوک کے سلسلہ میں مسلمانوں کو دی گئی اسلامی ھدایات پر غور کرے تو اسلام کی یہی ایک صفت اس کے داخلِ اسلام ہونے کا سبب بن سکتی ہے، یہ الگ بات ہے کہ ہم نے ہی اسلام کی ان فطری خوبیوں اور امتیازی خصوصیات کا تعارف اپنے برادرانِ وطن کے درمیان پیش کرنے میں کوتاہی کی جس کی وجہ سے ان کے لئے اسلام کے حقیقی توحید ورسالت کے پیغام کو سمجھنا مشکل ہوگیا، اس کے لئے ان سے زیادہ قصوروار اور اس دعوتی فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی کے مجرم بھی ہم ہی ہیں۔

❁ ❁ ❁ ❁

بھٹکل دینی، علمی اور سماجی سرگرمیوں کے آئینہ میں

محمد الیاس بھٹکلی ندوی
رکن بورڈ بھٹکل

بھٹکل کی دینی، تعلیمی وسماجی اور ثقافتی سرگرمیوں کے متعلق اگر کچھ سننا چاہتے ہیں تو آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اسکا صرف ایک جملہ میں تعارف کراؤں، بھٹکل کیا ہے؟ بھٹکل اللہ رب العزت کی رحمتوں کا ایک چھوٹا سا مظہر ہے اور اس کی بے پناہ عنایتوں کی ایک ادنیٰ جھلک، جس کا خلاصہ علاّمہ اقبال مرحوم کے اس مصرعہ میں ہے

رنگ حجاز آج بھی اس کی نواؤں میں ہے

برصغیر کے مشہور عالم دین اور معتمد تعلیمات دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ ڈاکٹر عبداللہ عباس صاحب ندویؒ نے ایک جگہ اپنے سفرنامہ میں یہ لکھا تھا کہ علامہ اقبالؒ اگر بھٹکل کو دیکھتے تو اردو ادب کا ایک عظیم خسارہ ہوتا اور ان کی نظم آرزو شاید وجود میں نہیں آتی جس میں ان کی خواہش تھی کہ ان کو دنیا کے جھمیلوں سے یکسو ہوکر کسی پرسکون وادی میں زندگی کے پرکیف لمحات گذارنے کا موقع ملے، بھٹکل دیکھنے کے بعد ان کو یہ کہنے کا موقع ہی نہیں ملتا، ہمارے ملک کے مشہور صاحب قلم مولانا محمد رضوان القاسمی صاحبؒ نے جب یہ پڑھا تو ان کو شاید یقین نہیں آیا اور اس کا عینی مشاہدہ کرنے کیلئے یہاں بنفس نفیس تشریف لائے اور واپس جا کر اہل حیدرآباد کو یہ خبر دی کہ یہاں کا ظاہری حسن وجمال اس کا اصل وصف نہیں بلکہ یہاں کا دینی ماحول اور اسلامی معاشرہ اسکا اصل امتیاز ہے ۔

ابن بطوطہ کو کوئی مؤرخ مانے یا نہ مانے لیکن اسکی عالمی سیاح کی حیثیت تو اسکے مخالفین کو بھی تسلیم ہے اس نے جتنی دنیا دیکھی اس صدی میں اس کی نظیر نہیں ملتی، کیا شام، کیا مصر، کیا چین اور کیا سندھ، لیکن کیا بات تھی کہ جب وہ بھٹکل پہنچا تو اپنے سفرنامے میں اس کو یہ لکھنا پڑا کہ میں نے اس علاقے میں بعض اسلامی خصوصیات ایسی دیکھی جس کی نظیر مجھے کہیں نظر نہیں آئی چھوٹی سی بستی، چند ہزار کی آبادی ہر بچی حافظ قرآن، ۲۳ر دینی مدارس، ہر خاتون برقعہ پوش، مسجدیں آباد، مسلمان دیندار، تہذیب عربی، ثقافت دینی اور تمدن اسلامی ۔

مشہور مؤرخ مولانا ابوظفر صاحب ندویؒ نہ بھٹکل کے تھے اور نہ انہوں نے بھٹکل دیکھا تھا اور نہ یہاں کے لوگوں سے ان کے روابط تھے لیکن وہ تاریخ کی ورق گردانی کے بعد اس نتیجہ پر پہونچے کہ برصغیر میں پوری چودہ صدیوں کی تاریخ میں اگر سندھ کے بعد کہیں خالص عربی اسلامی حکومت قائم تھی تو اسی علاقہ میں تھی یعنی آٹھویں صدی ہجری میں سلطان جمال الدین محمد بن حسن کی سلطنت ۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی علیہ الرحمہ نے جب یہ لکھا کہ بھٹکل میرے لئے رائے بریلی کی طرح ہے اور جامعہ ندوہ کی طرح تو اس کو بعض لوگوں نے مولانا کی وسعت ظرفی پر محمول کیا لیکن آپ کی وفات کے بعد یہ عقدہ کھلا کہ آپ کی زندگی کے لاکھوں میل سفر کا اختتام بھٹکل ہی پر ہوا اس کے بعد وفات تک آپ نے کوئی سفر نہیں کیا اور چودہویں دفعہ آمد پر آپ کے اعزاز میں منعقدہ ایک جلسہ میں آپ نے بحالت صحت نہ صرف بھٹکل کے مسلمانوں سے بلکہ عالم اسلام کے مسلمانوں سے اپنے آخری خطاب میں اس بات

کو پھرایک بار دہرایا کہ بھٹکل اپنی گونا گوں دینی خصوصیات اوراسلامی امتیازات کی وجہ سے اب بھی پورے عالم اسلام کیلئے ایک نمونہ کی بستی بننے کی صلاحیت رکھتا ہے ۔

بھٹکل نیویارک کی طرح نہ وسیع شہر ہے اور نہ دمشق کی طرح قدیم، نہ شملہ کی طرح پر کیف، نہ لکھنؤ کی طرح تاریخی، نہ دہلی کی طرح سیاست کا محوراور نہ ممبئ کی طرح تجارت کا مرکز، سچی بات یہ ہے کہ زیادہ صحیح الفاظ میں یہ شہر کہلانے کے قابل بھی نہیں بلکہ ایک بڑا قصبہ ہے البتہ

بھٹکل نیویارک کی طرح نہ وسیع شہر ہےاور نہ دمشق کی طرح قدیم، نہ شملہ کی طرح پر کیف، نہ لکھنؤ کی طرح تاریخی، نہ دہلی کی طرح سیاست کا محوراور نہ ممبئ کی طرح تجارت کا مرکز، سچی بات یہ ہے کہ زیادہ صحیح الفاظ میں یہ شہر کہلانے کے قابل بھی نہیں بلکہ ایک بڑا قصبہ ہے البتہ اسکوقدرت نے فطری حسن وجمال سے غیر معمولی طور پرنوازا ہے، تین طرف پہاڑوں سے گھرے، بحیرہ عرب کے کنارے، وادیوں کے دامن میں، ناریل کے خوبصورت باغات کے سایوں میں واقع اس بستی کی تاریخی اور جغرافیائی اہمیت بھی کچھ کم نہیں ہے۔

اسکوقدرت نے فطری حسن وجمال سے غیرمعمولی طور پرنوازا ہے، تین طرف پہاڑوں سے گھرے، بحیرہ عرب کے کنارے، وادیوں کے دامن میں، ناریل کے خوبصورت باغات کے سایوں میں واقع اس بستی کی تاریخی اور جغرافیائی اہمیت بھی کچھ کم نہیں ہے، سلطنت خدا داداورعہد ٹیپو میں یہاں اسکی فوجی تربیت گاہ تھی اوریہی شہراس کے بحری بیڑے کا مرکز بھی تھا، اسی اہمیت کے پیش نظرآج کل حکومت ہند اسی ساحل پر کاروارشہر میں ایشیاء کا سب سے بڑا بحری فوجی اڈہ تعمیر کررہی ہے ۔

بھٹکل ملک کے دیگر مسلمانوں کیلئے قابل رشک اس لئے بھی ہے کہ مرورزمانہ وانقلابات عصرکے ساتھ اگرچہ یہاں کے مسلمانوں میں اپنے اسلامی تشخصات کوتھامے رکھنے اوراس کے التزام میں فرق آیا ہے لیکن ان سب کے باوجود حمیت دینی، غیرت اسلامی، امن پسندی، مہمان نوازی، خاکساری وملی ہمدردی کے وہ اسلامی نمونے اب بھی ان میں موجود ہیں جس سے یہ علاقہ جغرافیائی طور پر نہ سہی

تہذیبی وثقافتی اوردینی خصوصیات کے اعتبار سے ایک جزیرہ معلوم ہوتا ہے، وہ نسلاً عرب، مسلکاً شافعی، مزاجاً توسّع پسند اور عملاً تاجر ہیں، صحیح تاریخی روایات کے مطابق سندھ پر محمد بن قاسمؒ کے حملہ اور گجرات میں مبلغین اسلام کی آمد سے بھی بہت پہلے یہاں اسلام کا پیغام عہد نبوی ہی میں عرب تاجروں کے ذریعہ پہونچ گیا تھا مشہور صاحب تصوف عالم مخدوم علی مہائمی جو ممبئ شہر میں مدفون ہیں اسی قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں، ان ہی عرب بادیہ نشینوں توحید کے پرستاروں اورشمع حق کے پروانوں کی زبانی اس پورے علاقہ میں توحید کا نغمہ اس کی فضاؤں میں پہلی بارگونجا یہاں اس وقت آباد مسلمان جن کوعرف میں اہل نوائط کہا جاتا ہے ان ہی عرب مبلغین کی اولاد ہیں، اس وقت سے لیکر آج تک یہاں کے مسلمان اپنے جماعتی نظام کے ساتھ اسلامی اخوت واتحاد کا برابر ثبوت دے رہے ہیں بقول مولانا محمد ثانی حسنی مرحومؒ

جو ساز یہاں پہ چھڑتا ہے کہتے ہیں حرم کا ساز ہے وہ
سینوں میں ہے جوبھی راز یہاں دراصل حجازی راز ہے وہ
جو گونجتی ہے آواز یہاں جادو سے بھری آواز ہے وہ
جودل نہ کھنچے اس کی جانب بےسوز ہےوہ بےساز ہےوہ

الحمدللہ یہاں صدیوں سے قضاء کا جماعتی نظام جاری ہے، حضرت مولانا منت اللہ رحمانی صاحبؒ نے پہلی دفعہ بھٹکل اپنی آمد کے موقع پر برسبیل تذکرہ کہا کہ بہار کا نظام قضاء پورے ملک کیلئے نمونہ کی

حیثیت رکھتا ہے تو یہاں کے محکمہ شرعیہ کی قدامت کو سن کران کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ بہار اگر ملک کے لئے نمونہ ہے تو بھٹکل بہار کیلئے، دونوں محکمہ شرعیہ کی طرف الحمدللہ آج بھی نہ صرف تمام عائلی مسائل میں بلکہ اکثر مالی معاملات میں بھی مسلمانوں کا رجوع عام ہے۔

مسلمانوں کی سیاسی اور سماجی معاملات میں رہنمائی کیلئے کل ہند مجلس مشاورت کا کامیاب تجربہ ملک کی تاریخ کا ایک سنہرا باب ہے جس کو دوبارہ تحریک دینے کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے لیکن یہاں اسی نہج پر قائم مجلس اصلاح و تنظیم کے ماتحت بھٹکل و آس پاس میں سو سال سے مسلمانوں کی اجتماعیت کو سیاسی وسماجی معاملات میں برقرار رکھنے کی کامیاب کوششوں کا یہ حال ہے کہ پارلیمانی اور اسمبلی الیکشنوں کے موقع پر تنظیم کا حتمی فیصلہ لوگ اپنے مزاج وذوق اور سیاسی وابستگیوں کو بالائے طاق رکھ کر ماننے کے آج بھی الحمدللہ پابند ہیں ۔

اسلامی تشخص کو باقی رکھتے ہوئے نونہالان ملت کو عصری تعلیم سے آراستہ کرنے کیلئے تحریک علی گڈھ کے طرز پر قائم انجمن حامی مسلمین کے ماتحت پرائمری سے لیکر کالج تک مسلمانوں کی خودکفیلی کا یہ عالم ہے کہ الحمدللہ انجینئرنگ کالج تک مقامی مسلمان حکومت کی کسی مالی امداد کے بغیر چلا رہے ہیں اور ملک کے دیگر مسلم انجینئرنگ کالجوں کے برخلاف جمعہ کو تعطیل ہوتی ہے اور اس وقت انجمن کے تحت پانچ ہزار سے زائد طلباء عصری تعلیم حاصل کررہے ہیں ۔

دینی تعلیم کی خاطر ندوۃ العلماء کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جامعہ اسلامیہ کی نظیر پورے ملک میں اس حیثیت سے نہیں ملتی کہ ایک ہزار سے زائد طالبان علوم نبوت میں مکتب سے عالمیت تک ۹۰٪ مقامی طلباء ہیں، قیام وطعام میں وظیفوں کا وہ تصور نہیں جو عام طور پر مدارس میں جاری ہے، الحمدللہ خوشحال گھرانوں کی بھی بھرپور نمائندگی ہے، ڈھائی سو کے قریب علماء صرف اس قوم سے عالمیت اور فضیلت کی تکمیل کر چکے ہیں، پورے برصغیر میں یہ مسلک شافعی کا سب سے بڑا مرکز ہے، اس کا کتب خانہ بھی دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے اور بعض حیثیتوں سے بقول مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ ملک کے مرکزی کتب خانوں سے بھی ممتاز اور فائق ہے حضرت مولانا عبدالحمید ندویؒ کے تربیت یافتہ شاگردوں ڈاکٹر ملپا علی صاحب، مرحوم منیری صاحب اور سعدا جعفری وڈی،اے برادران کے قائم کردہ اس ادارہ کی ملک گیر شہرت میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کی تعلیمی سرپرستی سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا اور بجا طور پر فارغین جامعہ زبان حال سے اپنے مادر علمی ندوۃ العلماء سے یوں مخاطب ہیں :

اس بزم کی برکت سے بخشا	فطرت نے پرِ پرواز ہمیں
چلتے ہیں ہوا کے دوش پہ ہے	کہتا ہے ہر اک شہباز ہمیں
خود بڑھ کر بناتی ہے فطرت	ہمراز ہمیں دمساز ہمیں
اللہ نے اپنے فضل وکرم سے	بخشا یہ اعجاز ہمیں

کچھ یہی حال مقامی نمائندگی میں بچیوں کی دینی تعلیم کیلئے قائم جامعۃ الصالحات کا بھی ہے جہاں ساڑھے پانچ سو کے قریب ہائی اسکول وکالجز سے فارغ عالمیت کے کورس میں زیر تعلیم طالبات میں سو فیصد مقامی نمائندگی ہے ۔

اسلامی غیرسودی بنکنگ کے نام سے یوں تو ملک میں متعدد ادارے موجود ہیں لیکن بہت کم سود کی آمیزش اور شائبہ سے خالی ہیں، یہاں اسلامک ویلفیر سوسائٹی کے تحت چلنے والے اسلامی بینک میں رائج نظام قابل دید ہے، اب تک اٹھارہ سال کے مختصر وقفہ میں چالیس ہزار سے زائد لوگوں کو دو سوملین روپئے غیرسودی قرضے دیئے جاچکے ہیں ۔

اس کے علاوہ دیگر دینی وعصری ادارے تحفیظ القرآن، مدرسہ قوۃ الاسلام عمر اسٹریٹ، شمس اسکول نونہال سنٹرل اسکول اور مادرحوا اسلامک اسکول وغیرہ بھی اپنی امتیازی خصوصیات کی وجہ سے اس پورے ساحلی علاقے کے اپنے ہم عصر اداروں میں امتیازی شان

رکھتے ہیں خلیجی ممالک میں قائم بھٹکلی جماعتوں کا وفاق بھٹکل مسلم خلیج کونسل اپنے مقاصد اور کامیاب سرگرمیوں کے اعتبار سے ملک کے موجودہ حالات میں مسلمانان ہند کیلئے ایک قابل تقلید نمونہ ہے، نوجوانوں کے متعدد اسپورٹس سینٹرس اور اداروں میں بھی الحمدللہ دینی چھاپ ہے اور نوجوان علماء ہی زیادہ تر اس کی عملاً قیادت کررہے ہیں، ان سب سینٹروں پر مشتمل مسلم یوتھ فیڈریشن کا وفاق بھی سننے سے نہیں دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے ۔

غرض یہ کہ شہر و آس پاس میں الحمدللہ اب بھی سیاسی وسماجی اور ثقافتی معاملات میں دین وعلم کا غلبہ ہے، ان سب کے ساتھ بھٹکل کی یہ خوش قسمتی رہی ہے کہ اپنے وقت کے صلحاء، علماء اور اولیاء کی اس کو غیر معمولی دعائیں اور شفقتیں حاصل رہی ہیں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ تو اپنی بے پناہ عنایتوں کی وجہ سے خود فرد قوم معلوم ہوتے تھے، ہماری قوم کے حصہ میں اکابر امت کی عنایات میں ان ہی کا سب سے زیادہ حصہ رہا ہے، اس کے بعد مصلح امت مخدومی حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ کی جامعہ کی سرپرستی کی نسبت سے خصوصی دعائیں ہمارے لئے سب سے بڑا سرمایہ رہا ۔

اس کے علاوہ آٹھ سال پہلے بھٹکل میں مفکر اسلام کی طرف منسوب مولانا سید ابوالحسن ندوی علی حسنی اسلامک اکیڈمی کے نام سے ایک دعوتی اور تحقیقی ادارہ بھی قائم ہوا ہے جس کے تحت ہائی اسکول وکالجس کے مسلم طلباء کے لیے بنیادی دینی تعلیم پر مشتمل نو سالہ اوپن اسلامک کورس شروع کیا گیا ہے جس کے پورے ہندوستان میں دوسو سے زائد سینٹرس ہیں، جنوری 2009ء کے اس کے زیر اہتمام ہونے والے اسلامیات کے امتحان میں پورے ملک سے تیس ہزار سے زائد طلباء نے حصہ لیا ہے، غیر مسلم برادران وطن کے درمیان توحید، آخرت ورسالت کے تحریری امتحانات ہوتے ہیں جس کے حیرت انگیز اور مسرت آمیز نتائج سامنے آرہے ہیں، علماء کو دعوتی میدان میں زیادہ کارآمد بنانے کے لیے بنیادی عصری علوم کمپوٹر وغیرہ کے کلاسس شروع کیے گئے ہیں، علماء اور فارغین مدارس کے ذریعہ مختلف تحقیقی اور تصنیفی کام کروائے جاتے ہیں، عصری درسگاہوں کے طلباء کے لیے پہلی تا دسویں کی نصابی کتابیں اسلامیات کے نام سے شروع کی گئی ہیں جس کے تحت حفظ قرآن، ناظرہ، حدیث شریف، دعاؤں، عقائد سیرت نبوی، فقہ، اسلامی تاریخ اور اخلاقیات وغیرہ پر مشتمل جامع نصاب مرتب کرکے شائع کیا گیا ہے، یہ کتابیں ملک اور بیرون ملک کے مختلف چھ سو سے زائد اسکولوں میں داخل نصاب ہیں، اب اس کا ارادہ ہے کہ ملکی سطح کی ایک اوپن اسلامک ڈیم یونیورسٹی مولانا ابوالحسن علی ندوی نیشنل اوپن اسلامک یونیورسٹی کے نام سے بھٹکل ہی میں اکیڈمی کے زیر اہتمام قائم کی جائے اس میں ڈپلومہ/گریجویشن/ پوسٹ گریجویشن اور ڈاکٹریٹ کے کورس کا اجراء ہو، اس سلسلہ میں کارروائی جاری ہے اور حکومت کے ذمہ داران اور اس سلسلہ کے تعلیمی ماہرین سے مشورے بھی ہورہے ہیں جس کی تکمیل کے بعد انشاءاللہ ملت کی ایک اہم ضرورت کی تکمیل اور دعوتی نقطہ نظر سے ایک اہم خلاء پر کرنے کی کوشش ہوگی، اس کے علاوہ کل ہند حلقہ پیام انسانیت اور عالمی رابطہ ادب اسلامی کی مقامی شاخیں بھی اسی اکیڈمی کے زیر اہتمام قائم ہیں، یہ سب سرگرمیاں اس کی خود کی اپنی وسیع وخوبصورت دس ہزار اسکوائر فٹ پر مشتمل دومنزلہ عمارت میں حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی مدظلہ العالی کی نگرانی میں جاری ہیں۔

اللہ تعالیٰ نظر بد سے اس شہر کو محفوظ رکھے اور اپنی خصوصی عنایات ورحمتوں کا معاملہ فرمائے۔ (آمین)

This document was created with Win2PDF available at http://www.win2pdf.com.
The unregistered version of Win2PDF is for evaluation or non-commercial use only.
This page will not be added after purchasing Win2PDF.